جامی راہِ ھُدیٰ بجز اغیرِ عشق نیست
گفتیم والسلام علی تابع الھُدیٰ

سوانح حیات

سراج العارفین، برہان الکاملین، سفیر عشق، کشتۂ چشم مازاغ، ترجمان کلام فرید

حضرت علامہ حافظ سراج احمد صاحب درانی چشتی

المعروف

حضرت سراجِ اہلسنّت

رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ

جانشین حضرت سراج اہلسنت
مفتی محمد مختار احمد درانی
شیخ الجامعہ اسلامیہ سراج العلوم خانپور

باہتمام

صاحبزادہ مظہر مختار درانی
ناظم اعلیٰ
جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خانپور

ناشر: تنظیم سراج العارفین
خان پور، ضلع رحیم یار خان
0306-7498831

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جامی راہِ ھُدیٰ بخدا غیرِ عشق نیست
گفتیم والسلام علی تابع الھُدیٰ

اللہ
رسول
محمد

شبیہ مبارک

حضرت مولانا
حافظ سراج احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ

جانشین سراج اہلسنت مفتی محمد مختار احمد درانی

شیخ الجامعہ
سراج العلوم خان پور

صاحبزادہ مفتی مظہر مختار درانی

ناظم اعلیٰ: جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور

سوانح حیات

سفیر عشق، ترجمان کلام فرید، عاشق رسول

حضرت مولانا

حافظ سراج احمد صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

حضرت سراج اہلسنت

﴿مؤلفہ﴾

جانشین حضرت سراج اہلسنت

مفتی محمد مختار احمد درانی

شیخ الجامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور

﴿باہتمام﴾

صاحبزادہ مظہر مختار درانی (ناظم اعلیٰ)

جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور

ناشر: تنظیم سراج العارفین

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوانح حیات حضرت سراج اہلسنت

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی محمد مختار احمد درانی

باہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحبزادہ مفتی مظہر مختار درانی

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تنظیم سراج العارفین

سن اشاعت (دوم)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نومبر 2018ء (۱۴۴۰ھ)

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جمشید احمد دھریجہ

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایاز محمود چشتی

مطبع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جھوک پرنٹرز ملتان

رابطہ نمبر

0306-7498831

حرف اول

ایک انگریزی مقولہ ہے کہ All history is the biography of the great men" تاریخ عظیم انسانوں کی داستان حیات کا مجموعہ ہے اس دنیا میں ایسی شخصیات بھی گزری ہیں جنھیں تاریخ نے عظمت عطا کی انھوں نے تاریخ سے بہت کچھ سیکھا او راس کی روشنی میں انھوں نے عظمت کی منازل طے کیں لیکن ہمارے سامنے ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں جنھوں نے اپنے عزم و عمل سے خود ایک نئی تاریخ رقم کی۔انھوں نے اپنے لافانی کارہائے نمایاں سے ایک نئی تاریخ کو جنم دیا۔کسی شخصیت نے شجاعت اور جواں مردی کے جوہر دکھائے تو کسی نے انسانیت کے راستے میں علم وعرفاں کی مشعلیں روشن کیں۔ہرایک اپنی استعداد کے مطابق کام کرتا رہا اور تاریخ میں اپنے ان مٹ نقوش ثبت کرتا رہا ان تاریخ ساز انسانوں کی فہرست میں ایک نام بہت سنہری حروف میں لکھا نظر آتا ہے اور وہ عاشق رسول حضرت مولانا حافظ سراج احمد صاحب خان پوری کا اسم گرامی ہے آپ نے وسائل کی کمی اور مشکلات سے بے نیاز ہو کر خدمت دین متین کا بیڑا اٹھایا اور اپنے عظیم المرتبت پیغمبر کی سنت پر عمل پیرا ہو کر برائی جہالت اور گمراہی کے خلاف کمربستہ ہو گئے۔آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس میں اور نوجوان نسل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے سرزمین خان پور میں مدرسہ سراج العلوم کے نام سے ایک ایسی عظیم دانش گاہ کی بنیاد ڈالی جو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مرکزی درس گاہ بن چکی ہے۔آپ نے بدمذہبی کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور صحرائے نجدیت میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے خوشنما پھول کھلائے جن کی خوش بو سے آج تک ہمارے دل ودماغ معطر ہیں آپ نے قریہ قریہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ روشن کیے آپ نے سینوں کو بیدار کیا اور اپنے قول ثابت سے روحانیت اور سنیت کی ایک تابندہ تاریخ لکھی آپ صاحب درد اور اہل بصیرت تھے آپ واقعی سراج اہلسنت تھے جنھوں نے اہلسنت کو عظمت وکرامت کا راستہ دکھایا آپ مفسر قرآن، شارح حدیث اور ترجمان کلام فرید تھے آپ آیات قرآنی کی تشریح کے لیے حدیث کو بطور استدلال پیش کرتے اور کلام فرید کا ایسا حسین امتزاج پیش کرتے کہ ایک سماں بندھ جاتا اور سامعین پر عجیب کیف وسرور اور رقت کا عالم طاری ہو جاتا آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے اور تاریخ ساز بھی تھے میرے الفاظ اور دامن اوراق ان کی خوبیوں اور اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتے البتہ زیر نظر کتاب میں جانشین سراج اہلسنت محقق اہلسنت مفسر قرآن، شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد مختار احمد درانی دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت والا کے علمی اوصاف حمیدہ اور روحانی کمالات شریفہ کو جس حسن وخوبی کے ساتھ بیان فرمایا یہ انھی کی ذات کا خاصہ ہے۔آپ نے حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان صحبت میں رہ کران کے کمالات روحانی کا مشاہدہ فرمایا اور فیوض وبرکات علمی سے بھی اپنے دامن طلب کو لبالب بھرلیا۔حضرت مفتی صاحب نے حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ایسے اہم مسائل پر بھی عالمانہ روشنی ڈالی ہے جن کا اہلسنت کے بنیادی عقائد سے گہرا تعلق ہے ۔حضرت قبلہ مفتی صاحب نے یہ صرف ایک سوانح حیات ہی تحریر نہیں فرمائی بلکہ ایسے عظیم علمی سرمایہ کی شکل میں نوجوان نسل اور اہلسنت کے علمی وادبی حلقوں کے سامنے پیش کیا تا کہ آنے والے لوگ ان کی اس سوانح حیات سے نشان راہ پاسکیں اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم وعمل کے چراغ فروزاں رکھیں۔جانشین حضرت سراج اہلسنت کی یہ علمی کاوش نہایت گراں قدر اور وقیع ہے کیونکہ اس سے اہلسنت کی عظیم الشان تاریخ کو ایک نیا خوبصورت عنوان ملا ہے اور خوابیدہ جذبوں کی نئی امنگ اور حوصلہ بھی ملا ہے۔

بندہ ناچیز کو حضرت سراج اہلسنت کے علمی وروحانی خاندان کا چشم وچراغ ہونے کا شرف حاصل ہے فقیر نے اپنے جدامجد کی علمی خدمات اور روحانی فیوض وبرکات کو صفحہ قرطاس پر لانے اور اس کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے میں جو سعی کی ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور ہم سب کو حضرت سراج اہلسنت کے روشن کیے ہوئے چراغ علم وعرفاں کی روشنی میں اپنے شاندار مستقبل کی طرف رواں دواں رکھے اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت نصیب فرمائے۔آمین۔

صاحبزادہ محمد مظہر مختار درانی
ناظم اعلیٰ
جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور
پرنسپل
جامعہ عظیمیہ مظہر الاسلام للبنون
وجامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات
پاکستان چوک خان پور

پیکر حب رسول مجسمہ سوز و درد
سراج اہلسنت حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ

از: سید محمد فاروق القادری

عشق در دنیائے ما ہنگامہ ہا تعمیر کرد
ورنہ ایں بزم خاموشاں ہیچ غوغائے نداشت

اگر چہ سابق ریاست بہاولپور کا علاقہ مادی ترقی کے اعتبار سے پسماندہ رہا ہے تاہم علمی وروحانی لحاظ سے یہ خطہ انتہائی مردم خیز واقع ہوا ہے اس کی خاک سے ایسے ایسے شمس و قمر پیدا ہوئے ہیں جو اپنی مثال آپ تھے علامۃ الدہر عبدالعزیز پرہاروی ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی ایسے فضلاء سرحلقہ اصفیاء عارف باللہ حضرت خواجہ غلام فرید اور مولانا لطف علی ایسے عدیم النظیر شعراء مولانا نور محمد کہترا ایسے نعت گو بھی اس سرزمیں سے اٹھے، انگریز کے دم قدم سے پہلے برصغیر کے کونے کونے میں عشق الٰہی کی دکانیں قائم تھیں جہاں سے جذب وشوق اور درد و محبت کا سودا مفت تقسیم ہوتا تھا حضرت حافظ سراج احمد صاحب کا خمیر اللہ ورسول کی محبت سے اٹھایا گیا تھا وہ محبت نبوی میں اس طرح فنا ہو کر مٹ گئے تھے کہ انہیں درد و محبت اور سوز و عشق کے سوا کسی چیز سے تعلق ہی نہیں رہا تھا گویا ان کا مشرب یہ تھا ۔

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الاّ حدیث یار کہ تکرار می کنیم

آپ نے حفظ قرآن مجید کے بعد اپنے دور کے نامور جیّد علمائے کرام سے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور تکمیل کے لیے ہی دور کے علمی مراکز کا رخ کیا آپ نے امتیازی حیثیت میں سندِ فضیلت و فراغت حاصل کی اور اپنے آبائی علاقے میں تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ رُشد و ہدایت کی خاطر دکان عشق کھولی اس دکان سے دوائے دل بکنے نہیں بلکہ خیرات کی شکل میں تقسیم ہونے لگی تو روح کے پیاسے لوگوں نے پروانہ وار رخ کیا یہی تو وہ جنس ہے جس نے اس دنیا کو سود و سودا، مکر و فن اور قمار خانہ بننے سے روک رکھا ہے۔

در خرمنِ کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

حضرت حافظ صاحب نے مسجد مستری کمال الدین میں جمعہ کے خطبہ کے ساتھ ساتھ نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کا آغاز کیا تو لوگ اس منفرد رسیلی اور محبت بھری آواز کو سننے کے لیے ٹوٹ پڑے عام علماء کی تقریروں کے مقابلے میں یہ دل کش صدا بھری تو بے تاب روحوں اور بے چین دلوں پر مرہم کا کام کرنے لگی لوگ چونک پڑے اور کہہ اُٹھے۔

ایں مطرب از کجاست کہ ساز عراق ساخت
آہنگ باز گشت ز راہ حجاز کرد

حضرت حافظ صاحب کی زندگی کے کئی پہلو ہیں وہ جیّد خوش آواز قاری قرآن، دلوں کے مضراب چھیڑنے والے خطیب، شب بیدار سحر خیز، خوش اخلاق، کشادہ دست، فراخ حوصلہ، صوفیا کے طور طریقوں کے مطابق وسیع المشرب، اعلیٰ درجے کے منتظم، خندہ رو اور سب سے بڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ذات سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کے عاشق زار اور ایک ایک ادا پر قربان ہونے والے شخص تھے آپ نے متعدد بار بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا

شرف حاصل کیا ساتھ جانے والے حضرات کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ جاتے تو بے خود
ہو جاتے آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات کی مانند آنسو رواں ہوتے ان گلیوں کو
چومتے آنکھوں سے لگاتے سچ ہے

اُمُرّ علی الدیار دیار لیلیٰ ۔۔۔۔ اُقبّل ذالجدار وذالجدار
وماحُبّ الدیار شغفن قلبی ۔۔۔ ولٰکن حُبّ من سکن الدیار

حضرت حافظ صاحب اس قدر گداز دل کے مالک تھے کہ انہیں ہر چیز میں خا
لقِ کائنات کا جلوہ نظر آتا چنانچہ ان کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے وہ ایسے منفرد خطیب
تھے کہ مترنم آواز میں خطبہ پڑھتے اور مولانا روم یا حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے
اشعار مکمل نہ ہوتے کہ خود بھی روتے اور مجمع سے بھی آہ وبکا کی آوازیں آنے لگتیں مولانا
روم، شیخ فریدالدین عطار، شیخ سعدی، حضرت جامی، امیر خسرو کے دیوان کے صد دیوان
آپ کی نوک زبان تھے اپنے پسندیدہ موضوع وحدت الوجود پر آتے تو قرآن
مجید، احادیث اور دیوان فرید کی روشنی میں تشریح فرماتے تو حاضرین کو بھی تن من کا ہوش نہ
رہتا خود بعض اوقات روتے روتے بے خود ہو جاتے سچ ہے:

آنکس کہ تر اشناخت جاں راچہ کند ۔۔۔ فرزند وعزیز وخانماں راچہ کند
دیوانہ کنی وہر دو جہانش بخشی ۔۔۔ دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

میری دانست میں حضرت حافظ صاحب بارگاہ حریم نبوی کے ایسے پاسبان تھے جو اس
طرف کسی کی میلی آنکھ بھی برداشت نہیں کرتے تھے ان کا نظریہ یہ تھا۔

آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے آئینے سے طبیعت حضور کی

ایک دور تھا کہ خان پور شہر میں میلاد کے جلسے وجلوس تو درکنار کوئی بلند آواز سے یارسول
اللہ کہنے کی بھی جرات نہ کرتا۔ مرد درویش یارسول اللہ کا نعرہ بلند کر کے میدان میں اترا اس
نے کافی دکھ اُٹھائے غم سمیٹے، تکلیفیں برداشت کیں مگر مضبوط ہو کر ڈٹے رہے۔

ع اگر چہ ہوا تھی تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

آپ نے پہلے ہم مسلک لوگوں کی تنظیم قائم کی ان سرفروشوں میں حاجی محبوب، علی محمد خاں معروف شاعر گلزار احمد نادم استاذ العلماء مولانا سراج احمد مکھن بیلوی، حضرت مفتی عبدالواحد صاحب، حاجی غلام قادر صاحب۔

چنانچہ آپ نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے شہر کی مشترکہ عید گاہ میں سالانہ جلسے کی بنیاد رکھی اس آواز نے شہر اور علاقے بھر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ان جلسوں میں اہلسنت و جماعت کے چوٹی کے علماء شریک ہوتے ان میں غزالی زماں حضرت سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب، مولانا عبدالغفور ہزاروی، پیر سیّد امانت علی شاہ، مولانا محمد بخش صاحب ایسے نامور لوگ شامل ہوتے یہ جلسے اپنی دلکشی، رعنائی خوبصورتی اور پیغام عشق ومحبت کے باعث علاقے بھر کے مرکزی اجتماع کی حیثیت اختیار کر گئے لوگ سال بھر ان مبارک دنوں کا انتظار کرتے اور جلسہ گاہ کو سجانے کی تیاری کرتے رہتے۔

ان جلسوں کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ بعد میں یا رسول اللہ پر فتوے لگانے کو اہلسنت کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام اور یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے دیکھا گیا یہ عید گاہ سارے مسلمانوں کی مشترکہ عبادت گاہ تھی بعد میں ایک مکتبِ فکر نے اس کے صدر دروازے پر اپنے مدرسے کا بورڈ لگا کر عید گاہ پر اپنا قبضہ جمالیا جلسے کی ایک نشست مجھے بھولے سے نہیں بھولتی حضرت مولانا عبدالغفور علیہ الرحمۃ اپنی مدبھری آواز میں یہ شعر بار بار دہراتے

ع اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
جب سے سنا ہے کہ یار لباسِ بشر میں ہے

تو حضرت حافظ صاحب ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگ گئے سیّد امانت علی شاہ

وحدت الوجود پر زبان کھولتے اور مثنوی مولانا روم کے اشعار ترنم سے پڑھتے تو مجمع لوٹ پوٹ ہو جاتا اہلبیت کی تعریف ان کا خصوصی موضوع تھا ایک دفعہ دوران تقریر انھوں نے یہ شعر ترنم سے بار بار دہرایا

ع اے غرقہ گناہ ز طوفانِ غم مترس

کشتی نوح عصمت آل محمد است

تو حضرت حافظ صاحب کی چیخیں نکل گئیں۔

ان جلسوں میں چوٹی کے نعت گو شعراء کو مدعو کیا جاتا مرحوم محمد اعظم چشتی ،صوفی محمد علی ملتانی نعت شروع کرتے تو سماں باندھ دیتے اور ہزاروں کا مجمع محبت نبوی میں ڈوب جاتا ایک دفعہ محمد اعظم چشتی نے غالب کی مشہور نعت ''حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد است '' شروع کی جب وہ ان اشعار پر پہنچے

ع تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکش حق است

اما کشاد آں زکمانِ محمد است

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

تو حضرت حافظ صاحب تڑپنے پھڑکنے لگ گئے ان کی ٹوپی دور جا گری کچھ لوگوں نے انہیں تھاما۔

اب وقت آ گیا تھا کہ اہلسنت کا مضبوط مرکز اور علمی ادارہ قائم ہو چنانچہ ساری جماعت کے مشورے سے پرانی تحصیل کے ویران کھنڈرات کا ایک وسیع ٹکڑا ابلدیہ سے کرائے پر حاصل کر کے مدرسہ سراج العلوم کی بنیاد رکھی گئی میدان صاف ہونے لگے آہستہ آہستہ تعمیر کا کام شروع ہوا اس کے اوّلین اساتذہ میں استاذ العلماء مولانا سراج احمد مکھن بیلوی ،حضرت مفتی عبد الواحد صاحب ،حضرت مولانا عبد الکریم صاحب ،فاضل جلیل مولانا پیر محمد چشتی صاحب ،مولانا محمد یوسف اور کئی دوسرے نامور اساتذہ

شامل رہے اس دور کے طلباء کی اکثریت نے بھی نام روشن کیا اللہ اکبر کیا لوگ تھے۔
سچ کہا پروین شاکر ۔

ع کھلی جو آنکھ تو کچھ اور سماں دیکھا
وہ لوگ تھے نہ وہ جلسے نہ شہر رعنائی

بعد میں یہ زمین مدرسہ کو الاٹ ہوگئی عید گاہ پر ایک مکتب فکر نے قبضہ جمایا تو عید میلاد النبی کا جلسہ رکوانے کی تدبیریں ہونے لگیں یہ تدبیر کامیاب ہوئی تو جلسے مدرسہ سراج العلوم کے وسیع گراؤنڈ میں منتقل ہو گئے اور بحمد اللہ اسی شان وشکوہ سے جاری ساری ہیں ان جلسوں میں ہر سال لاکھوں لوگ سیرتِ طیبہ اور محبتِ نبوی کے انوار سے روحانی غذا حاصل کرتے ہیں اور اپنے ایمان میں حلاوت اور تازگی کا نیا جذبہ لیتے ہیں۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں ۔۔۔ فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق
سحر خیزی دنیا کے عبقری لوگوں کا خاصہ رہا ہے اقبال نے بھی فرمایا

ع عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

حضرت حافظ صاحب ابتداء ہی سے رات کے پہلے پچھلے پہر بیدار ہو کر وضو کرتے تہجد ادا کرتے رومی ، عطار یا حضرت خواجہ غلام فرید کی کوئی کافی گنگناتے روتے اور اپنے اشکوں سے اپنے نامہ اعمال ، مدرسے اور جلسوں کی نیرنگیوں میں اضافہ کرتے سردی ہو یا گرمی سفر ہو یا حضر یہ سلسلہ لگا رہا نہ اس میں کوئی فرق آیا ، خواجہ حافظ نے کیا خوبصورت بات کہی۔

صبا وقت سحر بوئے ز زلفِ یار می آورد
دل شوریدہ ما را ز نو درکار می آورد

اس بارے میں عمر خیام کی یہ رباعی سنائے بغیر رہا نہیں جاتا۔

شب خیز کہ عاشقاں در شب راز کنند
گرد در و بام دوست پرواز می کنند
ہر جا کہ درے بود بہ شب در بندند
الّا درِ دوست را کہ شب باز کنند

حضرت حافظ صاحب نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ در محمد کوریجہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس تعلق نے ان کے اندر سلسلہ چشتیہ کی خصوصی نسبت پیدا کر دی تھی چنانچہ آپ کے اندر انکسار، فروتنی، خوش اخلاقی نے گھر کر لیا تھا آپ کو اپنے شیخ سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا سلسلہ عالیہ چشتیہ کی روایت کے مطابق سماع کی محافل میں شریک ہوتے تو آپ کا ذوق وشوق دیدنی ہوتا۔

ایک دفعہ جمعہ کے اجتماع میں ایک نعت خواں نے بابا ذہین شاہ تاجی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا

خوش رہیں تیرے دیکھنے والے
ورنہ کس نے خدا کو دیکھا ہے

تو حافظ صاحب علیہ الرحمۃ پر شدید گریہ طاری ہوا آپ نے اشارے سے یہ شعر بار بار دہرانے کا اشارہ کیا حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کا دستر خواں بہت وسیع تھا رات کے کھانے میں اہلِ محبت کی خاصی تعداد جمع ہو جاتی دو تین قسم کے طعام تیار ہوتے اور انتہائی محبت سے سب لوگوں کی مدارت فرماتے۔

ہر چند آپ ایک جیّد عالمِ دین تھے، حافظ قرآن اور شیخ طریقت کی حیثیت کے مالک تھے تاہم آپ کی محفل میں علماء کی روایتی خشک مزاجی اور تنگ ظرفی کا نام و نشان نہیں تھا موقع کے مطابق لطائف وظرائف سے مجلس کو خوش گوار رکھتے اور عموماً آپ کی محفل کشت زعفران کا نمونہ ہوتی ہر قسم کے لوگ ان محافل میں آتے اگر کسی دوسرے مسلک کا کوئی شخص آ جاتا تو مشائخ صوفیاء کے مطابق اس کے لیے بھی اپنا

دامن پھیلا دیتے اپنی تقریر اور نجی محافل میں کبھی کسی کے خلاف سوقیانہ گفتگو نہ فرماتے ان کا سینہ اللہ اور رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اس قدر معمور ہو گیا کہ اس میں کسی دوسری چیز کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی گویا۔

شُد است سینہ ظہوری پُر از محبت یار

برائے کینہء اغیار در دلم جائے نیست

یوں تو آپ تمام علماء کا احترام کرتے بالخصوص سادات کے سامنے تو بچھ جاتے، غزالی زماں حضرت سیّد احمد سعید شاہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کا تعلق عشق کی حد تک تھا آپ نے مدرسہ سراج العلوم قائم فرمایا اور عید میلا دالنبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے سالانہ جشن کا آغاز کیا تو ہر جگہ زیرِ نگرانی حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ کا ٹائٹل رکھا عربی کی طرح آپ کو فارسی نظم میں بھی مہارت حاصل تھی گلستاں، بوستاں ،سکندر نامہ، تحفۃ الاحرار جامی، یوسف زلیخا کے اسباق خود پڑھاتے ان کے اشعار خوبصورت ترنم سے دہراتے تو ہم نے بارہا دیکھا کہ دورانِ سبق ان کے آنسو مسلسل داڑھی سے گر رہے ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ان کی شخصیت کے سامنے مخالفین کے چراغ ماند پڑ گئے حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے بھر پور زندگی گزاری رمضان المبارک کے دوران مسجد مستری کمال دین میں تلاوت قرآن سناتے آپ کی سوز بھری آواز میں قرآن مجید سننے کے لیے شہر کے علاوہ دور دراز سے لوگ آتے مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نا ہوتی آواز میں اس قدر برکت تھی کہ پورے محلے پر آواز گونج رہی ہوتی لوگ سسکیوں اور آہوں میں ہوتے ۔

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کا جنازہ غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے پڑھایا اور وہ سراج العلوم میں دارالحدیث کے ایک کونے میں محوِ خواب ہیں۔

درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کدھر چلے

بحمد اللہ العزیز حضرت حافظ صاحب کا روشن چراغ آپ کے فرزند گرامی فخرِ اہلسنت حضرت مفتی مختار احمد درانی صاحب مدظلہ العالی اور آپ کے پوتے معروف خطیب مفتی مظہر مختار درانی کی سرکردگی میں پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے مدرسہ سراج العلوم اپنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور سالانہ جلسہ بھی روز افزوں بلندی کی طرف گامزن ہے یہ دونوں حضرات نعم الخلف لنعم السلف 'اور' الولد سرّ لابیه کے مظہر ہیں۔

خدا آباد رکھے یہ میخانہ محمد کا

☆☆☆☆

میزانِ حرف

کچھ کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں

غبارِ راہِ حجاز، مملوکِ محمد محبوب الرسول قادری
چیف ایڈیٹر سوئے حجاز
چیف ایڈیٹر انوارِ رضا، چیف ایڈیٹر طلوع قمر
وزیرِ اطلاعات جمعیت علماء پاکستان

جامعہ اسلامیہ لاہور میں ہمارے ایک محنتی اور لائق طالب علم مولانا صاحبزادہ شمائل درانی نے اپنے جد امجد اور دنیا اسلام کے عظیم استاذ، عالم ربانی حضرت مولانا مفتی مختار احمد درانی دامت فیوضھم کا ایک مسودہ دے کر اس پر کچھ لکھنے کا تقاضہ کیا یہ لمحہ میرے لیے حیرت و استعجاب کا باعث تھا مگر میں نے اسے کسی اور اشارے پر محمول خیال کرتے ہوئے امر جانا، یہ مسودہ کیا ہے؟ عنوان تو ایک سوانح حیات کا ہے جو حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنے والد گرامی سراجِ اہلسنت حضرت استاذ الاساتذہ مولانا سراج احمد چشتی درانی قدس سرّہ کے تعلق سے ترتیب دیا مگر در حقیقت یہ ہر قاریِ کتاب کے لیے علم افروز، سبق آموز، دلچسپ اور گراں قدر کتاب ہے۔ میں نے اسی بڑی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ گہری نظر سے پڑھا تو حضرت مفتی صاحب کے قلم کی تاثیر سے بھی آگاہ اور متاثر ہوا حضرت سے غائبانہ تعارف تو ہمارے زمانہ طالب علمی سے ہے ان کا اسم گرامی اس زمانہ میں سنا جب مری میں دورہ

قرآن کریم کے حوالہ سے ،، اجتماع مختارین ،، تھا آپ اور مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رحمہ اللہ دورہ شریف پڑھاتے تھے اور بہت خوبصورت اشتہار ملک بھر میں مساجد، مدارس، میں نظر آتے تھے صاحبزادہ پیر محمد شمس الضحیٰ قادری میرے تایا زاد بھائی ہیں مستند عالم دین اور شیخ طریقت بھی، میرے تایا ابو غواص بحرِ معرفت، جامع المعقول والمنقول، قطب العارفین حضرت مولانا حافظ عبدالغفور قادری قدس سرّہ نے انہیں بڑی محنت اور شوق سے علمِ دین پڑھایا حصول علم کے لیے وہ سیال شریف، چک ۸۲ شمالی سرگودھا، فیصل آباد، عارف والا، مری، خان پور کٹورا وغیرہ مختلف مقامات پر جاتے رہے وہ جہاں بھی گئے میرا ان سے ہمیشہ رابطہ برقرار رہا آنے جانے اور خط و کتابت کے ذریعے ،اس زمانے کے بہت سارے خطوط میرے ریکارڈ میں محفوظ ہیں ، ٹیلی فون، موبائل کے بجائے وہ خط و کتابت کا زمانہ تھا ۱۹۷۹ء کی بات ہے حضرت علامہ مفتی مختار احمد درانی اور مولانا مختار احمد نعیمی صاحب مری میں دورہ قرآن کریم پڑھا رہے تھے میرے اس بھائی کو اپنے والد گرامی کی طرف سے ان کے ہاں حاضر ہو کر دورہ شریف پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ مری روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر علم ہوا کہ اب تو فقط چند دن باقی ہیں یہ شوق سے وہاں حاضر رہے چونکہ حضرت مفتی صاحب دامت فیوضہم ایک ماہر مدرس اور حاوی علوم وفنون ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر نفسیات بھی ہیں آپ نے فراست باطنی سے بہت سارے امور بھانپتے ہوئے فرمایا کہ اگلے ہفتہ سے ہم خان پور میں اپنے جامعہ میں دورہ شریف کا آغاز کر رہے ہیں آپ وہاں آجاؤ اور دورہ شریف وہاں پڑھو، صاحبزادہ محمد شمس الضحیٰ قادری نے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے خان پور حاضر کا عزم کیا اور پھر وہاں چلے گئے بڑی محنت اور کامل یکسوئی کے ساتھ دورہ شریف میں حاضر رہے اور استاذ گرامی نے بھی کمال شفقت و مہربانی سے پوری توجہ سے نوازا حتی کہ تدریسی اوقات کے علاوہ بھی سحرو افطار میں بھی اپنے پاس بلا کر دلجوئی کا مظاہرہ فرماتے ،حضرت مفتی صاحب کی شخصیت کا یہ ایسا روشن اور تابناک پہلو ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ عہد حاضر میں مدرسین اور اساتذہ کے لیے مشعل راہ ہے اس میں اللہ کی رضا کا حصول بھی ہے دور کے طلباء کی

تالیف قلب کا سامان بھی ہے شوق وذوق کا اظہار یہ بھی ہے، للّٰہیت واخلاص اور جذبہ ایثار بھی، اس رویے نے تو اساتذہ قدیم کے رویوں کی یاد تازہ کردی ہے بلاشبہ حضرت مفتی صاحب اسلاف کی یادگار اور اخلاف کے لیے عمدہ مثال ہیں۔

اسی زمانہ میں تدریسی اوقات کے علاوہ حضرت صاحب اپنے ان طلباء سے تصوف و طریقت، خانقاہ و مدرسہ، مسجد وسماج جیسے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے اور تربیت فرماتے رہتے، میرے بھائی کا کہنا ہے کہ میرے والد گرامی سلسلہ عالیہ اور سائیں غلام محمد جلوی رحمہ اللہ کے تذکرے استاذ گرامی کو بھلے محسوس ہوتے اور ان امور میں وہ دلچسپی سے احوال پوچھتے ان کی قدرِ مشترک سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا نظریہ وحدت الوجود تھی دورہ قرآن کی تکمیل پر ہم گھر آگئے تو حضرت والد گرامی کے ساتھ حضرت استاذ گرامی کے تذکرے رہتے ان کے مزاج کا حصہ تھا کہ وہ ہر بات کی تہ تک پہنچنا ضروری خیال فرماتے تھے پھر ایسا ہوا کہ غالباً ۱۹۸۱ء میں ایک اشتہار کہیں پڑھا کہ حضرت مفتی مختار احمد درانی راولپنڈی فیض آباد میں جلسے سے خطاب کے لیے تشریف لارہے ہیں میں بیحد خوش ہوا اور حاضر ہو کر استاذ محترم کی زیارت وملاقات اور خطاب کی سماعت کا پروگرام بنالیا راولپنڈی پہنچا استاذ صاحب سے ملاقات ہوئی آپ بیحد مسرور ہوئے اور فرمایا کہ تم ابھی واپس گھر چلے جاؤ ہم کل صبح آپ کے والد گرامی کو ملنے آپ کے گاؤں آئیں گے اسی وقت بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ والد گرامی کو بروقت اطلاع کردیں تاکہ وہ موجود ہوں میرے بھائی نے بتایا کہ میں نے گھر آتے ہی والد صاحب کو بتایا تو وہ بیحد مسرور ہوئے مسجد میں اعلان کروا دیا کہ رات کو جلسہ ہوگا مفتی صاحب قبلہ تقریباً مغرب کے وقت جلوہ افروز ہوئے کھانا وغیرہ اور پھر جلسہ کا وقت ہو گیا سفر بھی تھا رات کو جلسہ کے بعد آرام فرمایا صبح ناشتہ کی نشست میں میرے والد گرامی اور استاذ محترم کی گفتگو ہوئی انہاک اور رقت وکیفیت کا عالم اس سے پہلے یا اس کے بعد میں نے کبھی نہیں دیکھا، استاذ گرامی نے فقط ایک لقمہ لیا اور دوسرا لقمہ ہاتھ میں تھا کہ گھنٹوں بیت گئے محبتِ الٰہی کا یہ نظارہ بڑا عجب تھا اس وقت اس کیفیت کو کماحقہ سمجھنے کا ادراک ہی نہ تھا استاذ گرامی نے اپنے خادم حافظ عبدالکریم صاحب جو

آپ کے ہمسفر تھے تیاری کا حکم فرمایا اگلی منزل میانوالی تھی اس نشست میں آپ کے آخری الفاظ یہ تھے فرمایا میں کراچی سے پشاور تک سارا پاکستان پھرا ہوں اس ذوق کا حامل میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت قبلہ سراج احمد چشتی درانی قدس سرّہ کو پایا ہے یا پھر دوسری شخصیت سے آج ہی ملاقات ہوئی ہے اور جب میرے والد گرامی قدس سرّہ نے کچھ نذرانہ پیش فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پیسوں کی حاجت نہیں اللہ نے جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس میں سے کچھ حصہ عطا فرمائیں۔

مجھے اس واقعہ نے بے پناہ متاثر کیا محض اللہ کی محبت میں طویل اسفار دنیا کی ہر شئی کی رغبت سے بے نیازی عجز وانکساری، ذکر الٰہی میں انہماک یہ ایسی کیفیت ہے کہ اس کی اپنی عطا ہی کا نتیجہ وثمر ہے یہ للّٰہیت ہی عرفان کے در کشادہ کرتی ہے ایسی کیفیات سے سرشار ہستی کا وجود بجائے خود ایک نعمت ہے رب کریم ان کا سایہ عاطفت دراز فرمائے اور ان کے والد گرامی منبع فیوض و برکات حضرت مولانا حافظ سراج احمد چشتی درانی قدس سرّہ کے فیضان کو عام فرمائے۔

آپ الحمد للہ عالم دین بھی ہیں اور عارف باللہ بھی ان کی کتاب پر کچھ لکھنا سوء ادب نہ ہو تو اعزاز ہے بہت بڑا اعزاز وہ پیکر اخلاص اور منبعِ حسنات ہستی ہیں ہم نے ان کے تذکار اپنے عم محترم حضرت خواجہ حافظ عبد الغفور قادری قدس سرّہ کی مجلس بابرکت میں بارہا سماعت کیے اور پھر حضرت پیر سیّد محمد فاروق القادری صاحب، قبلہ مولانا مفتی غلام سرور قادری مرحوم، محترمی سیّد ارشاد احمد عارف اور اپنے مہربان وکرم فرما دوست صاحبزادہ سیّد خورشید احمد گیلانی مرحوم ومغفور کی مجالس میں بھی ہر جگہ ان کی تفہیمِ دین ،عرفانِ ذات، نظریہ وحدت الوجود، تدریسی کمالات، للّٰہیت واخلاص اور انتھک محنت و جہدِ مسلسل کے تذکرے سنے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ کیفیات کو عالمِ بیان میں سمویا نہیں جا سکتا ہمہ اوست فکر ونظر سے زیادہ ایک خاص کیفیت ہے اور حضرت مفتی محمد مختار احمد درانی اس کے شارح ہیں مختلف اوقات میں مجھے چار مرتبہ ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا، سب سے پہلے اپنے عم محترم قدس سرّہ کے غالباً چوتھے عرس مبارک میں پھر لاہور میں تیسری مرتبہ میں خان پور سے گزر رہا تھا تو ان کی زیارت کے شوق سے

ان کے دار العلوم حاضر ہوا اور چوتھی مرتبہ اونچی مسجد اندرون بھاٹی لاہور کے جلسہ میں فقط ان کا خطاب سننے حاضر ہوا ان شخصیات کے جو اجزاء نمایاں نظر آئے ان میں علم و عرفان ، زہد و تقویٰ ، خدمتِ خلق کا جذبہ ، مہمان نوازی ، عجز و انکساری اور دین کے لیے جہد مسلسل ہے ۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران یہی اوصاف حضرت کے والدِ گرامی قدس سرّہ کی شخصیت میں بھی بدرجہ اتم نظر آتے ہیں اور فاضل مصنف اپنے والد گرامی کے حقیقی اور صحیح جانشین ثابت ہوتے ہیں شباب سے عالم پیری تک حضرت سراجِ اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ کا شب زندہ دار رہنا اور خدمت دین کے لیے مستعدی میں تسلسل کے واقعات پڑھیں تو مجھے یہ کتاب حضرت ممدوح رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریری تصویر محسوس ہوئی اس کتاب کا مطالعہ اپنے قاری کو شوقِ عبادت دلاتا ہے ذوقِ اطاعت نبوی اور محبت الٰہی کی سوغات عطا کرتا ہے ابتدائی مطالعہ کے دوران خدشہ ہوا کہ زمانہ قدیم کے ایک بزرگ کی یہ تحریر عہد نو کے قاری اجنبی اور بوجھل ہو جائے گی مگر جب اس کو پڑھا تو میں اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ایک حکیم و دانا کی تحریر پایا یہ جو دورانِ مطالعہ آنکھوں کے راستے دلوں میں اترتی ہے ، دماغ میں سبق اور پیغام لاتی ہے ، معلومات کا خزانہ فراہم کرتی ہے اور سوانح پڑھنے کے شوقین قاری کو علم دین کا بہترین ذخیرہ فراہم کرتی ہے ، ایک نظر دیکھنے سے اس کتاب نے بیسیوں مسائل ازبر کروا دیئے اور حضرت سراج اہلسنت رحمہ اللہ کی سوانح یعنی شخصیت کی عملاً ثانوی حیثیت محسوس ہوئی مراد یہ ہے کہ یہاں بھی ابلاغ دین ہی کو فوقیت حاصل ہے ، اہل اللہ ہمیشہ نظر اپنے مقصود حقیقی پر رکھتے ہیں بہانے بہانے سے یار کی بات سناتے چلے جاتے ہیں خالق سے مخلوق کو متعلق کرنا اور واصل کرنا ہی ان کا مقصود ہوتا ہے یہی حقیقی مشن ہے جو مجھے اس کتاب میں بھی نظر آیا ۔

،،،، ایک ہزار روپے کی رسید ،،،

غالباً ۱۹۹۱ء کی بات ہے میرے عمِ محترم حضرت خواجہ حافظ عبد الغفور قادری رحمہ اللہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع ہم نے حضرت مفتی مختار احمد درانی مدظلہ کو خطاب کی دعوت دی جسے آپ نے شرف قبول بخشا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ عرس سے تین چار روز قبل آپ کا معذرت نامہ موصول ہوا کہ متحدہ عرب امارات کے دورہ کے بسبب عرس میں

حاضری ممکن نہ ہو سکے گی یہ خط ہمارے لیے تشویش ہی نہیں بلکہ سخت پریشانی کا سبب تھا کہ اچانک ایسے خطیب اور پھر ایسے جید عالم کا متبادل انتظام کرنا آسان نہ تھا، خیر یہ بات تو اپنی جگہ، ساتھ ہی مفتی صاحب نے ایک ہزار روپے کا منی آرڈر بھی واپس بھجوایا، چونکہ حاضری نہ ہوگی لہذا زادِراہ واپس کیا جاتا ہے۔

اللہ اکبر آج کل الا ماشاء اللہ ایسی مثال مفقود ہے کاش حلال، حرام، حق، ناحق کی تمیز پھر سے ہمارے معاشرے میں رواج پا جائے یہ واقعہ حضرت مفتی صاحب کی صاف گوئی، حق شناسی، راست فکر اور اصول پسندی کی دلیل ہے۔

خدا کی شان کہ آپ کا یہ دورہ ملتوی ہو گیا اور آپ اچانک اس پروگرام میں عین خطاب کے وقت جلوہ افروز ہو گئے اور سارے ماحول پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، حق تعالیٰ ان کے وجود سے ملت و امت کو تادیر فیض یاب رکھے (آمین)

حضرت سراجِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال تھے سراپا اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے مگر ہماری نظر میں ان کا سب سے بڑا کمال فنا فی الشیخ کے درجہ پر فائز ہونا ہے انہوں نے اپنی پہچان ہی اپنے شیخ کریم کے تعلق سے کروائی ایسی پہچان کہ اپنی پہچان ہی ختم ہو گئی اور وہ اپنے مقصد میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ اپنے شیخ کی نسبت ان کی ذات پر حاوی ہو گئی ان کے شیخ ہی ان کی پہچان بن گئے اور دنیا انہیں حضرت سراج احمد درانی کے نام سے جانتی ہے اور درانی ان کے شیخ حضرت خواجہ سائیں دُرمحمد چشتی قدس سرّہ کی نسبت پاک کا ثمرہ و صدقہ ہے، یہ نسبت کی بہار ہے اللہ اسے ہمیشہ برقرار رکھے اور ہر سائل یہاں سے باغ و بہار لوٹے۔

،،،،آمین،،،

،،،،بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،،،،

☆☆☆☆☆

مرد حق آگاہ

از: خواجہ قطب الدین فریدی

خلاق عالم بعض لوگوں کو ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کرتا ہے بلکہ ان کی تخلیق کثیر المقاصد ہوتی ہے جن کے نور ایمان سے ایسی کرنیں پھوٹتی ہیں جو اپنے چاروں طرف روشنی کا اہتمام کر جاتی ہیں یہ لوگ ایسی شمعیں روشن کر جاتے ہیں جو چراغ مقبلاں کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں انھیں کوئی طوفان یا آندھی نہیں بجھا سکتی۔

سرزمین خان پور میں ایک ایسا ہی مرد حق آگاہ سراج اہلسنت حضرت حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جنھیں قدرت نے بے بہا نعمتیں ودیعت کی تھیں جن کی بدولت انھوں نے ایک ایسی سرزمین میں عشق رسول کا بیج بو دیا جہاں اہلسنت کے علماء کے لیے خطاب کرنا ناممکن اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا سخت ترین ردعمل کا موجب تھا ایسے ماحول میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادوں پر ایک معیاری درسگاہ ادارہ سراج العلوم قائم کرنا کسی کارنامے سے کم نہیں تھا جس میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کی تمام کتب متداولہ پڑھانے کے لیے جید اور ماہر اساتذہ کا انتظام ہو جو جملہ علوم وفنون پڑھانے کا کامل تجربہ رکھتے ہوں اور پھر ان کی شبانہ روز کاوشوں سے خان پور کی گلیوں اور محلوں میں صلواۃ وسلام کی گونجیں سنائی دیں، مساجد محافل میلاد سے معمور ہونے لگیں اور یوں یہ دھرتی عقیدت ومحبت رسول کا گہوارہ بن گئی اس کام میں کچھ دیگر بزرگان کی جرأت مندانہ کاوشیں بھی شامل تھیں جن میں

سرفہرست حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ادارہ سراج العلوم سے عہد حاضر کی لاتعداد نامور شخصیات نے تحصیل علم کیا بلکہ بہترین تربیت سے آراستہ و پیراستہ بھی ہوئے ادارہ کی جانب سے سالانہ چھ روزہ جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بڑی شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوتا تھا ۔لوگ سال بھر اس جلسے کا انتظار کرتے تھے اس روح پرور اجتماع میں سٹیج کے قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے یہ عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت بڑے انہماک کے ساتھ نعتیں اور خطابات سنتے تھے کسی نے پرسوز انداز میں پردرد کلام پڑھا تو سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ چیخ اٹھتے اور پھر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی یہاں تک کہ دیکھنے والوں پر کیفیت طاری ہوجاتی۔

وہ نہ صرف صاحبِ دردوسوز تھے بلکہ وہ تو دردوسوز میں زندہ رہتے تھے ادب ، نیاز اور انکساری ان کا طرۂ امتیاز تھا خوشامد کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے اپنے شیخ کریم حضرت خواجہ درمحمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے اوران کے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ بڑی عقیدت ومحبت سے پیش آتے تھے۔

سرائیکی وسیب میں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ طریقت کو فروغ دینے میں حضرت خورشید ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی محنت اور خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔انھیں سراج اہلسنت کا خطاب بھی حضرت غزالی زماں نے دیا تھا۔

ان کا خطاب بہت عمدہ، سادہ اور اسلاف کے طرز پر تماثیل سے آراستہ اور پرتاثیر ہوتا تھا لوگ دور دور سے آکر خطاب سنتے ،تراویح پڑھتے اور جمعہ ادا کرتے تھے ۔غیرت ایمانیہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ایک نامور مقرر نے اپنے خطاب میں ایسا لفظ ادا کردیا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان نہ تھا حضرت سراج اہلسنت نے سختی کے ساتھ تقریر بند کروادی اور وہ مقرر اٹھ کر چلے گئے۔

ادب شناس محبت نہیں نظر جن کی

وہ بزم ناز سے اکثر اٹھائے جاتے ہیں

ایک عرصہ ہوا ہے موصوف وصال فرما گئے مگر ادارہ سراج العلوم اور شیخ القرآن حضرت مفتی مختار احمد درانی صاحب کی شکل میں وہ آج بھی ہمارے درمیاں موجود ہیں ایسے عاشق مرتے نہیں ہیں ؎

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں
گور پیا کوئی ہور

ان کی زندگی میں اور ان کے بعد ان کے جانشین حضرت مفتی صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ دینی خدمات کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں انھوں نے ازسرنو مدرسہ کی خوبصورت عمارت تیار کرائی اور حضرت سراج اہلسنت کے کام کو بام عروج تک پہنچایا۔ دورِ حاضر میں قحط الرجال ہے تصوف کو پڑھنے پڑھانے والے لوگ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نہیں ملتے مگر قبلہ مفتی صاحب کا وجود غنیمت ہے جو یہ کام کامل اعتماد کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں تصوف کی تدریس اور اس کے ادق مسائل کو بطریق احسن باحوالہ بیان کرنا صرف انھیں کا حصہ ہے اس لیے بلاشبہ وہ اس دور کے شہباز تصوف ہیں۔ ان کا یہ بھی اعزاز ہے کہ انھوں نے اپنے لخت جگر صاحبزادہ محمد مظہر مختار درانی زید شرفہٗ کی جس طرح تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے وہ اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں یہ وہ سپوت ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ تمام موضوعات پر بیان کی قدرت رکھتے ہیں مطالعہ کرتے ہیں اور پوری تیاری کے بعد باحوالہ گفتگو کرتے ہیں جو بڑی پر تاثیر اور عوام و خواص میں یکساں مقبول ہوتی ہے ۔قدرت نے انھیں نیاز مندی کے زیور سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا ہے یوں چراغ سے چراغ روشن ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کا سایہ دراز فرمائے اور حضرت صاحبزادہ مظہر مختار درانی صاحب کے علم و فضل میں اضافہ اور عمر خضری عطا فرمائے نیز ادارہ سراج العلوم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

☆☆☆☆☆☆

سراپا عشق ومحبت

از: مفتی عبدالقادر۔لیاقت پور

خلاق کائنات نے ہر دور اور ہر زمانے میں اپنی مخلوق کی رہبری اور رہنمائی کے لیے چنیدہ خمیر سے ایسے افراد کو پیدا فرمایا ہے جنہوں نے اپنے اپنے دور حیات میں مخلوق خدا کی خدمت، رہبری اور رہنمائی کی صورت میں ادا کی ہے اور پروردگار عالم کی طرف سے انہیں ایسے خصائص اور اوصاف عطا ہوئے جن کی بدولت مخلوق خدا میں انہوں نے ایک مثالی کردار چھوڑا ہے یہی سیرت و کردار ان کا تعارف اور ان کی وجہ شہرت رہا ہے اور رہے گا یہی وہ بنیادی سبب ہے کہ عرصہ دراز بیت جانے کے باوجود ان ہستیوں کا نام آج بھی دلوں میں زندہ و تابندہ ہے اور ان کے مزارات ،آستانے گردش زمانہ کے باوجود نہ صرف مرجع خلائق ہیں بلکہ انسانیت کی رہبری کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں زمانہ ماضی کے قریب ان رجال اللہ میں ایک نام حضرت سراجِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جنہوں نے اپنے معاصرین میں وہ شہرت پائی جو شاید کسی اور کو نصیب ہوئی ہو کیونکہ ان سے مسلکی اختلاف رکھنے والے ان کی فضیلت کے معترف تھے بلاشبہ "الفضل ما شهدت به الاعداء" فضیلت یہ ہے

کہ دشمن بھی اس کا اقرار کرے ، کا مصداق تھے رب لم یزل نے انہیں کئی خصائص اور اوصاف سے نوازا تھا انہیں خصائص اور اوصاف کی بدولت کہ ان کا ہر گوشۂ حیات قابل رشک رہا ہے مگر ان گوشہ ہائے حیات میں جس پہلو کو ان تمام پر فوقیت اور برتری رہی وہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹ کر عشق و محبت کا پہلو تھا حالانکہ وہ بہ یک وقت بہترین مدرس اعلیٰ پائے کے حافظ و قاری، مفسر و محدث اور عظیم متصوف تھے لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے ان سے سالار قافلہ عشق و محبت اور سرخیل اہل چشت حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ علیہ کے کلام باکمال کے معانی و معارف کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے آتے تھے اور اپنے سینوں کے اندر بجھے یا ٹمٹماتے چراغوں کی جلا کا سامان لے جاتے واپس جاتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ باہم یوں گویا ہوتے کہ کلام فرید وہی سمجھ اور سمجھا سکتا ہے جس کے سینے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھانبڑ جل رہا ہو حضرت تو سوختہ عشق جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس لیے انہوں نے اپنی حیات مستعار میں اسی عمل کو اپنی پہچان بنائے رکھا اور اسی پہچان کو جو دوام شہرت نصیب ہوئی یہ دلیل ہے کہ یہ عنوان اس آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے عطا ہوا ہے۔

انھیں مانا انھیں جانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

حضرت سراجِ اہلسنت ترجمانِ کلام فرید رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ جس لے اور سُر میں ان کے کلام کو پڑھتے تو سننے والے جھوم اٹھتے سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور وقت گزرنے کا احساس قطعی طور پر نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی انھیں اکتاہٹ ہوتی

بلکہ اس مسحور کن گفتگو میں تصویر حیرت بنے رہتے۔

پی کے آنکھوں سے تیری میکدہ اب یاد نہیں

دیکھ کر زلف تیری ہم کالی گھٹا بھول گئے

حضرت کے کلام کی یہ تاثیر کہ عام سامع کی فکر کو دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دیتے اوران میں یہ سماں بندھ جاتا کہ ہر ایک اس در کی دید میں بے اختیار دھاڑیں مار رہا ہوتا تھا اور خود ان کی ہچکی بندھ جاتی۔ بقول عارف گولڑہ

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا

نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا

آپ ہمہ وقت لذتِ عشق کے مزے میں خود کو مست رکھتے یہاں تک کہ اس پاکیزہ سوچ وفکر کی مستی سے تھوڑی سی دوری بھی ان کے لیے ناقابل برداشت ہوتی بلاشبہ اتنے بڑے تعلق کے پس پردہ عنایات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تسلسل تھا جس نے انہیں یہ مقام عطا فرمایا وہ سرگیں آنکھیں اسی تصور میں نہ صرف پُرنم رہتیں بلکہ اپنا حال زار یہ بیان کررہی ہوتیں۔

گر شوم مرغے بہ پرم سوئے تو

آشیاں سازم میانِ کوئے تو

اگر میں پرندے کی مانند پر رکھتا تو تیری جانب اڑان بھرتا اپنا ٹھکانہ تیرے آستاں کے درمیاں بناتا۔

اس در کی چاہت وطلب میں عالم اسیری کا تھا کیونکہ اسی درد نے ان کی شخصیت میں وہ کشش اور جاذبیت پیدا کردی کہ ہر دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اذا

رؤو ذکر اللہ جب انہیں دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ کی کامل تصویر نظر آتے۔

آہوئے دل بستہ زنجیر تست

مرغ جاں کشتہ تکبیر تست

میرے دل میں تیری یاد کا ہرن تو نے باندہ رکھا ہے، تیرے پرندے کی جان بھی تیری تکبیر سے گئی ہے۔

آپ کی پوری زنگی اسی جذبہ صادق کے فروغ میں بسر ہوئی اور آپ کے قائم کردہ مادر علمی کے قیام کا مقصد اولیں طلباء اور وابستگان میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ اسی جذبے کو بڑی پختگی سے بٹھانا تھا، ہے اور رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ، اگر ان کے پارہء حیات کے لمحہ لمحہ کو دیکھا جائے تو وہ اس عبارت کی تعبیر نظر آتے ہیں، عشقِ محمد مذهبی و حبّہ ملّتی و طاعته منزلی، سرکارِ دوعالم کا عشق میرا مذہب ہے اور ان کی محبت میری ملت اور ان کی اطاعت میری منزل ہے۔ حضرت نے اسی جذبہ صادق پر جو مقصدِ اولیں ہے کو اپنی اولاد و امجاد کے قلوب میں بڑی عمدگی سے ودیعت فرمایا تاکہ حالاتِ زمانہ کے تغیر وتبدل کے اثرات انہیں کسی بھی مرحلہ حیات میں ان پر اثر انداز نہ ہوسکیں اس نہج پر آپ کے فرزندِ اکبر، فقیہ العصر، مفسر، جامع المعقول والمنقول، استاذ الاساتذہ حضرت قبلہ مفتی محمد مختار احمد درانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ ان کے خوابوں کی تعبیر بن کر ان کی مسند علم وارشاد کو بامِ عروج بخشا، درس وتدریس ہو یا کہ تحریر و تقریر نہ صرف اپنا لوہا منوایا بلکہ تصوف کے رنگ میں جذب وکیف کے وہ رنگ بکھیرتے ہیں کہ ہزاروں گم گشتہ راہوں کو منزل نصیب ہوجاتی ہے۔

آپ کے قوتِ حافظہ کو دیکھ کر بندہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے، ذالک فضل اللہ

یوتیہ من یشاء ، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے جسے وہ جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے
،حیرت کی بات یہ ہے مقررہ نصابی کتب کے منتخب ابواب پر دسترس مدرسین کو رہی ہے
لیکن حضرت شیخ القرآن کو ان مشکل کتب کے متن تک یاد ہیں بلکہ ایک طویل عرصہ تفسیر
اور اصولِ تفسیر کی تدریس کے بعد اب انہیں کتابوں کی ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی ہر مسئلہ
کی ہر عبارت ہمہ وقت مستحضر فی الذھن ہوتی ہے الحمدللہ یہ ان کے قلب و
نظر کی پاکیزگی اور بالیدگی کی دلیل ہے چونکہ فروغ عشق ومحبت میں کردار وعمل کی
پاکیزگی اور خالصیت کا ہونا لازمی عنصر ہے لھٰذا آپ نے وقت کے تقاضوں کے
مطابق اسی پاکیزہ فکر کو عام کرنے میں اپنے لیل ونہار وقف کر رکھے دن ہو یا رات
مشکل ہو آسانی تنگی ہو یا فراخی ،غم ہو یا خوشی نہ اپنے اسلاف کی روایات سے ہٹے اور
نہ پائے ثبات میں معمولی لڑکھڑاہٹ آئی بلکہ ان مقدس روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

اگر بقا طلبی اولت فنا باید
کہ تا فنا نشوی رہ نمی بُری ببقا

اگرتو بقا اور اس کے مقام کا طلب گار ہے تو پہلے عشق ومحبت میں فنا ہو جا، جب تک تو فنا
نہیں ہو جاتا اس وقت تک تجھے بقا کا راستہ نہیں مل سکتا۔

محترم قارئین آپ نے اپنی مسند علم وارشاد اور مسلک کے تحفظ جو خدمت دین سے
عبارت ہے اس کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملت اسلامیہ کو اپنے فرزند حضرت
صاحبزادہ مفتی محمد مظہر مختار درانی کی صورت میں ایسا با کردار ، باعمل ، باصلاحیت
جانشین دیا ہے جو جدید وقدیم علوم سے مرقع و منبع ہونے کے ساتھ ساتھ مایہ ناز خطیب
وادیب ہیں بہت قلیل عرصہ میں انہوں نے ملک کے طول وعرض میں وہ شہرت پائی
ہے جو دورِ حاضر کے خطباء کو بھی میسر نہیں آسکی وہ جدید وقدیم علوم کے نہ صرف ماہر
بلکہ اس میدان کے شہسوار کے طور پر ابھرے ہیں اس کے علاوہ تدریسی میدان میں وہ

ایک منجھے ہوئے استاذ ہونے کی اپنی حیثیت مدرسین کی کہکشاں میں تسلیم کروا چکے ہیں

ان کی گفتگو علمی نکات سے معمور اہل فہم و دانش کے لیے جہاں تسکین و قرار کا باعث ہوتی ہے وہاں سامعین کے لیے دورِ حاضر کے مسائل کا حل قوی دلائل و براہین کی صورت میں موجود ہوتا ہے جو انھیں مذہب و مسلک سے وفا اور اخلاص کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

سوز و گداز، درد ہجر و فراق اور چاہت دیار سرکاران کی گھٹی میں شامل ہے ان کے اجداد نے اسلاف کے جذب دروں کو ان کے رگ و پا میں گردش خوں کی مانند ایسے رچا بسا دیا ہے بنا تصور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انھیں قرار نہیں آتا ۔بقول عارف امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ؎

گفتم کہ مرگ ناگہاں گفتا کہ درد ہجر من

گفتم کہ علاج زندگی گفتا کہ دیدار من است

دن و رات، سفر ہو کہ حضر مگر ادارے کی تعمیر و ترقی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتی ہے اللہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کے طفیل ادارہ کے شعبہ جات کو نہ صرف وسعت دی بلکہ اسے جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کیا اور جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات میں زیر تعلیم طالبات کا معیارِ تعلیم بڑے شہروں میں پائی جانے والی جامعات سے بھی بڑھ کر ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان کے دست و بازو بنیں اور کاروانِ عشق و محبت آفاقی کے پیغام کو عام کریں۔

بندہ عاجز نے یہ چند سطور رقم کر کے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے
کچھ یادیں کچھ باتیں

از: مجاہد جتوئی

عربی زبان کا ایک قول ہے ،،العلم فی الصغر کاالنقش علی الحجر ، چھوٹی عمر کا حاصل کردہ علم یوں ہوتا ہے جیسے پتھر پر کندہ کردہ نقش، اسی عمر کے حوالے سے کچھ نقوش یادداشت کی لوح پر محفوظ ہیں، ابھی ہم کم عمر ہی تھے کہ والدہ محترمہ کا ہمیں اپنے ساتھ ایک تقریب میں لے جانا یاد ہے، وہ تقریب کس حوالے سے ہوتی تھی اس کی تو ہمیں کوئی سمجھ نہیں تھی لیکن اتنا معلوم تھا کہ وہاں بہت سارے لوگ ہوتے تھے ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں (پردے کے انتظام کے ساتھ) اور وہاں علماء کرام تقاریر کیا کرتے تھے وہ حضرات کہتے کیا تھے اس کا تو ہمیں علم نہیں ہوتا تھا لیکن وہاں کی رونق جھنڈیاں، سجاوٹ، روشنی، خوشبو اور والدہ محترمہ کا شوق و ذوق اور بعض اوقات بیان سن کر ان کا آنسو بہانا، گریہ کرنا، سبحان اللہ کہنا ضرور دیکھتے تھے، ان محافل کا اہتمام کئی روز تک جاری رہتا تھا شاید چار، پانچ یا چھ روز تک بہت

لوگ ہوتے تھے خاص طور پر ختم والی رات، اس رات کا تصور ہمارے ذہن پر یوں ہے
کہ اس رات لنگر بہت وسیع ہو جاتا تھا اور خاص طور پر ایک بزرگ عالم کی تقریر ہوا
کرتی تھی، ان دنوں کے حوالے سے بس اتنا یاد پڑتا ہے کہ وہ دیگر لوگوں سے بہت
بڑے قد والے تھے روشن چہرہ اور اس پر پھبتی ہوئی سفید ریش مبارک، سر پر عمامہ یا
ٹوپی اور کندھے پر یا گلے میں رومال کبھی سفید اور کبھی لال رنگ کا یہ تو تھا ان کا حلیہ
مبارک۔ مگر ہمیں ان کا انتظار اس لیے ہوتا تھا کہ وہ تقریر سرائیکی زبان میں کیا کرتے
تھے تقریر کا عالمانہ مفہوم تو ہماری سمجھ سے دور ہوتا تھا لیکن زبان تو سمجھ آتی تھی ان کی
تقریر میں شاعری بھی شامل ہوتی تھی اور انداز نہایت دلکش۔

کچھ بڑے ہوئے تو علم ہوا وہ جگہ مدرسہ سراج العلوم تھا ہمارا گھر خان پور کے قدیم محلہ
ٹھٹھاراں میں تھا جس کے بالکل قریب جیٹھہ بھٹہ بازار تھی آگے جا کر چھوٹا چوک پڑتا
تھا پھر تھوڑی سی تحصیل بازار آتی تھی اور پھر بائیں ہاتھ پر پہلے مسجد آتی اور بعد میں
مدرسہ سراج العلوم آتا تھا باہر سے ایک بڑا دروازہ تھا اور وسیع میدان اور اطراف میں
برآمدے اور کمرے تھے اور اسی جگہ ہر سال ربیع الاول شریف میں گویا بہار آتی تھی اس
دن کا ہمیں بہت انتظار ہوا کرتا تھا کیونکہ اس روز اس جگہ کا بلکہ سارے شہر کا، گلیوں
کا، بازاروں کا عجیب نظارا ہوا کرتا تھا، ہر طرف خوشبو، سجاوٹ، رونق، خوشی، محبت
، جوش، ولولہ، درود و سلام، نعتیں، صاف ستھرے لباس والے لوگ اور پھر ان کا ایک بڑا
ہی پُر رونق جلوس جو اسی بازار والے راستے سے ہوتا ہوا بلدیہ خانپور میں اختتام پذیر
ہوتا تھا اور اس جلوس کی قیادت، سربراہی کر رہے ہوتے تھے ایک نورانی شکل والے
دراز قامت بزرگ ہمیں دل ہی دل میں خواہش ہوتی کہ ہم ان کو قریب سے دیکھیں

اوراس میں ہمارے تجسس سے زیادہ ان کی کشش کا دخل ہوتا تھا جب وہ چل رہے ہوتے یا کبھی کبھی تانگے پر سوار ہوتے تو ہم یہ دیکھ کر بہت حیران ہوتے کہ لوگ بڑی عمر کے، درمیانی عمر کے حتی کہ بچے تک بھی بڑی محبت اور عقیدت سے ان سے ملنے کو ٹوٹ پڑتے تھے کوئی قدم چھور رہا ہوتا تو کوئی ہاتھ چوم رہا ہوتا ہم بھی کوشش کرتے کہ کم از کم ہاتھ تو ملا ہی لیں اگر کبھی موقع مل جاتا تو ہم اپنے اس کارنامے کو بیان کرتے پھرتے اور خاص طور پر گھر آکر والدہ صاحبہ کو بتاتے کہ وہ جو بابا جی ہیں جلوس والے اور مدرسے والے ان سے ہم نے آج ہاتھ ملایا ہے تو والدہ صاحبہ کے چہرے پر ہمارے لیے محبت اور جلوس والے بابا جی کے لیے عقیدت اُمڈ آتی تھی۔

اور یہ بابا جی تھے مسلکِ اہلسنت کے عظیم عالم، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار اور حضرت سرکار خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے عشق و سوز سے مملو کلام بلاغت نظام کے عاشق، مفسر اور شارح، سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ حافظ سراج احمد درانی چشتی صاحب ہمارے علاقے کے حوالے سے مسلکِ اہلسنت سے وابستہ لوگوں کے لیے ان کی حیثیت مرکزی تھی ہم نے اس مسلک سے منسلک جملہ علماء، خطباء کو انہی کے حوالے سے سنا دیکھا اور جانا ہے۔ ربیع الاول شریف کے حوالے سے ہونے والی محافل پانچ چھ روزہ ہوا کرتی تھیں اور ان محافل میں پاکستان بھر سے چوٹی کے علماء کرام اور واعظین عظام تشریف لاتے ایسے لوگ جن کا نام ہم نے اخبارات وغیرہ میں پڑھا ہوتا تھا اور ان کی شہرت سے متاثر ہوتے تھے اور ان کو دیکھنے سننے کا شوق ہوتا تھا تو ہم دیکھتے کہ وہ تمام بڑے لوگ تو حضرت سراجِ اہلسنت حافظ سراج احمد صاحب کی محبت کے اسیر ہوتے تھے اور یہ باتیں وہ اپنی تقاریر میں بھی

بیان کرتے تھے کہ حضور سال بھر انتظار رہتا ہے کہ اس عظیم مرکز اہلسنت میں حاضری ہو اور آپ کی زیارت نصیب ہو یہ سن کر ہم خوش بھی ہوتے اور حیران بھی، خوش اس لیے ہوتے کہ یہ معاملہ زلیخا والا معاملہ ہوتا تھا کہ جن باباجی سے ہمیں محبت تھی تو ایک زمانہ بھی انہیں کی محبت کا اسیر تھا اور حیرت یوں ہوتی تھی کہ ہم جن لوگوں کے ناموں اور شہرت سے متاثر ہوتے تھے وہ تمام لوگ ہمارے ان باباجی سے متاثر اور دیوانے نکلتے تھے تو ہمیں حیرت ہوتی کہ اس باباجی نے کس کس کے دل میں اپنی محبت ڈال رکھی آخر کتنا پھیلاؤ ہے اس باباجی کا۔

جب عمر کی سواری کچھ آگے بڑھی اور کچھ باتیں سمجھ آنے لگیں تو حضرت کے خطاب سننے کا لطف دوبالا ہونے لگا، صاف، شستہ، شگفتہ، پُرتاثیر، میٹھی سرائیکی زبان اور پھر اس تقریر میں نگینوں کی طرح جڑے ہوئے فرید پاک کے اشعار، کلامِ فرید کی قرأت، شرح اور تفسیر ہی حضرت کی تقریر کا عروجی نقطہ ہوا کرتا تھا۔ کلامِ فرید رحمۃ اللہ علیہ زبان پر آتے ہی ان کی حالت دگرگوں اور دیدنی ہو جاتی تھی دنیا و مافیہا سے بے خبر، لاتعلق، یک سو ہو کر لحنِ داؤدی سے کلام فرید پڑھتے خود جھومتے اور سامعین کے دل مٹھی میں لے لیتے گریہ کرتے بعض اوقات تو ان کے ساتھ پورا مجمع گریہ کر رہا ہوتا تھا بچپن میں ہم تقریر کے اسی مرحلے پر والدہ محترمہ کو گریہ کرتے دیکھتے تھے اور بڑے ہو کر ایک زمانے کو ان کی زبانی کلامِ فرید سن کر گریہ کرتے دیکھا یوں لگتا تھا جیسے حضور خواجہ فرید پاک اپنے علم و عرفان کی روشنی اور عشق کی آگ ان کے سپرد کر گئے ہیں تا کہ یہ چراغ سے چراغ ملا کر روشن کرتے جائیں اور یہ آگ یہ الاؤ دہکتا رہے اور ہر قلب و ذہن عشق رسول سے مہکتا رہے۔ سراج الملت حضرت حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ

نے یہ فریضہ کما حقہ انجام دیا اور اس شعلہء عشق کو اپنے کامل و اکمل فرزند حضرت مولانا مفتی مختار احمد صاحب میں منتقل کر گیے اور انہوں نے اس بارِ امانت کو اپنے فرزند کامل و اکمل حضرت مفتی ابن مفتی علامہ مظہر مختار درانی زید مجدہ تک پہنچایا

ع: ایں ہمہ خانہ آفتاب است

حضرت کا علمی ،روحانی ،وجدانی خطاب سننے کے لیے ایک عرصہ تک ہم جمعہ نماز کے لیے پُرانی سبزی منڈی کے قریب واقع مسجد کمال الدین جاتے رہے ان کی شخصیت میں ایسی تاثیر و کشش تھی کہ لوگ ان کے اردگرد پروانوں کی طرح جمع نظر آتے تھے یہ شہر بھر کے لیے محبت اور عقیدت کا مرکز تھے ایک دور ایسا بھی آیا جب شدت پسندی کو اُبھارا گیا تو ایسے میں سراجِ اہلسنت ہی تھے جو توازن کا باعث تھے بعد ازاں یوں بھی ہوا کہ جب ہمارے دوست سید ارشاد احمد عارف اور سید خورشید احمد گیلانی صاحب تحصیل علم کے لیے اس درس گاہ میں آئے تو ہمیں بھی حضرت کی خدمت اقدس میں اُٹھنا بیٹھنا نصیب ہوا ہم نے ان کو کئی بار دربار فرید پر بھی دیکھا وہاں وہ عجیب کیفیت میں سرشار ملتے تھے عقیدت ،محبت اور احترام کی مجسم صورت ،ان کو دربارِ فرید پر تو دیکھا لیکن جب بھی دیکھا صحن دربار کے نشیبی حصے میں نیم کے درخت کے نیچے دیکھا ملک بھر میں وعظ تقاریر کرنے والے اور اپنی شیریں بیانی کے حوالے سے شہرت رکھنے والے سراجِ اہلسنت اس جگہ ،،،دربارِ فرید،، پر اپنی قوت گویائی تک بھی قربان کر بیٹھتے تھے وہاں تقاریر نہیں فرماتے تھے کیونکہ وہ وہاں شہنشاہِ عشق سرکارِ فرید کے دائرہ جلال میں ہوتے تھے ان کا اپنا علمی ،ادبی ،روحانی جلال دیکھنے کے لیے ہم ہمیشہ انتظار کرتے تھے۔ ربیع الاول شریف کے حوالے سے ہونے

والی چھ روزہ تقریبات کے آخری دن کا بلکہ آخری رات کا جب معترضین ،مخالفین ان کی تقریر کے دوران اپنے سوالات لکھ کران کی طرف بھیجتے تھے تو بس پھر علم وحکمت کا ایک دریا موجزن ہو جاتا ہر سوال کا مسکت اور مقنع جواب ملتا،خالص علمی نکات تو ہوتے ہی تھے ساتھ ساتھ کلامِ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات بھی بانٹتے جاتے ان کے فیضان ہی کا امتداد ہے جو آج ان کے فرزندِ کامل واکمل حضرت مفتی مختار احمد درانی صاحب زید مجدہ اور حضرت علامہ مفتی مظہر مختار درانی صاحب زید شرفہ کی صورتوں میں ہم پر سایہ فگن ہے خدا کرے تادیر سلامت رہیں (آمین)

☆☆☆☆☆

سراج العلماء قدوۃ الصلحاء حضرت حافظ سراج احمد درانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں

عقیدت کے چند پھول

پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل ربانی (پی، ایچ، ڈی)

سابق ڈائریکٹر مذہبی اموراوقاف لاہور پنجاب

سابق چیئر مین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا

سابق پرنسپل گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان

یہ امر میرے لیے باعثِ عز وشرف ہے بحکم اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد مختار احمد درانی صاحب، کہ حضرت سراجِ اہلسنت کی حیات اقدس سے متعلق چند سطور اس موقع پر شائع ہونے والے مجلّہ میں اشاعت کے لیے بطور نذرانہ عقیدت پیش کر سکوں، حضرت سراج العلماء کی بارگاہ میں مجھے کوئی زیادہ حضوری کا شرف تو حاصل نہیں رہا لیکن مقدس ومقتدر حضرات کی زیارت کا لمحہ بھی اخروی نجات کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ع یک زمانہ صحبتِ با اولیاء،،،،،،بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

میں ساٹھ کی دہائی کے اواخر میں انوار العلوم ملتان سے دورہ حدیث سے فارغ ہوا
میرے والد محترم ان دنوں میں خان پور کسی بینک میں ملازم تھے اور ایک قریبی عزیز
حافظ عبد الرشید مرحوم ،حضرت سراجِ اہلسنت کے قائم کردہ مدرسہ سراج العلوم میں
قرآن مجید حفظ کر رہے تھے ان کے مشورے پر میرے والد صاحب نے مجھے فوراً خان
پور بلا لیا رمضان المبارک کی آمد آمد تھی میری خوش بختی کہ سراج العلوم میں حضرت
سراجِ اہلسنت کے زیرِ سیادت دورہ تفسیر القرآن کا آغاز ہوا مجھے بھی اس دورہ تفسیر
القرآن میں داخلہ کی سعادت نصیب ہوگئی اور مجھے شیخ القرآن والحدیث ،سیدی و
سندی حضرت علامہ مفتی مختار احمد مدظلہ العالی سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا یہ آپ کی اوائل
جوانی کا دور تھا مدارس عربیہ کے طلباء کے بارے میں مشہور مقولہ ہے کہ انہیں ایک
جرثومہ لگتا ہے جسے کہتے ہیں ثم خیرا ،، مفہوم یہ ہے کہ طالب علم کسی ایک مدرسہ میں
کچھ دن رہ کر دوسرے مدرسے کا رخ کرتا ہے کہ وہ درسگاہ اس کی موجودہ درسگاہ سے
بہتر ہے اسی تحریک کی بدولت میں نے ملک کے مختلف مدارس سے علمی پیاس بجھائی
لیکن باللہ مجھے حضرت قبلہ مفتی صاحب کے تبحر علمی ،طریقہ تدریس ،ذہانت وحافظہ اور
معقولات ومنقولات پر دسترس اور ابلاغ پر مہارت نے جس طرح متاثر کیا وہ کہیں اور
کسی جگہ نصیب نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ میں عمر کے اعتبار سے ساٹھ کی دہائی کے آخر
میں ہوں لیکن آج بھی آپ کے طریقہ تدریس کے وقت رفعتِ صوتی کا رعب و
جمال میری سماعتوں میں باقی ہے ،دورہ تفسیر کا درس صبح سویرے ہی شروع ہو جاتا ،دن
تھوڑا چڑھنے پر حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ گھر سے باہر تشریف لاتے
،سردیوں کا موسم تھا ایک طرف حضرت قبلہ مفتی صاحب مشکلاتِ قرآن کے عقدے

حل فرماتے اور نکات بلند آواز سے بیان فرمارہے ہوتے اور دوسری طرف مغربی جانب گھر کی دیوار کے ساتھ حضرت سراج اہلسنت سورج کی تمازت سے متلطف ہو رہے ہوتے اسی دوران ایک عقیدت مند آپ کے سر کی مالش کررہا ہوتا دورانِ درس جب تھوڑا سا وقفہ ہوتا تو میں بھاگ کر حضرت سراجِ اہلسنت کے قدموں کے تلووں کی مالش کی سعادت حاصل کرتا اس دوران حضرت مجھے پاؤں کی انگلیوں کے کڑا کے نکالنے کا حکم فرماتے اور مجھے اس حکم کی بجا آوری میں بڑا سکون ملتا بس حضرت کی صحبت میں حاضری کا یہی موقع میرے نصیب میں ہوتا، حضرت اس دوران حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا کلام دہراتے رہتے جو آج بھی میرے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔

ع پہلے بن بندے دا بندہ ،،،، پچھے ملدی ہے سلطانی

یہ شعر جمعۃ المبارک کے خطبات میں بھی اکثر پڑھا کرتے تھے مجھے یہ شرف بھی نصیب ہوا میں نے دورہ تفسیر القرآن کے زمانے میں اکثر جمعۃ المبارک آپ کی اقتداء میں ادا کیے۔

حضرت سراجِ اہلسنت کی علمی خدمات:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے بعد از فراغتِ تعلیم (درس نظامی) خان پور شہر کو اپنا مسکن بنایا اس علاقہ میں اہلسنت کے مسلک کے لیے ایک دینی اور علمی درسگاہ کی اشد ضرورت تھی حضرت موصوف نے اپنی مساعی جمیلہ سے ایک ممتاز دینی و علمی درسگاہ موسوم بہ سراج العلوم کے نام سے بنیاد رکھی جس نے قلیل عرصہ میں پورے

ملک کے اندر ایک نام پیدا کرلیا اس درسگاہ سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء، حفاظ کرام نہ صرف وطنِ عزیز بلکہ بیرون ممالک میں بھی دینی تعلیم و تعلم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

موجودہ دور قحط الرجال کا دور ہے بیشتر علماء اپنے صاحبزادگان کو دینی علوم کے حصول سے بہرہ مند کرنے میں کسلان اور تسامح کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن حضرت سراجِ اہلسنت نے اپنے خانوادہ کی تربیت کا عملی مظاہرہ فرمایا۔

استاذ گرامی حضرت سیدی شیخ الحدیث والتفسیر قبلہ مفتی محمد مختار احمد درانی صاحب کو اللہ کریم نے جو بے پناہ تربیت علم حدیث و علم تفسیر اور بہترین طریقہ تدریس عطا فرمایا وہ عدیم المثال اور عدیم النظیر ہے اور حضرت سراجِ اہلسنت کی کرامت کا مظہر اتم ہے حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ القرآن مفتی محمد مختار احمد صاحب زید مجدہ نے حضرت سراج اہلسنت کے خطوط پر حضرت کی قائم کردہ دینی درسگاہ کا انتظام و انصرام بڑی شدّ و مد کے ساتھ سنبھالا ہوا ہے اس درسگاہ سے علوم و فیوض کے وہی چشمے جاری ہیں جو حضرت سراجِ اہلسنت کے دور میں تھے جس سے تشنگانِ علوم اپنی دینی و روحانی آبیاری کر رہے ہیں،، اللہ تعالیٰ حضرت سراجِ اہلسنت کے درجات بلند فرمائے (آمین)

☆☆☆☆

الحاج حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ بطور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم: پروفیسر غلام محمد قریشی

سابق صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج خانپور

اُستاذی مفتی مختار احمد دُرانی مدظلہ العالی جنھیں میں عقیدت اور علمی لحاظ سے تفسیر اسپیشلسٹ بھی کہتا ہوں اور خدالگتی بات یہ ہے کہ وہ اس کے مجاز بھی ہیں۔ آپ نے مجھے سراج اہلسنت حافظ سراج احمد عاشق رسول کے موضوع پر اظہار خیال کرنے کا حکم دیا۔ مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا شدت سے احساس ہے لیکن **الامر فوق الادب** کے پیش نظر موضوع کو ورطہ تحریر میں لانے کی سعی کروں گا اور مفتی مظہر مختار دُرانی مدظلہ کا انتہائی شکرگزار ہوں جنھوں نے نہایت مہربانی اور کمال شفقت سے اس کار خیر کو خاکسار کے سپرُد فرما کر خاکسار کی عزت افزائی فرمائی ہے۔

1967ء میں پہلی مرتبہ اپنے دادا جان حاجی رحیم بخش مرحوم کے ہمراہ مدرسہ سراج العلوم گیا اور مجھے حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

بابائے اُردو مولوی عبدالحق مرحوم کہتے ہیں "تصویر جس قدر بڑی شاندار اور نفیس ہوتی ہے اُسی قدر اُسے پیچھے ہٹ کر دیکھنا پڑتا ہے تاکہ اُس کے خدوخال واضح ہوسکیں۔ (عبدالحق مولوی، سرسیّد احمد خان انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی 1959ء صفحہ نمبر 01)

آپ کا رنگ سُرخ اور سفید، دراز قد، پیشانی بلند، ریش تابہ سینہ گھنی، آنکھیں مخمور، گیسو کانوں تک، ناک ستواں، ابرو گھنے، دندان روشن اور آواز رعب آفرین۔

دادا جان میواتی بولتے تھے سلام کے بعد فرمانے لگے "حافظ سراج میری نماز جنازہ تو پڑھائے گا جواباً حافظ صاحب نے فرمایا حاجی صاحب اگر میں مر گیا تو۔۔۔ دادا جان نے کہا پھر تیرا چھورا مفتی مختار پڑھائے گا"۔

میرے دادا جان قبلہ حافظ جی سے تقریباً تیس سال بڑے تھے۔ مُسکرا کر جواب دیا اچھا حاجی صاحب جو خُدا کو منظور ہو گا۔ ایسے عظیم انسان تھے نہ حفظ مراتب نہ انداز تخاطب کا احساس بس دین اسلام کی خدمت میں سرشار درویش خندہ پیشانی سے اللہ کی مخلوق سے پیش آرہا ہے۔

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

(اقبال)

جب ہائی سکول میں پڑھتے تھے تو دادا جان اور عمِ محترم اور والد گرامی سے اجازت لے کر مستری کمال دین کی مسجد میں پہنچ جاتے تھے جہاں قبلہ حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ تراویح پڑھاتے تھے۔ ہر دو رکعت کے بعد تلاوت کی گئی آیات کا سلیس ترجمہ، شان نزول اور جامع اور مختصر تفسیر بیان فرماتے۔ سب سے بڑی بات جو آج بھی قابل صد ستائش ہے

کہ آپ کو اپنے حفظ پر بڑا عبور تھا۔ چار رکعت کے بعد دعوی سے تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے تھے کہ میری غلطی پکڑ کر دکھائیں۔ آواز بلند اور تلاوت کلام کا انداز بھی منفرد اور انوکھا تھا۔ جب ذوق میں آکر لحن داؤدی کا مظاہرہ فرماتے تو خود کی بھی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ اور مقتدی بھی پُرنم ہوتے تھے۔

ے یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن (اقبال)

1973ء میں خان پور میں سیلاب آیا۔ افراتفری کا عالم تھا۔ جولائی کے آخری ہفتے میں جمعہ کا وعظ فرما رہے تھے تو ساتھ ساتھ یہ بھی پیش گوئی فرما رہے تھے کہ میرے مدرسہ میں پانی نہیں آئے گا۔ "میرے مُرشد خواجہ دُر پاک سائیں نے اس کی بنیاد رکھی ہے اور میں اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مناتا ہوں"۔ 22 اگست 1973ء کو یک دم شہر میں سیلاب کا پانی داخل ہو گیا مدرسہ میں ایک بوند پانی نہیں تھا۔

ے گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور باقی شہر اور شہریوں کا یہ عالم تھا کہ۔

ے کس طرف کو بند باندھیں مشورے ہوتے رہے

چیختا چنگھاڑتا پانی گھروں تک آگیا۔

حضرت قبلہ حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال مدرسہ میں عید میلاد النبی کا اہتمام فرماتے تھے۔ اس کا آغاز 1952ء میں ہوا اور تا حال 2018ء جاری ہے۔ آغاز میں سہ روزہ ہوتا تھا۔ پھر چار روزہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پانچ روزہ ہو گیا۔ اور آخری ایام حیات میں

آپ نے یہ چھ روزہ کر دیا تھا اور آپ کی خواہش اور حکم کی پاسداری میں اب بھی چھ روزہ ہی یہ جلسہ ہوتا ہے۔ ملک بھر سے جید علمائے کرام شرکت فرماتے ہیں۔ ہم نے اس مدرسہ میں اس جلسہ کے طفیل بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام کی زیارت کی ہے۔ پیر محسن شاہ صاحب، خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے بے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ہر مقرر سے موصوف کی فرمائش ہوتی تھی کہ موضوعِ سُخن عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اور یہی آپ کا ذوق سلیم بھی تھا۔

جب کوئی عالم عشق رسول اور محبت ومودت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریر فرماتے تو آپ آپے سے وارفتہ ہو جاتے۔ محبت کی منزلوں میں گم ہو جاتے تھے۔ گریہ وزاری، آہ وبکا شروع ہو جاتی تھی۔

مدرسہ سراج العلوم کا سالانہ جلسہ "عید میلاد النبی" تھا۔ غزالی زماں حضرت احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب کس موضوع پر تقریر کروں؟ عرض کی قبلہ حُب رسول ﷺ پر تقریر فرمائیں۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا اور کیفیت پُر ذوق تھی حضرت رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ نے نص قرآنی قل اِن کُنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الخ تلاوت فرما کر حُب رسول پر تقریر کا آغاز کیا۔ سامعین وناظرین پر ایک ذوق طاری تھا۔ موصوف کی فلک شگاف آہیں نکل رہی تھیں۔

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے کرم مصطفوی ﷺ پر بیان کرتے ہوئے جب یہ حدیث نبوی تلاوت فرمائی کہ۔

"جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا

اگرچہ مرنے سے تھوڑی دیر قبل ہی کیوں نہ دیکھے"

حضرت قبلہ سیّد سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ابھی اس حدیث کا ترجمہ ہی بیان فرما رہے

تھے کہ سامنے رکھی میز پر گر کر مدہوش ہو گئے کیوں کہ آپ کو جمال محمدی ﷺ کی زیارت

نصیب ہو چکی تھی۔ آپ کو اسی مدہوشی کے عالم میں کرسی سے اتارا گیا پورے مجمع پر

ایک عجیب کیفیت طاری تھی معلوم ہوتا تھا کہ حد درجہ عطر پاشی کی گئی ہے۔ ایک مسحور کُن

خوشبو تھی کہ ہر ایک کو مخمور کیے جا رہی تھی ادھر آپ کو کرسی سے اُتار کر اسٹیج سے نیچے لایا جا

رہا تھا کہ اُدھر سراجِ اہلسنت عالم بے خودی میں تڑپ رہے تھے۔ جمال محبوب ﷺ کو

دیکھ کر رقص کناں تھے ترکی ٹوپی حضرت شاہ صاحب کے قدموں پر بار بار ڈال کر

دست بستہ ہو کر عرض کر رہے تھے کہ حضرت حسنین کریمین کا واسطہ ہے میرا خیال

رکھنا، حضرت اہل وعیال کا میرے شاگردوں، اپنے مریدین ومعتقدین اور تمام

سُنیوں کا خیال رکھنا عجیب منظر تھا۔ عجیب سماں تھا۔ ہر شخص کی زبان پر الصلوٰۃ والسلام

علیک یا رسول اللہ کی صدائیں تھیں۔ کاش کہ لفظ ہوتے اور اسکی منظر کشی کی جاتی مگر

محبت اور لفظوں کی منظر کشی، چہ نسبت خاک را بعالم پاک

تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھا جائے تو اس قسم کے واقعات "وجد" سے متعلق ملتے

ہیں۔ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق "اقتباس الانوار" کتاب میں تحریر

ہے کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی

میزبانی میں مجلس سماع منعقد کروائی اور حضرت غریب نواز پر وجد طاری ہوا تو

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے عصائے مبارک زمین میں گاڑ کر مضبوطی سے

تھام لیا کہ قطب وقت وجد میں ہے۔ مبادا زمین میں زلزلہ نہ آجائے۔

(صفحہ نمبر 158 مہر منیر گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد)

وجد: وجد سے متعلق پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ قلم بند کرتا ہوں پاک پتن شریف میں آپ کی جائے قیام "موتی محل" پاک پتن شریف میں تھی صبح کے وقت مجلس قوالی منعقد ہوئی۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر پر وجد کے آثار نمایاں ہوئے۔

شب تاریک وبیم موج وگردابے چنیں حائل

کجا دانند حالِ ما سبک ساران ساحلہا

قوال صاحبان نے اس شعر کی تکرار کے ساتھ ساتھ اس کا یہ پنجابی ترجمہ بھی دہرایا۔

رات اندھیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے

اوہ کی جانن سارا ساڈا اجہڑے رہن کنارے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بحالتِ وجد اٹھ کھڑے ہوئے اور مجلس میں کہرام برپا ہو گیا۔

قبلہ حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ حج کئے۔ پہلا حج 1941ء میں کیا پہلے حج سے واپسی پر یقیناً قبلہ حافظ جی نے سفیر کلامِ فرید کا فرض ادا کرتے ہوئے کہا ہو گا۔

دِل دلبر کیتے سکے

گھر، شہر بزار نہ ٹکے

ونج کھوسوں طوف دے دِھکے

وَل جے کر بَخت بھڑایا

دوسرا حج 1945ء میں کیا

تیسرا حج 1948ء میں کیا اور اس سفر میں مفتی عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ (والد گرامی حافظ احمد رضا ٹرانسپورٹر) اور مفتی مختار احمد صاحب کے عم محترم حاجی غلام قادر بھی رفیق سفر تھے اس قافلے کو بجا طور پر قائد عشاقان رسول کہا جا سکتا ہے کیونکہ سب کے سب با ذوق تھے۔

چوتھا حج آپ نے 1951ء میں کیا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ خانپور کے مایہ ناز حافظ کریم اللہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ عاشق رسول حضرت حافظ سراج رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر حافظ کریم اللہ کو مسجد نبوی میں قرآن سُنانے کا شرف حاصل ہوا جب آپ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دیتے تو عجب ذوق کی کیفیت آپ پر طاری ہوتی۔
شیخ الروضہ اور خدام روضہ کے ہاں خصوصی تقرب حاصل تھا۔ انہوں نے آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر آپ کو روضہ کے اندر جانے کی اجازت دی لیکن آپ نے کہا کہ میں اس کا اہل نہیں کہیں عالم وارفتگی میں ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔
ایسے ہی موقع پر عزت بخاری نے کہا تھا

ادب گاہسیت زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جُنید و بایزید ایں جا

(عزت بخاری)

پانچواں حج 1961ء میں اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ کیا۔ بڑے بھائی حاجی غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔

بن یار فرید نجر ساں
رَت رورو آہیں بھر ساں (کافی نمبر اصل نمبر ۳۴)

1974ء میں مرزائیوں کو کافر قرار دینے کی تحریک چلی۔ پاکستان کے کونے کونے سے علمائے کرام، مشائخ عظام، طلباء وکلا سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ الحاج حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے مسلک کے اعتبار سے انتہائی محتاط اور مستقل مزاج تھے۔ لیکن تاجدار ختم نبوت کے لیے خانپور کی تاریخ میں آپ نے زبردست یک جہتی کا مظاہرہ کیا۔ اس آنکھ نے مولانا عبداللہ درخواستی، الحاج حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مسالک کے علماء کو ایک تانگے پر بیٹھے ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کرتے دیکھا۔ اور گویا وہ ہم سے یوں مخاطب تھے۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی عزت پر
خُدا شاھد ہے کامل مرا ایماں ہو نہیں سکتا

(ظفر علی خان)

مولانا محمد یار فریدی، خواجہ غلام فرید اور اُن کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش عرف نازک کریم کے مرید تھے۔ ابتدائی تعلیم چاچڑاں شریف سے حاصل کی۔ آپ کا مزار گڑھی شریف میں ہے۔ آپ سرائیکی کے بہترین شاعر بھی تھے۔ اور 1883ء میں پیدا ہوئے اور 23 مئی 1948 میں لاہور میں انتقال ہوا۔ سیّد فاروق القادری ایم اے گولڈ میڈلسٹ سجادہ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں کے مطابق اُن کے دادا جان نے مولانا محمد یار فریدی کو مدینہ میں قیام کے دوران خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے محفل میں مولانا جامی کی یہ نعت پڑھتے دیکھا از شد بود ہر موجود از دشد دیدہ ہا بینا تو وجد میں آکر سرور عالم ﷺ کے حضور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ سیّد فاروق القادری کے والد سیّد مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "ایک ایسی محفل میں جب مقام محمدیت پر خواجہ محمد یار رحمۃ اللہ علیہ نے علم وفن کا ترانہ چھیڑا تو میں نے دیکھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے شیخ الجامعہ اسلامیہ یونیورسٹی غلام محمد گھوٹوی جیسے جیّد عالم دین کی روتے روتے داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی خواجہ محمد

یار فریدی حافظ سراج رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا احترام کرتے تھے اور فرماتے تھے حافظ صاحب آپ کے دل میں جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہے میں اس کی تحسین کرتا ہوں "14 جون 1976ء بروز پیر بعد از مغرب داغ مفارقت دے گئے۔ نماز جنازہ سے قبل قبلہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسٹیج کا سہارہ لیکر خطاب فرمایا۔ قبلہ الحاج حافظ سراج احمد مرحوم کے عشق رسول کی وضاحت فرماتے ہوئے کہا۔ قبلہ حافظ صاحب سچے عاشق رسول تھے اور پھر فرمایا کہ اِن کے جانشین مفتی مختار احمد میرے شاگرد اور عاشق رسول کے صاحبزادے ہیں۔ میں جن سلاسل میں مجاز ہوں مفتی مختار احمد کو ان کی اجازت دیتا ہوں۔

غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہت بڑا جم غفیر تھا۔ اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ مدرسہ کے جس گراؤنڈ میں آپ جشن میلاد النبی مناتے تھے اس جگہ پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور مفتی مختار احمد صاحب جس جگہ تفسیر پڑھاتے وہاں آپ کی مرقد ہے جہاں آپ محوخواب استراحت ہیں۔

عاشق رسول قبلہ حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پہلا جمعہ مفتی مختار احمد درانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے مستری کمال دین کی جامع مسجد میں پڑھایا۔ اچھی طرح یاد ہے کہ قبلہ مفتی صاحب اپنے والد گرامی کی شخصیت اور افکار پر بات کررہے تھے کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ چاچا جمعہ خان نے برق رفتاری سے پانی کا گلاس لیا اور مفتی صاحب کو ہوش میں لائے۔

شاعر مشرق کے یہ اشعار اہل دل کے لیے متاع گراں مایہ ہے۔

دردِل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

عشق دم جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ
عشق خُدا کا رسول، عشق خُدا کا کلام

☆☆☆☆☆

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ درانی کی خدمت میں
عقیدت کے پھول

سراج اہلسنت اور خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ

از: ظہور دھریجہ

خان پور کی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو یہ تاریخ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر مکمل نہ ہوگی، قدم قدم پر مولانا کی یادیں بکھری پڑی ہیں، انہوں نے کم وبیش 20 سال اہل خان پور کی علمی خدمت کی، یہ بیس سال اتنے بھرپور تھے کہ اسے ایک صدی کا سفر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، خانپور میں مدرسے کا قیام، تعلیم کا سلسلہ، خانپور اور مضافات میں اجتماعات، جمعے کا خطاب اور سالانہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف یادوں کو قلمبند کرنے بیٹھیں تو کئی ابواب رقم ہو جائیں، میں اپنے بارے بتاؤں کہ میری بے نصیبی ہے کہ نہ تو میں مولانا صاحب کے شاگردوں میں شامل ہوسکا اور نہ ہی طویل نشستوں یا صحبتوں کا شرف حاصل ہوا، البتہ اتنا بھی غنیمت ہے کہ ان کے لاکھوں عقیدت مندوں میں بندہ ناچیز کا نام سب سے آخر میں سہی شامل ہے، چند ایک واقعات کا تذکرہ اور کچھ عقیدت کے پھول پیش کر رہا ہوں ۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف۔

قبلہ حافظ سراج احمد سئیں کی پیدائش 1331ھ بمطابق 1911ء خان پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم قبلہ حافظ نظام دین سے حاصل کی۔ پھر اسلامی کتابیں معروف عالم دین مولانا محمد موسیٰ سے پڑھیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم سراج الفقہاء حضرت

مولانا سراج احمد مکھن بیلوی سے مکھن بیلہ میں جا کر حاصل کی۔ ازاں بعد بھر چونڈی شریف میں مولانا عبدالکریم ہزاروی سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اہم بات یہ بھی کہ تعلیم کے سلسلے میں قبلہ حافظ صاحب ہندوستان بھی تشریف لے گئے اور دارالعلوم سہارن پور میں بھی پڑھتے رہے۔ دارالعلوم دیو بند میں صحاح ستہ اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ 1929ء میں جلسہ دستار فضلیت منعقد ہوا اور آپ کو بہترین طالب علم کی دستار باندھی گئی۔ دربار جیٹھ بھٹہ کے سجادہ نشین میاں امام بخش سئیں کی درخواست پر جیٹھ بھٹہ کے مدرسے میں پڑھاتے رہے۔ 1957ء میں انہوں نے خان پور میں مدرسہ سراج العلوم کی بنیاد رکھی۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ پہلے سے کر رہے تھے اور خان پور میں مدرسہ قائم کرنے کے بعد بھی اس روایت کو مزید آگے بڑھایا۔ آپ کی بیعت سئیں خواجہ دُر محمد کوریجہ سے تھی، اس نسبت سے آپ درانی کہلواتے۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ درانی آپ کی ذات ہے، دراصل درانی آپ کی ذات یا قوم نہیں نسبت ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، جنہوں نے علم کی شمع کو ہر طرف روشن کیا اور ہر طرف علم کی سخاوت عام کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ سراج العلوم آپ کے بڑے فرزند ہیں، چھوٹے صاحبزادے حافظ خورشید احمد درانی بانی جامعہ سراج الاسلام خان پور اللہ کو پیارے ہو گئے، قبلہ مفتی مختار احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا احسن مختار درانی وفات پا گئے۔ جبکہ ان کے دوسرے صاحبزادگان میں صاحبزادہ مفتی مظہر مختار درانی، صاحبزادہ اجمل مختار درانی، صاحبزادہ اظہر مختار درانی، صاحبزادہ اشرف مختار درانی، صاحبزادہ ارشد مختار درانی اور صاحبزادہ راشد مختار درانی مدرسہ سراج العلوم کی چھاؤں میں دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ قبلہ حافظ سراج احمد درانی المعروف سراج اہلسنت کا آخری جمعہ کا خطاب تاریخی بھی تھا اور یادگار بھی، اس خطاب میں انہوں نے اپنی موت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ گویا 12

جون 1976ء صبح آپ کا وصال ہوا۔ جس طرح عربی کا ایک مقولہ ہے کہ ایک عالم کی موت سارے عالَم کی موت ہے۔ اس طرح قبلہ حافظ سراج احمد درانی کی وفات صرف خان پور ہی نہیں پورے وسیب کے لئے صدمے کا باعث ہے۔ مجھے یاد ہے کہ وفات سے قبل جمعہ کے خطبہ میں قبلہ حافظ صاحب کی زبان پر خواجہ فرید کے یہ اشعار تھے:

گزریا ویلھا ہسݨ کھلݨ دا
آیا وقت فرید چلݨ دا
اوکھا پینڈا دوست ملݨ دا
جاں لباں تے آندی ہے
دل دم دم درد وں ماندی ہے
سک ڈھڑیں باجھ نہ لہندی ہے

مولوی نور محمد صابر مبارکپوری سرائیکی زبان کے بہت بڑے نعت گو شاعر تھے، مولوی صاحب کے مولود شریف بہت محبت سے سنتے تھے اور ان کا بہت احترام بھی کرتے تھے جب وہ نعت پڑھتے تو قبلہ حافظ صاحب پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ مولوی نور محمد مبارکپوری کے نواسے حامد فریدی صابری جو کہ بہت اچھے نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے انسان بھی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حافظ سراج احمد نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میری وفات ہو تو تدفین سے پہلے صابر مبارکپوری صاحب نعت پڑھیں چنانچہ وصیت کے مطابق میرے نانا حضور فقیر صابر مبارکپوری صاحب نے نعت پڑھی اور قبلہ حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بعد از مرگ بھی آنسوں رواں ہوئے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ خان پور میں مدرسہ سراج العلوم اور مدرسہ مخزن العلوم کے درمیان فرقہ ورانہ اختلاف ہمیشہ عروج پر رہا مگر قبلہ حافظ سراج احمد کے جنازے میں مخزن العلوم کے مہتمم مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی

اشک بار آنکھوں کے ساتھ قبلہ حافظ سراج احمد کے جنازے میں شریک تھے۔

مدرسہ سراج العلوم کا 6 روزہ سالانہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخی حیثیت رکھتا ہے اس جلسہ سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل خان پور کو ملک کے معروف علماء کرام اور نعت خوان سننے کا موقع ملتا ہے۔ قبلہ حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے جلسے کا خصوصی اہتمام فرماتے، جلسہ کے موقعہ پر ان کا معمول تھا کہ ان کی کرسی سٹیج سے نیچے ہوتی اور وہ ہر واعظ اور ہر نعت خواں کو پوری توجہ سے سنتے اور خوب داد دیتے۔ درگاہ مخدوم رشید حقانی سے تعلق رکھنے والے مخدوم مرید حسین قریشی بہت خوش الحان تھے، کافی جب بھی پڑھتے تو حاضرین پر کیفیت طاری ہو جاتی، ایک مرتبہ مخدوم مرید حسین نے مولانا محمد یار فریدی کی کافی ''اساں نال سانول الیسو کہ کیناں'' پڑھی تو قبلہ حافظ سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجدانی کیفیت میں نیچے آگرے۔ اس جلسہ میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی تشریف فرما تھے وہ اور دوسرے علماء کرام نے بڑے احترام سے قبلہ حافظ صاحب کو اوپر اُٹھایا اور ان کو بو سے دیے بعدازاں مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجھے سرائیکی لفظوں کی پوری سمجھ نہیں آئی لیکن پڑھنے والے نے کمال سے پڑھا اور سننے والے تو ہزاروں تھے مگر میں سلام پیش کرتا ہوں اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن پر عشقِ مصطفیٰ کی کیفیت طاری ہوتی اور سچ تو یہ ہے کہ جن پر بے خودی طاری ہوتی ہے اور ان کو خود بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہیں، آج میں موقع کی مناسبت سے اپنی تقریر کا آغاز سرکار کی لوری سے کرتا ہوں، مولانا شاہ احمد نورانی نے اردو زبان میں کیا لوری پڑھی کمال کر دیا، سب نے دیکھا صرف حافظ صاحب ہی نہیں پورا مجمع بے خودی میں جھوم رہا ہے اور اشکوں کی برسات جاری ہے، جن لوگوں نے مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کو سنا ہے جانتے ہیں کہ مولانا کا ہلکا سا اخراج ناک سے ہوتا تھا، آواز کی دنیا میں یہ نعمت سب کو نہیں بلکہ کسی کسی کو حاصل ہوتی ہے، اور اس نعمت کے حامل شخص کو

خوش قسمت سمجھا جاتا ہے۔

میرے والد صاحب کی دھریجہ نگر میں کریانہ کی دوکان تھی۔ ابا حضور وہاں بچے بھی پڑھاتے تھے۔ سڑک کنارے درختوں کی گھنی چھاؤں، پانی کے مٹکے بھرے رہتے، گزرنے والے مسافر وہاں پر آرام کرتے، پانی پیتے اور آرام بھی کرتے، بستی والوں کی اس دور میں یہ اچھی عادت تھی کہ ہر آنے والے شخص سے پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے؟ کہاں سے آئے؟ کہاں جانا ہے؟ دوسرے لوگوں کے ساتھ خان پور شہر کے دو مہاجر بھائی ہر دوسرے تیسرے دن جانور وغیرہ لینے آتے تھے۔ والد صاحب کے ذوق کو دیکھ کر خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پڑھتے اور حافظ سراج احمد صاحب المعروف سراج اہلسنت کی سرائیکی زبان میں تقریر بھی کرنے لگ جاتے۔ میں یہ سارا کچھ دیکھتا، تقریر غور سے سنتا، والد صاحب بھی واہ واہ کرتے۔ ان کی تقریریں اور خواجہ فرید کے اشعار دل پر اثر چھوڑ گئے۔ میں اپنے چچازاد بھائی رشید احمد دھریجہ کے ساتھ ہر جمعہ کو حافظ سراج احمد سئیں کی تقریر سننے کیلئے جانے لگا۔ سئیں حافظ سراج احمد صاحب سرائیکی میں تقریر کرتے۔ خواجہ فرید سئیں رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور کافیاں ان کی تقریر میں خاص موضوع اور حصہ ہوتی تھیں۔ حافظ صاحب جمعہ دیر سے پڑھاتے۔ ڈیڑھ دو بجے دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ پڑھائی جا چکی ہوتی مگر اِدھر حافظ صاحب کی تقریر شروع ہوتی۔ حافظ صاحب ممبر پر بیٹھتے تو تقریر سننے والے شوقین ان کے قریب جمع ہو جاتے۔ اُن کا ایک خاص محبّ جمعہ خان بجت تھا، جو تقریر کے دوران حافظ صاحب کا ساتھ دیتا۔ حافظ صاحب جذبات میں کہتے ''کیویں جمعہ خاں؟''۔ پھر جمعہ خاں دونوں ہاتھ اٹھا کر جواب دیتا ''ایویں سئیں ایویں''۔ حافظ صاحب خواجہ فرید کی کافی کا مصرعہ پڑھتے ''آ پہتم جیندیاں ملّے'' اگلا مصرعہ جمعہ خاں اسی سُر میں خود پڑھ دیتا ''ایں شہر مبارک بکّے''۔ جمعہ خاں درد دل اور ذوق شوق والا انسان تھا۔ کوٹلہ پٹھان کے قریب کسی بستی میں اس کا گھر تھا۔ سفید قمیص اور سفید پگڑی

پہنتا تھا اور بہت ہی پیارا لگتا تھا۔ گلے میں فریدی رومال اور پاؤں میں تلے والا کھسہ پہن کر مہان شخصیت لگتا۔ کجلا، مساگ اور خوشبو لگا کے آتا۔ داڑھی کو کالی مہندی لگاتا تو نوجوان لگتا۔ قبلہ حافظ صاحب اور دوسرے جماعتی اس کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ وہ دن محبت بھرے دن تھے۔ لوگ بہت ہی اچھے تھے۔ آج بھی ان دنوں اور ان لوگوں کو یاد کریں تو خواجہ فرید سئیں رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آتا ہے

''یاد آوِم یار دے رلڑے، نت پووِم کرُوپ کللڑے''۔

قبلہ حافظ سراج احمد دراصل شارح دیوان فرید تھے، آپ قرآن مجید کے حافظ تو تھے پر سارا دیوان بھی ان کو یاد تھا۔ جب تقریر کرتے تو قرآن مجید کی آیت کا حوالہ، حدیث شریف کا حوالہ اور خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر، یہ ساری چیزیں ساتھ ساتھ چلتی رہتیں۔ جس موضوع پر بھی تقریر شروع کرتے، اس کو منزل تک پہنچاتے۔ جمعہ کے دن مسجد کمال دین میں ایک بات دیکھی کہ ہمارے سرائیکی تھوڑے، مہاجر بھائی بہت زیادہ ہوتے تھے پر حافظ صاحب نے کبھی اردو میں تقریر نہ کی۔ وہ ہمیشہ سرائیکی میں تقریر کرتے۔ البتہ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے اردو شعر ضرور شامل کرتے۔ یہ شعر میں نے اکثر ان سے سنا ''آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے، دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے''۔ اسی طرح خواجہ فرید سئیں کے شعروں کے ساتھ ساتھ مولانا محمد یار فریدی سئیں رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی بڑی محبت کے ساتھ اپنی تقریر میں شامل کرتے

''قاصد مٹھا مصریاں ڈیساں، پُنل مناایویں ونج تے آ
ڈھرک پئے رُٹھی سرکار کوں، راہوں ولا ایویں ونج تے آ''

اس کافی کے ساتھ ساتھ ہم اکثر محمد یار فریدی سئیں رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر بھی ان کی تقریر میں سنتے:

تہاڈی سڈ یجاں تے در در مریجاں
کُتی کوں پکڑ بدھ ہلہیسو کہ کائنا
اساں نال سانول الیسو کہ کائنا
اوہے قول اگلے پلیسو کہ کائنا

جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ قبلہ حافظ سراج احمد دیوان فرید کے شارح بھی تھے اور حافظ بھی۔ انہوں نے اپنی تقریر کے ذریعے سرائیکی زبان کو بھی آگے بڑھایا اور خواجہ فرید سئیں کی سوچ اور فکر سے بھی لوگوں کو پہچان دی۔ حافظ صاحب کی آخری تقریر کی بات کروں گا ، نہ مجھے ان کی شکل بھولتی ہے اور نہ ان کی آخری تقریر۔ آخری تقریر میں حافظ صاحب نے فرمایا کہ ''اب ہمارے آخری دن ہیں'' کہ زندگی موت کی امانت ہے اور ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، مدرسے کے طلبہ شہید ہوئے ،ان کی جدائی کا صدمہ بہت المناک ہے۔ قبلہ حافظ صاحب کی تقریر میں سوز و گداز تھا۔ جس وقت تقریر شروع کی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں رواں ہوگئیں ۔قبلہ حافظ صاحب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے بہت محبت کرتے تھے۔ سچے عاشق رسول تھے۔ تقریر کے وقت ہمیشہ روتے رہتے اور شعر بھی پڑھتے اور گریہ بھی کرتے ،اکثر ان کا دامن آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ گلے میں ہمیشہ فریدی رومال پہنتے تھے، وہ بھی گیلا ہو جاتا۔ پر جو بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آخری تقریر کے وقت آپ بھی بہت روئے ، جماعت کو بھی رُلایا۔ ان کی تقریر موت کے بارے میں تھی۔ واقعہ ایسے ہے کہ حافظ صاحب کے مدرسے سراج العلوم میں ایک پرانا ویران کنواں تھا۔ ایک طالب علم کی ٹوپی اس میں گر گئی، وہ بچہ ٹوپی لینے گیا تو دوبارہ نہ آیا۔ کنویں میں گیس بھری ہوئی تھی' دوسرا بچہ بشیر احمد اس کو نکالنے گیا تو وہ بھی نہ آیا' تیسرا بچہ حافظ خورشید احمد اپنے ہم جماعتوں کی جدائی نہ سہہ سکا اور وہ بھی ان کے پیچھے گیا تو موت نے اسے بھی آلیا۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ قبلہ حافظ صاحب

کے دل پر اس صدمے کا گہرا اثر تھا۔ پہلے قبلہ صاحب تقریر شروع کرتے تو وہ گریہ، اس بار تقریر سے پہلے ہی آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔ آنسوؤں کی برسات میں حافظ صاحب کی زبان پر خواجہ صاحب کی کافی کے یہ بول تھے۔

پریں اج نہ ڳیوسے کل ہی سہی
ایہو وطن بیگانہ کوڑا کوڑ ٹھکانہ
رنگ گل پھل ڈیکھ کے بھل نہ بہیں
سدھے راہواں سالک رُل نہ بہیں
ہیں جگ دی جگ مگ سمجھ بہانہ

قبلہ حافظ صاحب رو رہے تھے، مدرسے میں ہونے والے حادثے کا حال بھی بیان کر رہے تھے۔ اندھے کنویں میں شہید ہونے والے ایک ایک بچے کا حلیہ بتا رہے تھے۔ ان کی اچھی باتیں بیان کر رہے تھے اور پھر بات کو دنیا کی بے ثباتی کی طرف لے آتے اور کہتے کہ جینا جھوٹ ہے اور مرنا سچ ہے اور خواجہ صاحب کے شعر پڑھتے:

ویسوں سنجھ صباحیں
خالی راہسن جائیں
ملک بیگانہ دیس پرایہ
کوجھا کوڑ بنائیں
منگاں دعائیں اللہ سائیں
وچھڑیا ڈھول ملائیں
عشق فرید ہوں ڈکھ ڈڑے
بچھیاں برہوں بلائیں

قبلہ حافظ صاحب تقریر کر رہے تھے، جمعہ خان اور دوسرے سارے ہم جماعتی حافظ صاحب کے ہم آواز ہو گئے۔ پتھر سے بھی پتھر دل رو رہے تھے کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جہاں سے آنسو نہ بہے ہوں، ہر دل کی دھڑکن تیز تھی، ہر زبان سے واہ واہ اور صدقے صدقے کا ورد تھا۔ مجھے یاد ہے کہ 11 جون 1976ء کا دن تھا۔ 11

جون کی تاریخ اس لئے بھی مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے 11 جون 1990ء کو خان پور سے جھوک اخبار شروع کیا تو قبلہ حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ سئیں کے بھانجے حافظ محمود صاحب نے بتایا کہ 11 جون اور جمعرات کا دن سراج العلوم کے تین طالب علموں کی شہادت کا دن ہے، دوسرے دن جمعہ تھا، قبلہ حافظ صاحب تقریر کر رہے تھے اور گریہ بھی فرما رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے کہ ''ہر کہیں دامنہ موت آ لے پاسے ہے'' پھر اونچی آواز میں خواجہ صاحب کا شعر پڑھتے :

اے نگری ملک پرایا ہے
اِتھ آسرا رکھݨ اجایا ہے
مُنڈھوں رہݨ نہ ڈیندے کرن روانہ
تھی غافل اصلوں ہک نہ گھڑی
ہُݨ ہتھ مل مل پرتاب زری
اجھو موت نے بھیجا لکھ پروانہ

ہر طرف سے رونے کی آوازیں تھیں، ہر طرف سے واہ واہ کی آواز تھی۔ جمعہ خاں کے ساتھ ساتھ ہمارے وہ بھائی بھی جو جانور وغیرہ خریدنے آتے تھے اور میرے والد صاحب کو حافظ صاحب کی تقریریں اور خواجہ فرید کے اشعار سناتے کہہ رہے تھے'' حاجی سئیں !ول سناؤ، ول سناؤ۔'' قبلہ حافظ صاحب نے دوسری کافی شروع کی۔

وطن بیگانے دل نئیں آوٹا
یاد کیتم دلدار
وار مدار فرید ہے دل توں
ڈکھڑے تار و تار

قبلہ حافظ صاحب تقریر میں کہہ رہے تھے کہ'' آکڑ اور غرور چھوڑو، فخر اور غرور سارا جھوٹ ہے، ہر چیز فنا ہے، باقی رہے گا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام'' یہیں قبلہ حافظ صاحب نے میاں محمد بخش سئیں کی لائینیں پڑھیں

سدا نہ باغی بُل بُل بولے
سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماء پے حسن جوانی
سدا نہ صحبت یاراں

پھر خواجہ فرید سئیں کی کافی کو اونچی سُر کے ساتھ اٹھاتے:۔

جیوݨ دے ݙینھ ڈھائی وو یار
سٹ گھت فخر وڈائی وو یار
جو بن ساتھی چار ݙینہاں دا
جھٹ پٹ ضعف بڈھیپا آندا
کوڑی آس پرائی و ویار
کوڑی صحبت کوڑی سنگت
کوڑے نخرے کوڑی رنگت
لپ دھوڑ مٹی بک چائی وو یار

قبلہ حافظ صاحب اپنی تقریر میں موت حیات کا فلسفہ بھی بیان کر رہے تھے، دنیا کی بے ثباتی کا ذکر بھی ہو رہا تھا اور ساتھ ساتھ تصوف کی معرفت کے موتی بھی بانٹ رہے تھے۔ حافظ صاحب اپنی تقریر میں یہ بھی بتا رہے تھے کہ وحدت الوجود کا فلسفہ جس طرح خواجہ فرید سئیں رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کوئی ماں کا لعل نہیں کر سکا۔ وحدۃ الوجود کی بات میرے مرشد لجپال خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بس ہے۔ پھر حافظ صاحب نے خواجہ فرید سئیں کا یہ شعر پڑھا:

جگ وہم خیال تے خواب اے
سب صورت نقش بر آب اے

☆☆☆

قد ضاقت حیلتی انت وسیلتی ادر کنی یا رسول الله صلی الله علیه وسلم

عاشق رسول عارف کامل، ترجمان کلام فرید حضرت قبلہ سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت اور رقص کی صورت طاری ہوتی تھی، جب وہ عشاق کرام اور اہل دل، اہل اللہ کی کلام سنتے تھے یا کسی عاشق رسول عالم دین سے محبت رسول کے موضوع پر تقریر سنتے تھے، تو ان پر اضطرابی کیفیت طاری ہو جاتی تھی، بنا بریں بعض اوقات وہ فلک شگاف آہیں کرتے ہوئے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

اہل لغت نے اس اضطرابی حالت کو وجد اور رقص قرار دیا ہے۔

المنجد۔ صفحہ ۹۲۵ وجد کا معنی، محبت میں غمگین ہونا اور زار و قطار گریہ زار ہونا۔

غیاث اللغات صفحہ ۴۸۳ وجد کے معنی محبت میں غمگین ہونا، حالت ذوق و شوق ہونا۔

بنا بریں صوفیاء کرام سماع کو پسند کرتے تھے، اور یہ وجدانی حالت، سید العشاق، حضرت عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی طاری ہوتی تھی، اسی حالت کو جب آپ ﷺ نے روضہ اطہر سے مشاہدہ فرمایا آئے جامی تیرا کیا حال ہے، عرض کی تو فرمایا۔

حال مارا راچہ پرسی تیر خوردہ در جگر

گاہِ اُفتاں، گاہِ خیزاں از نگاہِ چشم تو

آئے محبوب تو میرا حال کیوں پوچھتا ہے کہ تیرے تیر نظر نے میرے جگر کو ٹکڑے کر دیا ہے بنا بریں تیری سرگیں نگاہ سے کبھی گر جاتا ہوں کبھی اٹھ بیٹھتا ہوں یعنی تیرے تیر

نظر نے میرے جگر کو زخمی کر دیا ہے بنابریں یہ میری اضطرابی کیفیت ہو چکی ہے،
اسی طرح عشاق کو حالتِ رقص لاحق ہوتی ہے، جس کے معنی المنجد صفحہ ۳۰۲ پر ہیں۔
رقص کے معنی اضطراب کرنا، اور برداشت نہ کرنے کی بنا پر پست و بلند ہونا، اور گرتار
میں محبت میں مستی کی حالت میں اعضاء کا متحرک ہونا،
المنجد میں ہے شِعرٌ مرقِّص رقص میں لانے والا اشعر، ان اہل لغت کی تحقیق سے
ثابت ہوتا ہے کہ عاشقانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل اللہ کی کلام اور عاشقانِ مصطفیٰ کے اشعار
سن کر بعض پر حالتِ وجدانی طاری ہوتی ہے اور بعض پر حالت رقص طاری ہوتی ہے۔
ایسے حضرات کی اس حالت وجد و رقص میں ان کی رگ رگ میں اضطراب ہوتا ہے یہ
حضرات بے بس ہو کر محبوب حقیقی کے جلووں کو دیکھ کر'' آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و
جمال کو دیکھ کر بے قابو اور مضطرب ہو جاتے ہیں جس کو وجد و رقص سے تعبیر کیا گیا ہے
، یہ کیفیات خاص بندگان خدا پر طاری ہوتی ہیں، اس کیفیت سے متصف عاشق رسول
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور سلطان الواعظین ، سلطان
العاشقین حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے،
وجد و رقص کی نعمت اور یہ خاص حالت کسی کسی برگزیدہ ہستی کو لاحق ہوتی ہے، چنانچہ
ایک مرتبہ اخی رسول حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو لاحق ہوئی ، بلکہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ کیفیت رقص لاحق ہوئی۔

الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۴۰۶

دائم الحضوری ، حافظ الحدیث ، امام المحدثین ، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں ، کہ حدیث شریف میں ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے
حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رقص ہوا
، آپ کی موجودگی میں حضرت جعفر بن ابی طالب رقص کرتے رہے اس بنا پر کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تیری خلقت اور خُلق میری خلقت اور خُلق کے مشابہ ہے

ان کلمات طیّبات کو سننے کی بناء پر حضرت جعفر بن ابی طالب اس خطاب کی لذت میں متلذذ ہو کر رقص کرتے رہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خلقت اور خُلق میں اپنا مشابہ فرمایا ہے بناء بریں ان کی خوشی کی انتہاء نہ تھی اور وجہ رقص یہی تھی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفیاء کرام عشاق کرام کے رقص کی دلیل اور اصل حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا رقص ہے، اور یہ لذت رقص و وجد، وجاد، رقاص حضرات کو ہوتی ہے۔

نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجالس ذکر و سماع میں کثیر آئمہ کرام سے رقص اور رقص میں قیام ثابت ہے،

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حالت وجد و رقص میں رقاص اور وجاد حضرات کے لیے قیام تعظیمی صحیح ہے، درحقیقت حالت وجد و رقص میں روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے اور روحانیت انعام الٰہی ہے اور اس صاحبِ وجد و رقص میں جلوہ ہائے حقی نمودار ہوتے ہیں۔

اور جلوہ ہائے حقی کے لیے قیام تعظیمی نہایت ضروری ہے، اس سے ثابت ہوا، کہ وجاد، رقاص حضرات کی اس حالت پر قیام تعظیمی جائز ہے، تو سید العالمین ﷺ کی محافل میلاد النبی ﷺ میں اختتام محفل پر قیام تعظیمی کرتے ہوئے قیام کی حالت میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے، علماء محققین نے فرمایا، کہ قیام تعظیم کے لیے ہے اور تعظیم رسول ﷺ ہر مومن مرد اور مومن عورت پر لازم ہے۔

معترض اعتراض کرتا ہے۔ کہ حالت رقص و وجد میں کیا تم جلوہ ہائے خداوندی کو دیکھتے ہو جس کی بنا پر تم قیام کرتے ہو اسی طرح معترض کہتا ہے کہ محافل میلاد النبی ﷺ میں کیا تم آپ ﷺ کو دیکھتے ہو کہ قیام تعظیمی کرتے ہو معترض کے لیے یہ دندان شکن جواب کافی ہے، کہ ہم سُنی صحیح العقیدہ اس سے دریافت کرتے ہیں، کہ کیا تم پنجگانہ فرض نماز و سنن نماز، نوافل میں قیام کی حالت میں خدا کو دیکھتے ہو جو قیام کرتے ہو

،معترض کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ،تو ثابت ہوا فرضی نماز میں قیام فرض کی حالت میں اگر خدا کو بن دیکھے قیام فرض ہے تو محافل میلاد النبی ﷺ میں بھی رسول اللہ ﷺ کو بن دیکھے یہ قیام مستحب بھی جائز ہے، نیز ہر موجود کا دیکھا جانا ضروری نہیں اگر ضروری ہے تو کراماً کاتبین ہمہ وقت موجود ہیں معترض بتائے کہ کراماً کاتبین موجود کو اس نے کتنی بار دیکھا ہے اسی طرح جنات موجود ہیں معترض نے ان کو کتنی بار دیکھا ہے اسی طرح ملائکہ کرام لاتعداد موجود ہیں معترض نے ان کو کتنی بار دیکھا ہے اسی طرح لوح وقلم موجود ہے، عرش الٰہی اور جنت بھی موجود ہے معترض نے ان کو کتنی بار دیکھا ہے؟

معلوم ہوا ہر موجود کا دیکھا جانا ضروری نہیں بلکہ ان کے موجود ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے بنابریں ہم اہلسنت اللہ تعالیٰ کی ذات کو موجود ازلی سمجھ کر ایمان رکھتے ہیں بنابریں ہم نماز میں فرض قیام کرتے ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو ہم ہمہ وقت موجود سمجھتے ہیں بنابریں ہم ان کے لیے قیام تعظیمی کرتے ہیں۔

عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا محفل سماع میں شمولیت فرمانا:

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کریم ،مرشد کامل ،عارف کامل ،قلندر وقت حضرت خواجہ دُر پاک رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں محافل عرس میں سہ روزہ محفل سماع میں حاضری دیتے تھے محفل سماع وقوالی مشرب چشتیہ کی خاصیت ہے۔

دف کے ساتھ قصیدہ مدحیہ سننا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے، کہ جب رسول اللہ ﷺ مکۃ المکرّمہ سے ہجرت فرما کہ مدینۃ المنورۃ تشریف لائے ،تو چند بچیوں نے دف بجا بجا

کر قصیدہ پیش کیا کہ چودھویں کا چاند ہم پر طلوع فرما چکا ہے وادی ثنیہ سے، بنا بریں
ہم پر شکر واجب ہے کہ وہ اللہ کی طرف بلانے والا آچکا ہے، امام سیوطی نے یہ الفاظ نقل
کیے ہیں۔یضربن بالدفوف، کہ وہ بچیاں دف بجا بجا کر یہ قصیدہ پڑھ رہی تھیں، اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخوشی سن رہے تھے، شارع علیہ السلام کا دف کے ساتھ قصیدہ سننا، دف اور
سماع بالمزامیر کی دلیل ہے۔ نیز، اثبات سماع کے دلائل، حضرت علامہ امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے، اپنی مایہ ناز کتاب احیاالعلوم جلد۲ صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۹۔
مفصلاً بیان فرمایا چنانچہ امام غزالی نے فرمایا کہ امام ابوطالب مکی کثیر جماعت سے سماع
مباح ثابت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن جعفر
، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور دیگر کثیر صحابہ کرام و تابعین کرام
نے مدحیہ اشعار و قصائد سنے ہیں۔ حجاز مقدس کے حضرات مکۃ المکرمہ میں افضل ایام
سال کے مثلاً ایام تشریق میں قصائد مدحیہ بالا شعار سنتے تھے اور اہل مدینہ حضرات بھی
اس پر دوام فرماتے تھے حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت ذوالنون
مصری، رحمھم اللہ تعالیٰ، بالا شعار استماع کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ایسے سماع کا
انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم سے افضل حضرات نے سنا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر
طیار رضی اللہ عنہ سنتے تھے، ہاں وہ سماع ممنوع ہے جس میں لہو ولعب ہو، اہل اللہ کی
مجالس لہو ولعب سے پاک ہوتی ہیں، ان کی محافل میں روحانیت و ذوق شوق کا غلبہ ہوتا
ہے، بنا بریں ایسی مجالس میں عارفین وعشاق کرام کے اشعار بالدف بالمزامیر
سنے جائیں تو ممنوع نہیں اس سماع سے قلب میں ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو وجد
سے تعبیر کیا گیا ہے، بعض اوقات حالت رقص طاری ہوتی ہے، تو کثرت ذوق کی بنا پر،
گرتار پر اعضاء متحرک ہوتے ہیں ایسی حالت کو حالتِ رقص کہتے ہیں احیاء العلوم جلد
۲ صفحہ ۲۶۸۔

اکثر اوقات حالت وجد خوش آواز، حسین آواز کے سننے کی بنا پر ہوتی ہے۔

حسین آواز جن بندگان خدا کی ہے ان پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے حدیث شریف میں ہے انبیاء علیہم السلام کی حسین آواز تھی چنانچہ حدیث شریف میں حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ان کی تلاوت زبور پر انس وجن وحوش وطیوران کی دلکش آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اس اجتماع میں ان کی سریلی آواز برداشت نہ کرنے کی بناء پر چار چار سو جنازے اٹھ جاتے اس سے ثابت ہوا کہ دلکش سریلی آواز مؤثر فی القلوب ہوتی ہے تو عشاق کرام برداشت نہ کرنے کی بناء پر حالت وجد ورقص میں ہو جاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ ایسی پر ذوق محافل میں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ پر حالت وجد طاری ہو جاتی تھی یہ ان پر بہت بڑا انعام ربی تھا جو زندگی کے آخری لمحات تک ان کو حاصل رہا نیز خوش الحان نعت خوانان رسول ﷺ پر بھی خوش آوازی کا انعام ربی ہے۔ صحابہ کرام میں نعت خوانِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مشہور نعت خوانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں منبر بچھوا کر اس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے تھے اور قصائد مدحیہ پڑھتے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اشعار سن کر ان کے لیے دعا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روح قدس سے مدد فرماتا ہے اور اس کو تقویت عطا فرماتا ہے نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مدحیہ اشعار پڑھتے تھے اور سرکار خوش ہو کر تبسم فرماتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ نعت خوانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشی ہوتی تھی بناء بریں عشاق کرام کو محافل نعت ومحافل سماع میں قصائد مدحیہ سن کر ان پر وجد ورقص کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وہ جھوم جھوم کر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء سنتے رہتے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانہ اقدس اور صحابہ کرام کے زمانہ میں اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ خوش آوازی خوش الحانی سے اشعار پڑھتے تھے صحابہ کرام میں سے کسی نے ان پر اعتراض اور انکار نہ کیا نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی تلاوت زبور کے وقت داؤد علیہ السلام کے سر اقدس پر پرندے بیٹھ کر ان کی حسین آواز سنتے رہتے تھے جب پرندوں میں یہ ذوق تھا تو اشرف المخلوقات حضرت انسان صاحب وجد و رقص کو یہ ذوق کیوں حاصل نہ ہو نیز اوقات سرور میں سماع سرور کے ازدیاد کی بنا پر نہایت مؤکد ہے مثلاً خوشی کے ایام عید اور عرس اور ولیمہ اور عقیقہ کے وقت میں اور بچے کی ولادت کے وقت ،مزامیر سے محفل سماع سجائی جائے تو گناہ نہیں بلکہ مباح ہے کیونکہ اس میں اظہار خوشی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینۃ المنورہ میں تشریف لانے پر بچیوں نے آمد رسول کے راستے میں کھڑے ہو کر اور چھتوں پر کھڑے ہو کر خوش الحانی سے دف بجا کر قصائد مدحیہ پڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا بلکہ متبسم ہو کر سنتے رہے یہ اظہار خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بنا پر تھی اور ایسی خوشی محمود ہے اور ایسی خوشی کا اظہار مدحیہ اشعار و نغمات و رقص سے محمود ہے۔

نیز صحیحین کی روایت میں ہے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اچانک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بی بی عائشہ صدیقہ کے پاس دو عورتیں ایام منیٰ میں دف بجا رہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا اوڑھ کر ظاہراً آرام فرما رہے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دف بجانے والی عورتوں کو زجر و توبیخ کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رخ انور سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا اے ابوبکر! ان عورتوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔اس سے ثابت ہوا خوشی کے اوقات میں دف بجا کر آلات مزامیر کے ذریعے قصائد مدحیہ سننا ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے کہ شارع علیہ

السلام سے سننا ثابت ہے بلکہ روکنے والے کو منع کرنا بھی ثابت ہے۔ بنا بریں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اہل ذوق حضرات کے لیے سماع بالمزامیر جائز ہے نیز حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ میرے پاس دو عورتیں دف بجا کر اشعار مدحیہ پڑھ کر گا رہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر سو گئے اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے زجر و توبیخ فرمائی ان دو عورتوں کے قصائد مدحیہ پڑھنے کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا آئے ابوبکر! ان دو عورتوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔

صحیحین میں ایسی احادیث مبارکہ نص صریح ہیں کہ ایام خوشی میں دف بجا کر مدحیہ اشعار پڑھنا حرام نہیں ایسے گانے اور دف بجا کر قصائد مدحیہ پڑھنے میں شارع علیہ السلام سے رخصت ثابت ہے نیز اگر دف بجانے والی عورتیں دف بجا کر مستورات کے سامنے شارع علیہ السلام کی موجودگی میں اشعار مدحیہ پڑھ سکتی ہیں تو مردوں کی محفل عرس میں قوال آلات سرود بجا کر اہل اللہ عشاق کرام کی کلام پیش کر کے قوالی کیوں نہیں کر سکتے؟

بنا بریں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں قوالی سینکڑوں برس سے اولیاء کاملین سے چلی آرہی ہے ہاں اگر شرائط ستہ کے ساتھ قوالی سنی جائے تو نہایت افضل و اعلیٰ ہے اور یہ شرائط ستہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی جلد ۶ صفحہ ۳۴۹ پر بیان فرمایا۔

شرائط ستہ:

۱۔ محفل سماع لغو و لہو سے پاک ہو۔ ۲۔ تقویٰ سے آراستہ ہو۔ ۳۔ محفل سماع میں بے ریش لڑکا نہ ہو کیونکہ بے ریش لڑکا مشابہ بالنساء ہو کر اشتہاء نفسانی کا سبب بن سکتا ہے اس سے پرہیز لازم ہے۔ ۴۔ نیز محافل سماع میں سب اہل دل ہوں۔ ۵۔ قوال کی

نیت میں اخلاص ہو، یعنی قوالی پر اجرت وغیرہ لینا اور صرف کھانے پینے کی نیت نہ ہو۔ ٦۔ لوگ طعام کھانے کی بناء پر جمع نہ ہوں بلکہ روحانی غذا حاصل کرنے کے لیے جمع ہوں نیز مغلوب الحال حضرات وجد و رقص کی حالت میں کھڑے ہوں نیز وجد و رقص سچے لوگوں سے ظاہر ہو، اس میں بناوٹ، ریاکاری، تصنع اور تواجد کا شائبہ نہ ہو ان شرائط سے مشروط قوالی از دیاد ذوق و محبت اور روحانی غذا کے حصول کا سبب ہے۔

اتصاف الفت واخوت:

عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ الفت و محبت اخوت اسلامی سے متصف تھے در حقیقت الفت، ثمرۂ حسن خُلق ہے کیونکہ حسن اخلاق سے الفت ،محبت ،مودت پیدا ہوتی ہے حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ وسیع الاخلاق بزرگ تھے عوام و خواص سے حسن اخلاق سے پیش آتے تھے بنا بریں عوام و خواص میں ان کی محبت قلوب میں پیوست تھی اور آپ میں بھی ہر ایک کی محبت پائی جاتی تھی آپ کی مجلس میں ہر حاضر ہونے والا ہمیشہ یہی اظہار کرتا تھا کہ حضرت کی میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے ان کے اس حسن اخلاق کو آج تک لوگ یاد کرتے ہیں اور آبدیدہ ہو کر کہتے ہیں کہ حضرت کا مجھ سے زیادہ پیار تھا۔

در حقیقت حسن خلق، باہمی محبت، الفت، موافقت قلبی پیدا کرتا ہے حسن خلق ایسی اعلیٰ صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا وانک لعلیٰ خلق عظیم اس خلق عظیم کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابہ کرام کے قلوب میں محبت موجزن تھی وہ سب آپ پر فریفتہ تھے اور آپ کے ہر حکم کی اطاعت میں سبقت کرتے تھے اور یہی حسن خلق کی بنا پر تھا۔ مریدین مشائخ کرام سے وابستہ رہتے ہیں بنا بریں سنی مسلک، عوام و خواص حضرت سراج اہلسنت

رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ تھے اور اب بھی ان کی روحانیت سے وابستہ ہیں۔

حسنِ خلق سبب دخول جنت ہے:

جس طرح ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ جنت میں اکثر لوگ تقویٰ اور حسن خلق کی بنا پر داخل ہوں گے حضرت موصوف رحمۃ اللہ تقویٰ اور حسن خلق کی بناء پر یقیناً جنتی ہیں اور ان کی روح مقدسہ اعلیٰ علیین میں موجود ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھارے محاسن اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حسن اخلاق کی تکمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان کرم سے ہورہی ہے اس کرم کی بنا پر آپ کی حیات مستمرہ بھی ثابت ہوئی بنا بریں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی برحق ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میزان میں جو بھاری (وزنی) چیز رکھی جائے گی وہ حسن خلق ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمام اعمال صالحہ ایک طرف اور حسن خلق کی نعمت ایک طرف۔

بنا بریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ تجھ پر حسنِ خلق لازم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنِ خلق کیا ہے؟ فرمایا جو تجھ سے قطع تعلقی کرے تو اس سے ملاپ پیدا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر اور جو تجھے اپنی نعمت سے محروم رکھے تو اس کو عطا کر اس حسن خلق کی وضاحت پر ہر مومن مسلمان کو عمل کرنا چاہیے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس میں میرے لیے تم سے زیادہ قریب زیادہ حسن اخلاق والا ہے معلوم ہوا حسن اخلاق سبب قرب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نیز کوشش کرنا چاہیے کہ نیک صالح دوست ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا اراداہ کرتا ہے اس کو اچھا دوست عطا کرتا ہے ایک دن حضرت ابو ادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا میں تجھ سے اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں انھوں نے اس کو فرمایا تجھے خوش خبری ہے پھر تجھے خوش خبری

ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے اردگرد لوگوں میں سے ایک زمرہ کے لیے کرسیاں بچھائی جائیں گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی روشنی جیسے ہوں گے باقی لوگ گھبرائیں گے وہ نہیں گھبرائیں گے باقی لوگ خوف زدہ ہوں گے ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ اولیاء اللہ ہوں گے جن پر نہ خوف ضرر ہے اور نہ حزن آخرت ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا یہ لوگ اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں سے محبت کرنے والے ہوں گے نیز فرمایا عرش کے اردگرد نور کے منبر بچھائے جائیں گے ان پر ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے جن کا نوری لباس ہوگا اور ان کے چہرے نورانی ہوں گے وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء۔ ان پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام رشک کریں گے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہمارے لیے وصف بیان فرمائیں فرمایا وہ اللہ کی رضا کے لیے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ کی رضا کے لیے نیک مجالس میں بیٹھنے والے ہوں گے۔

اس تفصیلی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا پر فقیر امید کرتا ہے کہ عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اس پاک زمرہ سے ہوں گے انشاء اللہ وہ منبر نور پر نظر آئیں گے اور ان کا چہرہ اقدس نورانی نظر آئے گا۔

سات قسم کے حضرات کے لیے سایۂ رحمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات اشخاص ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا:

۱۔ بادشاہ عادل ۔۲۔ وہ نوجوان جن کا شب و روز اللہ کی عبادت میں گزرے ۔۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد شریف سے معلق رہے مسجد سے نکلے تو پھر مسجد میں لوٹ آئے ۔۴۔ دو مرد جو اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کریں۔ ۵۔ وہ شخص جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہتے رہیں۔ ۶۔ وہ شخص جس کو حسین و

جمیل عورت بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ کا خوف کرتا ہوں ۔ ۷۔ وہ شخص جو صدقہ وخیرات کرے اور چھپائے حتی کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ لگے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ۔ عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ میں ان سات مذکور حضرات کی صفات موجود تھیں بنابریں انشاء اللہ وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہونگے ۔

ا۔ آپ میں علی وجہ الاتم عدل وانصاف پایا جاتا تھا ۔ ۲۔ آپ نوجوانی میں بھی اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے چنانچہ پنجگانہ نماز فرائض کی پابندی کے علاوہ نوافل تہجد کے بھی پابند تھے ۔ ۳۔ آپ کا دل مسجد سے وابستہ رہتا تھا چنانچہ مسجد مستری کمال الدین متصل ریلوے روڈ خان پور میں تقریباً ساٹھ سال تک امامت نماز جمعہ فرمائی اور چالیس سال تک پنجگانہ نماز کی امامت بھی فرمائی یہاں تک کہ نماز عصر پڑھانے تشریف لے جاتے تو نماز عشاء پڑھا کر کثیر ذکر رسول فرما کر تقریباً بارہ بجے رات کو مدرسہ عربیہ سراج العلوم میں واپس تشریف لاتے اس قدر طویل عرصہ تک زندگی کے آخری جمعہ پڑھانے تک آپ کا دل خدا کے گھر مسجد شریف سے وابستہ رہا ۔ ۴۔ آپ کی ہر سنی بھائی سے محبت للہ تھی ۵۔ بوقت سحر خلوت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اللہ تعالٰی کے حضور میں گریہ وزار رہتے تھے اور یہ آپ کا روزمرہ کا معمول تھا ۔ ۶۔ آپ کی نظر کسی غیر کے حسن وجمال پر ہرگز نہ رہی وہ جمال محمدی کے دیدار میں ہر وقت مست رہتے تھے ۔ ۷۔ آپ خفیہ طور بہت صدقہ وخیرات وعطیات عطا فرماتے تھے آپ کے بائیں ہاتھ کو کبھی علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے ۔ صدقہ خیرات کے علاوہ آپ مہمان نوازی پر بہت خرچ کیا کرتے تھے کثیر مہمانوں کے آپ میزبان ہوتے تھے اور مہمانوں کو اچھا کھانا کھلاتے تھے یہ بھی آپ کا ہمیشہ معمول رہا ان اوصاف حسنہ کی بنا پر اللہ کی رحمت پر امید کاملہ ہے کہ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ قیامت کے دن اللہ کے سایہ رحمت ہوں گے ۔

حضرت سراج اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا ہر مسلمان بھائی کی زندگی اور اس کی وفات کے بعد اس کے لیے دعا فرمانا:

کیونکہ ان کو اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنے مسلمان بھائی کے لیے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اسی طرح ہو حضرت موصوف رحمۃ اللہ جن کلمات طیبات سے مسلمان بھائیوں کے لیے پس پشت دعا فرماتے تھے۔ جس مسلمانوں کو ان کے دعائیہ کلمات سے نفع پہنچتا وہی نفع آپ کو بھی حاصل ہوتا تھا۔

نیز حضرت موصوف کو جس آدمی کی موت کی خبر پہنچتی آپ اس کے لیے دعائے مغفرت فرماتے۔ کیونکہ جو مسلمان بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے اس کے نامہ عمل میں لکھا جاتا ہے کہ گویا یہ شخص اس کے جنازے میں حاضر ہوا اور اسکی نماز جنازہ پڑھی۔

اہل قبور کو نفع دعاء:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے فرمایا میت کی قبر میں غرق ہونے والے کی مثال ہے جس طرح دریا میں غرق ہونے والا سہارا تلاش کرتا ہے یہ قبر والا بیٹے یا والد یا بھائی یا رشتے دار کی دعا کا انتظار کرتا ہے۔ چونکہ اہل قبور پر زندوں کی دعا سے پہاڑوں کی مثل بلند و بالا انوار نظر آتے ہیں۔

نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد از وفات میت کے لیے دعا جائز ہے اور دعا اس کا سہارا بنتی ہے بنا بریں اس کے بیٹے یا والد یا بھائی یا رشتے دار کو اس کے لیے ایصال ثواب کرنا چاہیے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل قبور قبر میں ورثاء کی دعا کا انتظار کرتے ہیں انکا دعا کی انتظار کرنا ان کی برزخی زندگی کی بیّن دلیل ہے۔

بنا بریں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا نیک صالح مومن صحیح العقیدہ کو ہم قبر میں ضرور پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا اغلا مان مصطفیٰ کے لیے حیات برزخیہ برحق ہے بعض اسلاف فرماتے ہیں کہ زندوں کی دعا اہل قبور کے لیے زندوں کے ہدایا کی مثل ہے۔

یعنی دعا ان کے لیے بہت بڑا تحفہ ہوتا ہے،

فرشتہ میت کی قبر میں اس کے پاس داخل ہوتا ہے اس کے پاس نور کا طشت ہوتا ہے اس پر نوری رومال ہوتا ہے فرشتہ اہل قبر کو کہتا ہے کہ یہ تیرے لیے تیرے فلاں بھائی یا رشتہ دار کی طرف سے تحفہ ہے تو وہ قبر والا اس تحفہ کے ساتھ خوش ہوتا ہے جس طرح زندہ کسی کا ہدیہ لے کر خوش ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ایصال ثواب دعائے مغفرت جائز عمل ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ میت کی قبر میں داخل نہ ہوتا اور اس کے ساتھ نور کا طشت اور رومال بھی نہ ہوتا اور یہ تحفہ ہدیہ بھی پیش نہ کرتا اور وہ میت قبر میں خوش نہ ہوتا۔

معلوم ہوا ایصال ثواب ایسا احسن عمل ہے کہ اس کے ایصال ثواب کے کلمات طیبات کے ثواب کو ایسے نور کے طشت میں رکھ کر نوری رومال سے ڈھانپ کر اس اہل قبر کو تحفہ ثواب پیش کیا جاتا ہے۔

الحمدللہ یہ احسن طریقہ ایصال ثواب ہم اہلسنت جماعت کو حاصل ہے۔

حضور سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ تا حیات اہل قبور کو علی الترتیب ایصال ثواب کرتے رہے ، مثلاً اولاً رسول اللہ کی ذات گرامی کو تحفہ ایصال ثواب پیش کرتے تھے ، ثانیاً ارواح انبیاء علیھم السلام ثالثاً ارواحِ صحابہ کرام مع خلفائے راشدین ، رابعاً اہلبیت

اطہار، خامساً آئمہ مجتہدین، سادساً تمام ارواح اولیاء کاملین اور سابعاً تمام اموات خویش واقارب اور ثامناً تمام مومنین مومنات کوثواب پیش کرتے تھے۔

جس طرح حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں اس ترتیب سے ایصال ثواب فرماتے رہے، ان کے وصال شریف کے بعدان کی روحِ پُرفتوح کوہم اور حضرت کے مریدین معتقدین متوسلین شاگرد درشاگرد ایصال ثواب کر رہے ہیں انشاء اللہ یہ ایصال ثواب قیامت تک جاری رہے گا۔

حقوق ہمسائیگان: احیاءالعلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۲۔

سراپا محبت حضرت سراج اہلسنت تمام ذی حقوق کے حقوق کے پاسدار تھے، یہاں تک کہ آپ کے قرب وجوار میں رہنے والے ہمسائیگان کے ساتھ نہایت حسن سلوک تھا، کیونکہ وہ متجر عالم دین ہوتے ہوئے احادیث مبارکہ حقوق کی پاسداری کاعلم رکھتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمسائیگان کے حقوق تین قسم ہیں (1) وہ ہمسایہ جس کا ایک حق ہے (2) وہ ہمسایہ جس کے دوحق ہیں (3) وہ ہمسایہ جس کے تین حقوق ہیں، جس ہمسایہ کے تین حقوق ہیں یہ وہ ہمسایہ مسلمان قریبی رشتہ دار ہے اس کا ایک حق ہمسایہ ہونے کا ہے اور دوسراحق اسلام کا اور تیسراحق قریبی رشتہ داری کا ہے، اور جس ہمسایہ کے دوحق ہیں وہ ہمسایہ مسلمان جس کا ایک حق ہمسائیگی کا اور دوسراحق اسلام کا ہے اور وہ ہمسایہ جس کا ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے جس کا صرف ایک حق ہمسائیگی کا ہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ مسلمان ہمسایہ اور قریبی مومن رشتہ دار ہمسایہ کا بہت احترام کرتے تھے۔

کیونکہ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی گئی کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو قیام کی حالت میں عبادت الٰہی کرتی ہے اور اپنے ہمسایہ کو اذیت دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عورت دوزخ میں ہے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جو شخص دن کو نفلی روزے رکھے اور رات کو عبادت کرے لیکن ہمسایہ کو اذیت دے وہ جہنم کا مستحق ہے ایسے شخص کے لیے نفلی فرضی روزے رات کی عبادت کوئی فائدہ مند نہیں۔

نیز حدیث شریف میں ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے ہمسایہ کی شکایت پیش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا صبر کرو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی ہمسایہ تکلیف دے، تنگ کرے تو اس پر صبر کرنا چاہیے نہ کہ مقابلہ، بیشک حق کڑوا ہے لیکن اس کا ثمرہ میٹھا ہے اسی طرح صبر برداشت کرنا نہایت مشکل ہے لیکن اس کا صلہ من اللہ عظیم صلہ ہے۔ عظیم صلہ اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت صابرین کے ساتھ ہے۔

نیز جس کے ساتھ معیت خدا ہے اسی کے ساتھ معیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے چونکہ آنِ واحد کے لیے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی ذات سے جدا نہیں۔

تفصیل حق ہمسایہ: احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۳۔

(1) ہمسائے سے سلام میں سبقت کرے (2) اس کے ساتھ طویل کلام نہ کرے

تاکہ باعث نزع نہ ہو(3)اور اس کے حالات سے بار بار سوال نہ کرے(4)اگر ہمسایہ بیمار ہو تو اسی کی عبادت کرے(5)اگر وہ مصیبت زدہ ہو اس کے ساتھ افسوس کرے(6)اور مصیبت میں ہمدردی کرتے ہوئے اس کے ساتھ کھڑا رہے(7)اس کی خوشی میں اسی کو مبارک باد دے(8)اور خوشی میں اس کا شریک رہے(9)اس کی لغزشوں کو درگزر کرے(10) چھت پر کھڑے ہو کر اس کے صحن میں نگاہِ نہ کرے (11)اپنی دیوار پر اس کا شہتیر رکھنے میں اس کو تنگ نہ کرے(12)اس کے گھر تک گزرنے کے راستہ میں تنگی نہ کرے یعنی اسکی راہ گزر کو بند نہ کرے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا حق کیا ہے؟ جواباً فرمایا اگر وہ تجھ سے مدد مانگے تو تو اس کی مدد کر اور اگر تجھ سے قرض مانگے تو تو اس کو قرض دے اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کر اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ ادا کر اور اگر اس کو کوئی فائدہ خیر پہنچے تو تو اس کو مبارک پیش کر اور ہمسائے کے درمیان ایسی عمارت نہ بنا کہ اسکی ہوا رک جائے اور ہمسائے کی اجازت اور مشورے سے عمارت بنا تاکہ اسکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اگر تو کوئی پھل وغیرہ خرید کرے تو تو اس کو ہدیتاً پیش کر۔

قریبی رشتہ داروں کے حقوق: احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۵۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پسند کرے کہ اسکی عمر طویل ہو اور اسکے رزق میں کشادگی ہو تو وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ طوالت عمر اور وسعتِ رزق خوفِ الٰہی اور صلہ رحمی سے

ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ لوگوں میں
سے کون افضل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا اور رشتہ داروں سے زیادہ صلہ
رحمی کرنے والا در حقیقت خوفِ الٰہی ہر گناہ کی رکاوٹ ہے اللہ تعالیٰ سے خوف کرنے
والا کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کرسکتا اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے والا جھگڑے فساد
سے محفوظ رہتا ہے ان دونوں خوبیوں سے متصف شخص کے لیے بہت بڑی کامیابی ہے
ایک روایت میں ہے کہ طاعتِ الٰہی میں زیادہ جلدی ثواب صلہ رحمی میں مضمر ہے ایک
روایت میں ہے مساکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ کرنے کا ثواب ہے اور رشتہ داروں
پر صدقہ کرنا دو صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے فضائل میں سے زیادہ فضیلت یہ ہے کہ جو تم سے قطع تعلق
کرے تو اسکے ساتھ زیادہ ملاپ کرے اور جو تجھ کو زیادہ عطیات سے محروم رکھے تو اس
کو عطا کرے اور جو تجھ پر زیادتی کرے تو اسکو درگزر کرے۔

الحمد للہ علی احسانہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ حقوقِ ہمسائیگان، حقوق رشتہ
داروں کی بہت زیادہ پاسداری کرتے تھے اور یہ تمام لوگ ان سے خوش تھے۔

حقوق والدین اور حقوق اولاد: احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا حسن سلوک
سے پیش آنا، نماز، صدقہ، روزہ اور حج وعمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے چونکہ
والدین کی اطاعت اور خوشی میں نماز، صدقہ، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی
قبولیت ہے ورنہ قبولیت نہیں نیز حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے والدین کو راضی کرتے ہوئے صبح کی اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جس نے والدین کو راضی کرتے ہوئے شام کی ،تو اس کے لیے بھی اسی طرح انعام ہے اور جس نے والدین کو ناراض کرتے ہوئے صبح کی تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جس نے والدین کو ناراض کرتے ہوئے شام کی اس کے لیے بھی اس طرح ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آئے گی لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس کی خوشبو کو نہ پائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! جس نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی اور میرے کسی حکم و میری نافرمانی کی تو میں اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہوں اور جس نے میری اطاعت کی اور اپنے والدین کی نافرمانی کی میں اس کو نافرمان لکھ دیتا ہوں۔ والدین کے نافرمان لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ والدین کا انتہائی ادب کرتے تھے۔ چنانچہ فقیر نے بارہا دیکھا کہ وہ اپنی والدہ محترمہ کا بہت زیادہ احترام کرتے ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ ادباً ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گفتگو کرتے تھے کبھی کبھی ان کے قدمین پر سر رکھ کر دعا لیتے تھے فقیر کی دادی صاحبہ مرحومہ مغفورہ ان کو بہت دعائیں دیتی تھی جن کی ادعیہ صالحہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا رتبہ عطا فرمایا عظیم عالمِ دین عاشق رسول بنایا اور عوام خواص میں مقبولیت پیدا فرمائی اسی طرح اپنے بڑے بھائی صاحب مرحوم و مغفور کا بہت بڑا احترام کرتے تھے ان کے بھی ہر حکم کی اطاعت کرتے تھے ان کو

اپنے والد گرامی کا قائم مقام سمجھتے تھے کیونکہ حضرت کے والد گرامی وصال فرما چکے تھے جبکہ آپ کی عمر اس وقت 3 سال تھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے جیّد حافظ قرآن اور عالمِ دین بننے کا سبب میرے بڑے بھائی صاحب ہیں ان کی پرورش اور تربیت کی بنا پر میں نے یہ علمی مقام حاصل کیا بنا بریں یہ میرے والد گرامی کے قائم مقام ہیں۔ان کا ادب ان کا احترام اور تعمیلِ حکم مجھ پر ہمیشہ لازم ہے۔

فوت شدہ والدین کے حقوق:

احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۷: حضرت مالک بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک شخص قبیلہ بنی سلمہ سے آیا عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کیا مجھ پر میرے والدین کا حق باقی ہے جو ان کی وفات کے بعد ادا کروں فرمایا ہاں، ان کی وفات کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کرنا اور بارگاہِ الٰہی میں ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا والدہ کی دعا جلد قبول ہوتی ہے

احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۷: رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدہ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے عرض کی آئے اللہ کے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم اس طرح کیوں؟ فرمایا یہ والد سے زیادہ رحم دل ہوتی ہے نیز رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد پر والد کا یہ حق ہے کہ وہ اس کا نہایت اچھا ادب کرے۔

جہاد فی سبیل اللہ سے والدین کی اطاعت کا افضل ہونا: احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۲۱۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن سے ایک شخص ہجرت کر کے بارگاہِ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور جہاد کا ارادہ کر کے آیا رسول اللہ

صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا یمن میں تیرے والدین زندہ ہیں عرض کی ہاں کیا انہوں نے تمہیں ہجرت کی اجازت دی ہے عرض کی نہیں فرمایا تو اپنے والدین کے پاس واپس جا اوران سے اجازت طلب کر اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کر ورنہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کر یہ سب سے بہتر ہے اس سے ثابت ہوا کہ والدین کی اجازت کے بغیر ہجرت اور جہاد کا ارادہ درست نہیں ان کی خدمت ثوابِ جہاد سے بہتر ثواب ہے۔اسی طرح ایک شخص بارگاہِ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا وہ جہاد میں آپ سے مشورہ کرنے لگا آپ نے دریافت فرمایا کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ عرض کی ہاں فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر کیونکہ جنت اسکے قدموں میں ہے اسی طرح ایک اور شخص حاضر ہوا جو ہجرت کا طالب تھا دریافت فرمایا اس نے عرض کی میں اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں فرمایا ان کے پاس واپس چلا جا اوران دونوں کو ہنسا جس طرح ان کو روتا چھوڑا ہے اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے اس کی خدمت سے جنت ملے گی نیز والدین کو رُلانا ہرگز جائز نہیں بلکہ ان کو مسرور رکھنا نہایت ضروری ہے۔

فضیلت شب بیداری

عاشق رسول حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ از زمانہ شباب تا سنِ پیری شب بیدار تھے سفر وحضر عرب وعجم میں نصف حصہ رات میں نوافل تہجد کے پابند تھے نوافل کی ادائیگی کے بعد وہ بارگاہِ الٰہی میں کثیر تعداد ذکر بالجہر کے عادی تھے اور گریہ زار ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کثیر الاستغفار تھے اوراس گریہ زاری کی حالت میں امت مسلمہ کے لیے دعا فرماتے تھے اور بار بار حاضری حرمین شریفین کے لیے بھی دعا کرتے تھے اور بوقت سحر استجابت دعا یقینی ہوتی ہے۔

بنابریں ان کو پانچ مرتبہ حج کی سعادت کی صورت میں حاضری حرمین شریفین نصیب

ہوئی

پہلا حج ۱۹۴۱ء دوسرا حج ۱۹۴۵ء تیسرا حج ۱۹۴۸ء چوتھا حج ۱۹۵۱ء پانچواں حج ۱۹۶۱ء میں ادا فرمایا یہ ان کی استجابتِ دعا کی بیّن دلیل ہے وہ شب بیدار اس لیے تھے کہ ان کو شب بیداری کی فضیلت کا علم احادیث مبارکہ کی روشنی میں حاصل تھا۔

احیاء العلوم جلد ۵ صفحہ ۱۸۲:۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے بعض انبیاء علیھم السلام کو وحی کی کہ میرے ایسے بندے ہوں گے جو مجھ سے محبت کریں گے اور میں ان سے محبت کروں گا اور وہ میرے مشتاق رہیں گے اور میں ان کا مشتاق رہوں گا اور وہ میرا ذکر کریں گے اور میں ان کو یاد کروں گا اور میری طرف محبت کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور میں ان کو دیکھوں گا یہ شب بیدار لوگوں کے لیے پیغامِ مسرت ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی نے فرمایا رات میں عبادت کرنے والے عبادت گزار کو بہت زیادہ لذتِ عبادت حاصل ہوتی ہے بعض عرفاء نے فرمایا دنیا میں کوئی ایسی شئے نہیں جو جنت کی نعمتوں کے مشابہ ہو مگر وہ عابدین جو رات کو اپنے قلوب میں لذتِ مناجات، حلاوتِ مناجات پاتے ہیں اور بعض عارفین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بوقت سحر بیدار ہونے والے مومنین کے قلوب کو نور سے بھر دیتا ہے اور ان کے قلوب کو روشن کردیتا ہے اور ان کے قلوب سے فوائد پھیل جاتے ہیں نیز مرید صادق جب رات میں خلوت کی حالت میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو اس رات کے انوار دن کے اجزاء میں پھیل جاتے ہیں نیز ایک حدیث شریف میں ہے جو شخص رات کو نوافل نماز ادا کرتا ہے دن کو اس کا چہرہ روشن ہوتا ہے اور اس کا نور قلب اس کے چہرے کی روشنی سے ظاہر ہوتا ہے بناء بریں حضرت سراج اہلسنت کا چہرہ اقدس نہایت روشن تھا اسی طرح ان کا قلب اطہر بھی نیز شب بیدار مومن کے دل کا شیشہ اللہ کے نور اور نور یقین کے نور سے روشن ہوتا ہے اور اس کے دل کا شیشہ روشن ستارے کی طرح روشن

ہو جاتا ہے اور اس کے شیشے کے انوار قالب کے چراغ دان میں منعکس ہوتے ہیں اور اس کا قالب انسانی بھی روشن ہوتا ہے اور اس کا قلب نار نور سے نرم ہو جاتا ہے۔

قیام لیل پر اسباب کا مدد گار ہونا: (احیاء العلوم جلد ۵ صفحہ ۱۸۳)

اس صورت میں کہ بندہ غروب شمس سے تجدید وضو کے ساتھ قبلہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر نماز مغرب کے لیے منتظر ہو کر بیٹھتا ہے ذکر الٰہی میں قبل از نماز شاغل رہتا ہے تسبیح واستغفار اس کی زبان پر جاری رہتی ہیں اسی طرح نماز عشاء تک بیٹھا رہتا ہے فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ مغرب اور نماز عشاء کے درمیان اس ذکر و اذکار کی بنا پر اس کا باطن میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔

بعض عابدین کا ایک رات میں تین بار مستحب غسل کرنا:

(احیاء العلوم جلد ۵ صفحہ ۱۸۳)

بعض فقراء میں سے ایک فقیر کے لیے حکایت بیان کی گئی ہے کہ وہ خراسان میں رہتا تھا ایک رات کے لیے تین بار غسل کرتا تھا ایک رات کے آخری حصے میں اور دوسری بار نیند سے بیدار ہونے کے بعد وسط رات میں اور تیسری مرتبہ فجر کی نماز سے قبل غسل کرتا تھا یہ اس بندہ خدا کا تقویٰ ہے اور بعض حضرات کو نماز تہجد کے لیے روزمرہ غسل کرتے دیکھا گیا ہے اور اس تقویٰ کی بنا پر حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بھی اس پر عمل پیرا تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وہ لوگ جو اپنے رب کے لیے سجدہ و قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں نیز فرمایا صبر اور نماز سے استعانت کرو یعنی مجاھدہ نفس کے لیے رات کی نماز سے مدد حاصل کرو یعنی رات کی نماز نفس امارہ سے جہاد کرنے کا سبب

ہے جس کے باعث نفس امارہ مرجاتا ہے اور نفس مطمئنہ زندہ ہو جاتا ہے نیز حدیث شریف میں ہے کہ تم پر رات کا قیام لازمی ہے کیونکہ یہ تمھارے رب کو پسند ہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور شیطان کے مکر کو دور کرنے کا سبب ہے اور حسد کی بیماری کو دور کرنے کا سبب ہے بعض جماعت صالحین پوری رات کا قیام کرتے تھے چالیس تابعین کرام سے منقول ہے کہ وہ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے ان میں سے حضرت سعید بن مسیّب ، فضیل ابن عیاض اور وھیب بن فرات اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار اور حضرت حبیب عجمی اور کہمس بن منہال اور ابو حازم، محمد بن منکدر اور حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم ہیں نیز اگر کوئی پوری رات کے قیام سے عاجز ہے تو اس کے لیے دو حصہ یا ایک حصہ رات کا قیام مستحب ہے کم از کم چھٹا حصہ رات یا پہلی تہائی رات سو جائے اور نصف رات میں قیام کرے اور آخری چھٹا حصہ سو جائے یا پہلا آدھا حصہ رات سو جائے اور تیسرا حصہ رات قیام کرے یا چھٹا حصہ رات سو جائے ایک روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میں محبت کرتا ہوں کہ میں تیری عبادت کروں تو میں کس وقت میں قیام کروں تو اللہ نے ان کو وحی فرمائی اے داؤد نہ اول حصہ رات نہ آخری حصہ رات اٹھ ،لیکن تو درمیان حصہ رات اٹھ اور میرے ساتھ خلوت میں بیٹھ اور میں تیرے ساتھ خلوت میں موجود ہوں گا اور تیری حاجات کی حاجت روائی کروں گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی گئی کہ ایک عورت رات کو نماز پڑھتی ہے جب اس کو نیند غالب ہوتی ہے تو پہاڑ سے لٹک جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا تم میں سے تھوڑی نماز پڑھے جو کچھ اس کو آسان ہو اور جب اس پر نیند غالب ہو تو سو جائے۔ان فضائل شب بیداری کو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بخوبی جانتے تھے بنابریں وہ شب بیدار اللہ کے عبادت گزار تھے۔

شیخ کریم کا ادب:

حضرت سراج اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت ولی ابن ولی کامل ابن کامل، قلندر وقت، حضور حضرت خواجہ دُر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت خواجہ دریا پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب واحترام اس معیار کا کرتے تھے جو ادب شیخ بحرالعلوم حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے (احیاء العلوم جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ تا صفحہ ۲۰۳) پر بیان فرمایا کہ مرید شیخ طریقت کی پاک مجلس میں بلند آواز نہ کرے اور شیخ وقت کے حکم کی انتظار کرے اور شیخ وقت کے حکم کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھے اور شیخ کے سامنے مرید کو کوئی اختیار نہ ہو کیونکہ اختیار کلی شیخ کریم کو ہوتا ہے اور اپنی ذات و مال میں تصرف نہ کرے جب تک کہ شیخ کی بارگاہ میں رجوع نہ کرے ان ہی ہدایات پر حضرت سراج اہلسنت عمل پیرا تھے اور ایسا ادب ان کے قلب مقدس میں موجزن تھا۔

نیز سفر میں شیخ طریقت سے آگے سبقت بھی نہ کرنی چاہیے جس طرح ایک روایت ہے کہ حضرت ابوالدرداء صحابی رسول فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تو اس کے آگے چل رہا ہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے تو شیخ طریقت مرشد کریم ہر مرید سے دنیا و آخرت میں افضل واعلیٰ ہے لہذا کوئی مرید سفر میں شیخ طریقت سے آگے سبقت نہ کرے نیز ادب کا تقاضہ ہے کہ شیخ کی مجلس میں مرید ساقط رہے کوئی گفتگو نہ کرے جب تک شیخ حکم تکلم نہ فرمائے کیونکہ شیخ مریدین کے حال قلوب کو جانتا ہے جس طرح امام شعرانی عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات کبری شریف میں فرمایا کہ جب تم اہل صدق اولیاء کاملین کی مجلس میں بیٹھو تو صدق قلبی سے بیٹھو کیونکہ وہ تمھارے قلوب کے حالات کو جانتے ہیں تمھارے قلوب میں داخل ہو جاتے ہیں اور باہر بھی تشریف فرما ہوتے ہیں بنا بریں شیخ کامل کی مجلس

میں خاموش ہو کر باادب بیٹھنا نہایت بہتر اور مفید تر ہے

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کریم کی مجلس میں اسی ادب و آداب سے حاضر رہتے تھے درحقیقت مرید شیخ کی مجلس میں اس طرح بیٹھے جس طرح ساحل سمندر پر بیٹھا ہے ساحل سمندر پر بیٹھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ رزق عطا کرتا ہے تو مرید شیخ کامل کو سمندر معرفت تصور کرے اور اس سے کثیر رزق روحانی کی امید کامل رکھے۔

درحقیقت شیخ کامل مریدین کیلیے امین الہامات ربی ہے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی میں خیانت سے پاک تھے اسی طرح شیخ کامل بھی الہام ربی میں خیانت سے پاک ہے اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے تھے بلکہ الہامات ربی کا اظہار کرتا ہے کیونکہ شیخ کامل ظاہراً و باطناً مظہر رسول اور آئینہ رسول ہے۔تو شیخ کامل کی بارگاہ اقدس میں مرید کا حسن ادب سکوت ہے تاکہ شیخ کامل اس کے باطن پر مطلع ہو کر قولاً فعلاً اس کی اصلاح کرے۔ نیز مرید کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ شیخ کی منزل سے اوپر کی منزل طلب کرے بلکہ شیخ کامل کو منزل عالی حاصل ہوتی ہے مرید منزل شیخ سے اوپر کوئی منزل حاصل نہیں کر سکتا نیز بعض عرفاء نے فرمایا کہ تصوف ادب ہی ادب ہے ہر وقت میں ہر حال میں ہر مقام میں ادب ہے جس نے ادب کو لازم کیا وہی منزل مقصود تک پہنچا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایسے ادب کے حامل تھے لہذا وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچے ہوئے تھے نیز مرید پر لازم ہے کہ وہ مجلس شیخ میں بلند آواز نہ کرے اور ہنسی اور کثرت کلام بھی نہ کرے مگر جس وقت شیخ اس کو اجازت دے اور مرید کے لیے ضروری ہے اور اگر اس کو حال شیخ سے کسی قسم کی تسلی نہ ہو اور اشکال پیدا ہو تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ خضر علیہ السلام سے یاد کرے کہ جب خضر علیہ

السلام نے چند افعال کیے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا صاحب شریعت ہونے کی بناء پر اور خضر علیہ السلام نے اس کا راز ظاہر کیا علم لدنی کی بنا پر تو موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض سے رجوع کر لیا بنابریں مرید شیخ کے کسی فعل پر اعتراض نہ کرے کیونکہ مرید کو شیخ کے اس فعل کی حقیقت کا کوئی علم نہیں، شیخ اس فعل کی حکمت کو بہتر جانتا ہے ایسے واقعات میں مریدین کو خاموش رہنا بہتر ہے اور تمنا رکھے کہ شیخ کریم اس کی حکمت واضح فرمائیں تو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایسے باادب حضرات میں شمار کیے جاتے تھے نیز ادب شیخ میں سے ہے کہ شیخ کا مصلیٰ مرید اپنے لیے نہیں بچھا سکتا ہاں اگر نماز کا وقت ہو اور شیخ مرید کو حکم امامت فرمائے تو مرید اس مصلیٰ پر نماز پڑھا سکتا ہے اور اکثر اولیاء کرام علماء مریدین کو نماز کے وقت امامت کا حکم فرماتے آئے ہیں اور اب تک بھی یہی طریقہ رائج ہے نیز ادب شیخ میں سے ہے کہ مرید اپنا حال شیخ کامل پر نہ چھپائے اظہار کر دے تو درست ہے اور اگر شیخ کامل اس کے دل کے حال کا اظہار کر دیں تب بھی وہ مالک ہیں۔

حضور دریاک رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر مریدین کے ہر حال کا اظہار کر دیتے تھے اور جو کسی کی مشکل ہوتی تھی اس کی مشکل کشائی فرما دیتے تھے چنانچہ مریضوں کا بے اولادوں کا، حیوانات کا، فرمان اور دعا سے علاج ہو جاتا تھا اور ہر مرید اپنی مراد پا لیتا تھا اور شب و روز کرامات کی بارش ہوتی تھی۔ اب شیخ کامل نہ دیکھا گیا ہے نہ دیکھا جائے گا میری اور میرے والد گرامی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت خوش بختی ہے کہ ہماری بیعت طریقت ایسے شیخ کامل، قلندر وقت رحمۃ اللہ علیہ سے ہے نیز ادب شیخ سے ہے کہ مرید دینی یا دنیوی امور میں شیخ کریم سے ہم کلام ہونے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ شیخ کامل اس کی کلام سننے پر تیار

ہیں یہ اس لیے ضروری ہے کہ کلام کی عجلت میں اگر شیخ ناراض ہو گئے تو مرید کی عاقبت خراب ہونے کا خطرہ ہے اس لیے رضائے شیخ نہایت ضروری ہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا وجودی ہونا:

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ توحید وجودی کے قائل تھے ان کے اکثر خطابات میں وحدت الوجود کا درس ہوتا ہے اکثر و بیشتر کلام فرید یعنی دیوان فرید پڑھ پڑھ کر مسئلہ وحدت الوجود ثابت کرتے تھے کہ ایک کا وجود اور موجود ہونا ہے ۔تعینات کا وجود کالعدم اور عارضی وجود ہے چونکہ تعینات کے وجود کی مثل حباب بحر ہیں اصل وجود بحر کا ہے حباب کا نہیں جب بحر کو موج ہوتی ہے تو حباب معدوم ہو جاتے ہیں ہاں تعینات اس کے مظاہر وعکوس ہیں ان سب میں اصل ظہور ذات حق کا ہے ہاں وجود مطلق میں جب تنزل کا ارادہ فرمایا تو تنزلات ستہ، مراتب ستہ میں ظہور فرمایا اولاً وجود مطلق، جہاں صفات واسماء کا تصور نہیں، یہ مرتبہ احدیت ہے، ثانیا تعین اول، جس کو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الثناء والتحیۃ کہتے ہیں اس میں ظہور فرمایا اس کا نام مرتبہ وحدت ہے اور وحدت کثرت کا مبداء ظہور ہے یعنی کثرت کائنات میں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا کے جلوؤں کا ظہور ہے لیکن۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو نظر آئے کیا وہ کیا دیکھے

ثالثاً تعین انسان میں تنزل فرمایا اس کا نام مرتبہ واحدیت ہے۔

رابعاً عالم ارواح میں تنزل اور ظہور فرمایا۔

خامساً عالم مثال میں تنزل اور ظہور فرمایا۔

سادساً حضرت انسان میں ظہور فرمایا جس طرح امام العارفین حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں فرمایا کہ حضرت انسان ظاہراً

مخلوق ہے اور اس کا باطن ذات حق کا مظہر ظہور ہے۔

سابعاً عالم اجسام میں تنزل اور ظہور فرمایا ان تمام مراتب میں وجود مطلق کا ظہور ہے ایسی توحید، توحید حق ہے۔

سید العاشقین ، امام العارفین ، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف نے اپنے اردو کلام میں اس کی وضاحت فرمائی کہ

ایک داں ہوں ایک خواہ ہوں ایک جو ہوں ایک گو

سب میں اس کو دیکھتا ہوں غیر سے مطلب نہیں

یہی خاصہء نگاہ فرید ہے کہ ہر ایک میں اس ایک کو دیکھتے ہیں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایسے حضرات سے فیض یافتہ تھے دیوان فرید کی وضاحت بالقرآن کے ماہر تھے اور حضرت کی کلام پڑھ کر ہمہ اوستی تھے ہمہ اوست ہی فریدی سبق ہے۔

ایسے حضرات ایسے مشائخ کرام کی صحبت میں ہمہ اوستی بنے ہیں ہمہ اوستی نگاہ میں غیر کا تصور ہی نہیں غیر نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا ایسا سبق کلام فرید، کلام عارف رومی کلام عارف جامی کلام شیرازی ،کلام مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم والغفر ان سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے خطابات کی اصل توحید وجودی اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

☆☆☆☆

ولادت

۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۱ء کی ایک خوشگوار صبح طلوع ہو چکی تھی جو اور صبحوں کی نسبت غیر معمولی اہمیت وخصوصیت جلو میں لیے ہوئے تھی کیونکہ ایک بطل حریت آفتاب عصر کی آمد آمد تھی اسی لیے یہ صبح ایک عجیب ہی کیف وسرور سے معمور ارباب دنیا کو مژدہ جانفر اسنا رہی تھی ۔رات کی تاریکی بتدریج چھٹ رہی تھی ، طائران چمن بیدار ہو چکے تھے بلبل و پپیہا مخصوص انداز میں نغمی سراتھے کوئلیں کوک رہی تھیں چڑیاں چہچہار ہی تھیں۔ غرض کہ ہر سو مسرت وانبساط کے ترانے الاپے جار ہے تھے جوں جوں طلوع آفتاب کا وقت قریب آرہا تھا اندھیرا چھٹ رہا تھا تاریکی کے ساتھ تارے بھی راہِ فرار اختیار کر رہے تھے۔آفتاب کی تابانیوں وضوفشانیوں کے سامنے ستاروں کی جھلملاہٹ کی حقیقت ہی کیا ہے اندھیرا کافور ہوا تو مساجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں ارباب دنیا بیدار ہوتے گئے استراحت کے بستروں کو خیر باد کہ کر مسلمان خالقِ حقیقی کی بارگاہِ ایزدپناہ میں سجدہ ریزی کیلئے خانہ خدا میں مجتمع ہونے لگے ادائیگی فرض سے

فراغت پائی تو چہار سو یہ مسرت انگیز خبر پھیلی ہوئی تھی کہ ؏

آفتاب آمد دلیل آفتاب

کہ آسمانی سورج کے ساتھ ایک اور سورج بھی طلوع ہوا جس کا نام نامی اسمِ گرامی بھی سراج احمد تجویز کیا گیا لیکن سرزمین فرید کو کیا معلوم تھا کہ آج جس نومولود گوہر تابدار کا نام سراج احمد رکھا جا رہا ہے کل یہی بڑا ہو کر فرزندِ اسلام، بطلِ حریت جیسے القابات سے سرفراز ہو گا یہی سرزمین جس کی پاءبوسی کو سرمایہ افتخار و اپنے لیے طرہ امتیاز تصور کرے گی خلائق و انام جس کی حضوری کو نعمت یزداں سمجھیں گے یہی نومولود عالم باعمل، فاضل اجل، مناظرِ اسلام، منبع علم و عرفان سراج اہل سنت، سراج المقررین، سراج الحفاظ کے خطابات سے سرفراز ہو کر آفتاب طریقت ماہتاب شریعت بن کر صفحہ ہستی پہ ایسا چمکے گا کہ ان کی نُورانی شعاعوں سے روشنی ہی روشنی پھیل جائے گی۔

مقام ولادت:

سرزمین بہاول پور کہ جس نے اپنی تاریخ میں نہ صرف اولوالعزم اور اولو المرتبت ہستیاں پیدا کی تھیں بلکہ تاریخ ساز اور تاریخ کے اوراق پر تابندہ رہنے والوں کی مسکن بھی بنی۔ فریدِ عصر، خضرِ صحرا حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المتکلمین حضرت عبدالعزیز پرہاوری صاحب نبراس، حضرت گھوٹوی صاحب، مولانا حضرت گل محمد شاہ صاحب، سراج الفقہا سراج احمد صاحب، حضرت مولانا محمد یار صاحب، حضرت مولانا حاجی شاہ صاحب، حضرت خواجہ دُر محمد صاحب، حضرت شاہ مغفور القادری جیسے علما و نامور مشائخ اسی سرزمین بہاول پور کی پیداوار ہیں۔ اس کی سرزمین کے ایک مردم خیز خطہ خان پور ضلع رحیم یار خان میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

زمانہ طفولیت:

حضرت سراج اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ صغر سنی میں ہی منفرد تھے نہایت پاکیزہ اطوار ،ہمعصر بچوں سے کھیل کود سے اجتناب کرتے تھے تنہائی کے پسندیدہ تھے فطرتاً مناہی سے دُور تھے خدایاداور پارسا تھے دنیا وعلائق دنیا سے بے رغبتی تھی۔

ابتدائی تعلیم حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے خان پور میں ہی ابتدائی تعلیم کیلئے استاذ الحفاظ حضرت حافظ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ابتدائی چند پارے حفظ کیے تھے کہ مقدر نے یاوری کی اور آپ حضرت قاری محمد اسحاق صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور وہیں ان کی خدمت میں رہ کر بعمر گیارہ سال قرآن مجید باتجوید حفظ کیا حفظ قرآن جیسی نعمت سے مالا مال ہونے کے بعد دینی تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے رختِ سفر باندھا۔

حضرت سراج اہل سنت نے عربی کی ابتدائی کتب کی تعلیم حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب کی خدمت میں حاصل کی مگر تشنگی تھی کہ روز افزوں تھی جبکہ وسائل سیرابی نہ ہونے کے برابر تھے کہ حضرت سراج الفقہاء سراج احمد مکھن بیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ انتخاب نے اس گوہر نایاب کا انتخاب کرلیا اور آپ حضرت سراج الفقہاء کی خدمت میں مکھن بیلہ حاضر ہو گئے وسطانی کتب وہیں پڑھیں مگر دل کی حسرت تو کچھ اور ہی تھی اور اسی حسرت کو پانے کے لیے دینی تعلیم کو ذریعہ بنانا مقصود تھا اور یہ وہی حسرت تھی کہ جس کی کشش پر آپ علم عرفاں کے منبع و مرکز بھر چونڈی شریف پہنچ گئے اور استاذ العلماء رئیس المناطقہ مولانا عبدالکریم صاحب ہزاروی کی خدمت میں چند کتب فنون پڑھیں مگر طبیعت ہمیشہ مائل بہ ہجرت رہی آپ نے اسی کڑی پر ہندوستان کا سفر اختیار فرمایا اور قریباً چھ ماہ تک دارالعلوم سہارنپور میں مقیم رہے چونکہ اس وقت دارالعلوم دیو

بند کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اور آپ بھی اس شہرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے (واضح رہے کہ اس زمانے میں عمائدین دار العلوم دیوبند کی مغلظ تحریریں ابلیسی عقائد کی اتنی تشہیر نہیں تھی بلکہ ان کے مفسد عقائد کا حدود اربعہ صرف دیوبند، سہارنپور اور دہلی تک محدود تھا)

غرض کہ آپ دار العلوم دیوبند پہنچے اور تقریباً ساڑھے چار سال تک وہاں زیر تعلیم رہے تمام علوم وفنون دینیہ، منطق، فلسفہ، ریاضی، معانی علم کلام کی تکمیل فرما کر دورہ حدیث میں داخل ہوئے، صحاح ستہ ودیگر کتب حدیث پڑھیں اور دار العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ نے سندِ فراغت حاصل کی اور تقریباً بیس سال کی عمر شریف میں دس گیارہ سال تک تحصیل علم میں مشغول رہ کر اپنے آبائی شہر خان پور میں واپس جلوہ افروز ہوئے۔

دورِ تدریس:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۴۸ھ میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد آبائی شہر خان پور میں سلسلہ تدریس شروع فرمایا ابتداء میں آپ نے صدر بازار خان پور میں واقع مسجد خان سامہ کو منتخب فرما کر قرآن مجید اور کتبِ عربیہ کی تدریس شروع فرمائی اور تقریباً عرصہ ۲ سال تک یہاں چشمہ علم جاری رہا اور سینکڑوں طلباء نے اپنی تشنگی کو دور کیا پھر آپ نے دینی چشمہ کی روز افزوں وسعت اور جگہ کی تنگ دامنی کے باعث خان پور کی جامع مسجد موسوم بہ مستری کمال الدین مرحوم کو منتخب کیا اور تقریباً چار سال تک اس مسجد میں سلسلہ تعلیم وتعلم جاری رہا اور صدہا تشنگان علم اس چشمہ آب حیات سے سیراب ہوئے نیز اسی مسجد میں آپ نے

خطابت کے فرائض بھی سنبھال لیے ہر جمعہ نہایت علمی و مدلل تقریر فرماتے شہر واطراف
شہر کے سینکڑوں لوگ آپ کی پُر کیف ، وجدانی ، ایمانی و روحانی تقریر سے فیض یاب
ہوتے۔ عرصہ چار سال بعد دربارِ عالیہ جیٹھہ بھٹہ سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشیں
حضرت میاں امام بخش صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بصد اصرار آپ کو
اپنے ہاں قریہ جیٹھہ بھٹہ شریف لے گئے وہاں آپ نے سلسلہ تعلیم وتدریس کے ساتھ
ساتھ لوگوں کے اصلاح اعمال کی طرف بھی توجہ دی اور معصیت زدہ و بداعمالیوں میں
مبتلا لوگوں کی نہ صرف اصلاح فرمائی بلکہ غلط مذہبی پروپیگنڈے سے متاثرہ
لوگوں کی دینی اصلاح بھی فرمائی آپ کی اس محنت شاقہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس بستی وقرب
وجوار کے لوگ نہ صرف پاک باطن و پاک باز اور نمازی بن گئے بلکہ اکثر حفظِ قرآن کی
دولت سے بھی مالا مال ہو گئے حضرت میاں امام بخش صاحب کی وفات حسرت آیات
سے آپ بہت دل گرفتہ تھے مگر میاں محمد اسلام صاحب جو سجادہ نشیں درگاہ عالیہ جیٹھہ
بھٹہ تھے کے والد گرامی حضرت میاں شفیع محمد صاحب مرحوم نے آپ کو وہاں رہنے پر
مجبور کر لیا اور آپ نے پھر سے اپنے مشن کو جاری کر دیا اور تقریباً ۱۸ سال تک وہاں
قرآن مجید و کتب عربیہ کی تعلیم وتدریس میں مشغول رہے ہزاروں طلباء نے اس عرصہ
میں آپ سے قرآن پاک حفظ کیا اور دینی تعلیم میں سندِ فراغت حاصل کی اس طویل
عرصہ میں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ خانپور تشریف لا کر مسجد مستری
کمال الدین میں پڑھاتے رہے۔

فن خطابت:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جہاں درس وتدریس میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہاں فن خطابت میں بھی منفرد مقام کے حامل تھے آپ کی روحانی وایمان افروز تقریر ہمیشہ عشق رسول ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ہوا کرتی تھی دوران تقریر خود بھی گریہ وزار خود رفتہ ہوتے تھے اور سامعین پر بھی وجدانی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ انداز بیان وہ تھا کہ آپ کی تقریر اسرار ورموز کے ہزار ہا پہلو سلجھاتی ہوئی دلوں میں پیوست ہو جاتی تھی جب آیات قرآنیہ کی تشریح وتفسیر فرماتے تھے تو اسرار الوہیت سے پردے اٹھ جاتے تھے احادیث کے معانی ومطالب بیان فرماتے تو سیرت رسول دل میں جاں گزیں ہو جاتی تھی صورت رسول اکرم بیان فرماتے تو سراپائے رسول کے روبرو سامعین خود کو سر خمیدہ پاتے تھے فقہ پر روشنی ڈالتے تھے شریعت کی حقانیت سامنے آجاتی تھی عشق رسول پر لب کشائی فرماتے تو پھول کی نرم ونازک پتیاں جھڑنے لگتی تھیں دیوان فرید ورد زبان ہوتا تو شمیم عطر بیز سے محفل مہک جاتی غرضیکہ آپ کا جب تک بیان جاری رہتا مجمع پر ایک لاہوتی کیفیت طاری رہتی تھی اور جب آپ کا بیان بامِ عروج پر ہوتا قدسیوں کی آمد آمد کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے اور فضاؤں میں عشق ومحبت کا رس گھلتا ہوا محسوس ہوتا تھا نیز نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اسی جذب آفریں کیفیت سے محظوظ ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تبلیغ بلیغ سے ہزار ہا مسلمان صحیح العقیدہ سنی بنے تو سینکڑوں غیر مسلم آپ کے دستِ حق پرست پر دامن اسلام میں پناہ گزیں ہوئے آپ کی مسحور کن خطابت میں جہاں محبت رسول کا عنصر نمایاں تھا وہاں نجدیت، مودودیت، شیعیت، قادیانیت اور پرویزیت کشی کا پہلو نہایت ملیحانہ انداز میں موجود تھا ایسے صاحبِ ذوق، عاشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی پاک دینی مجلس

میں حاضری باعثِ از دیادِ علم وتقویٰ تھی فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

مَن جَلَسَ مَعَ العُلَماءِ ازْدَادَالعِلم فالوَرَعِ: یعنی مجلس علماء میں حضوری علم و تقویٰ کے ازدیاد کا باعث ہے بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح آیا ہے کہ

مَنْ جَالَسَ عَالِماً فَكَاَنَّماَ جَالَسَنِیْ مَن جَالَسَهُ اللهُ تَعَالٰی تَحتَ الْعَرْشِ جو عالم کی مجلس میں بیٹھا گویا کہ وہ میرے پاس بیٹھااور جو میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے عرشِ بریں کے زیر سایہ بٹھائے گا۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عالم دین کے ساتھ فرش نشیں ہونا بارگاہِ رب العزت میں اس خاک سے اعلیٰ کوئی خاک نہیں ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ لَاتُفَارِقُوا مَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّ اللهَ لَمْ يَخْلُقْ تُرْبَةً عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اَكْرَمُ مِنْ مَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ

ترجمہ: مجالس علماء سے دور نہ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کرۂ ارض پر مجالس علماء سے باعزت کوئی مٹی پیدا نہیں فرمائی۔

گویا نشست گاہِ علماء تمام کرہ ارض سے افضل واعلیٰ ہے خصوصاً حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق رسول مقبول کی محبت بھری مجلس میں حاضری تو دریائے ذوق میں غوطہ زن ہونے کے مترادف ہوتی تھی۔

غرض کہ حضرت سراج اہلسنت کی خطابت منفرد تھی مسلسل آیات قرآنیہ کی تلاوت اور پھر آیت متلوہ کا پارہ، رکوع، آیت نمبر کا بتلا دینا جہاں سامعین کے لیے باعث ذوق تھا وہاں جید حفاظ کرام کی حیرانگی کا سبب تھا نیز آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کی تمثیل پر خضر صحرا حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سرائیکی اشعار بطور تضمین پڑھتے تو ایک لاہوتی سماں بندھ جاتا اور سامعین نعمت ذوق سے بہرہ ور ہوتے۔ ذالِکَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يشاء.

ماہ رمضان میں ختم قرآن مجید:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ صغیر سنی سے آخر عمر تک نماز تراویح میں قرآن مجید بذات خود سناتے رہے آپ چونکہ جہیر الصوت یعنی بلند آواز وخوش گلو تھے اور تلاوت کلام مجید کا انداز بھی منفرد انوکھا تھا جس وقت آپ ذوق میں آکر لحن داؤدی کا مظاہرہ فرماتے تو خود کی بھی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور مقتدی بھی پُرنم ہوتے تھے آپ کی بلند آواز کا یہ عالم تھا کہ جس زمانہ میں اسپیکر نہ تھے تو آپ کی آواز بلا اسپیکر چار سے چھ میل تک پہنچتی تھی۔

قرآن مجید آپ کو نہایت ضبط تھا دوران تراویح ہر دو رکعت کے بعد متلوہ آیات مقدسہ کا سلیس ترجمہ، شان نزول ومختصر تفسیر نیز شان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوکہ آپ کی روحانی غذا تھی۔ کبھی سرائیکی میں کبھی اردو میں نہایت پر درد لہجے میں بیان فرماتے تو سامعین بخود ہو جاتے خود بھی گریہ وزار ہو جاتے اور سامعین پر بھی گریہ طاری ہوتا تھا ہر شب یہی پر ذوق معمول ہوتا تھا۔

قرآن مجید ختم پورے ملک میں اپنی مثال ہوتا تھا ۲۸ اور ۲۹ رمضان کی درمیانی شب کو ختم قرآن ہوتا جس میں دور دراز سے کثیر تعداد میں نعت خوں حضرات تشریف لاتے اور پرسوز آواز میں جب بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے تو محفل پر عجیب سوز وگداز کی کیفیت طاری ہوتی اور آپ کی حالت ذوق میں فلک شگاف آہیں نکلتی تھیں غرض یہ کہ بوقت سحر صلوٰۃ وسلام پر محفل ختم قرآن پاک نکتۂ انجام کو پہنچتی تھی۔

تاسیس مدرسہ سراج العلوم خان پور:

معززین شہر خان پور نے مذہبی فتنہ گروں و دینی ڈاکوؤں کی زہر افشانیوں کے پیش نظر محسوس کیا کہ شہر خان پور میں بھی اہلسنت کا ایک دینی مذہبی تعلیم کا مرکزی درس ہونا چاہیے چنانچہ چند معززین اور مذہبی درد رکھنے والے الحاج محبوب عالم صاحب مرحوم، حاجی قادر بخش مرحوم، ڈاکٹر علی احمد صاحب مرحوم و حاجی غلام قادر صاحب مرحوم ایک وفد کی شکل میں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قریہ جیٹھہ بھٹہ شریف حاضر ہوئے اور استدعا کی آپ اہالیان شہر خان پور پر نظر کرم فرماتے ہوئے مستقل سکونت خان پور میں رکھیں تاکہ جناب کی سرپرستی میں وہاں ایک دینی مذہبی ادارہ قائم کیا جائے چنانچہ آپ نے مذہبی فتنہ گروں کی یلغار کے پیش نظر ان حضرات کی استدعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور مستقل خان پور میں قیام پذیر ہو گئے۔

۱۹۵۷ء میں پرانی تحصیل کا نصف پلاٹ بلدیہ خان پور سے کرائے پر حاصل فرما کر ایک دینی مذہبی ادارہ موسوم بہ مدرسہ عربیہ سراج العلوم کی بنیاد رکھی جس جگہ آج چشمہ علم و عرفان تشنگان علوم کو سیراب کر رہا ہے یہی مقام ایک ویران، غیر آباد، بلند ٹیلوں اور گہری کھائیوں پر مشتمل تھا آپ کی شبانہ روز کاوشوں سے نہ صرف پلاٹ ہموار ہو گیا بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں مدرسہ کے دس بارہ کمرے بھی زیور تعمیر سے آراستہ ہو گئے اور طلباء عربیہ کی بھی کثرت ہو گئی۔

نیشہ زنی کرنے والے انگشت بدنداں تھے کہ اتنی قلیل مدت میں اہلسنت کا قلعہ نہ

صرف وجود میں آ گیا بلکہ اہلسنت کی مذہبی سپہر بھی بن گیا ہے۔ مدرسہ سراج العلوم جو
کہ علم دین کا چشمہ آب حیات ہے آج تک سینکڑوں طلباء کرام اس آب جو سے فیض
یاب ہو کر ملک کے گوشہ گوشہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور مدرسہ کو
علاقہ بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ یہ ادارہ صدقہ جاریہ ہے
انشاء اللہ قیامت تک اس کا ثواب حضرت کی روحِ مقدسہ کو پہنچتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس
علمی گلستاں کو تا روزِ حشر سرسبز وشاداب رکھے (آمین ثم آمین)

انعقاد سالانہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے خان پور میں ایک اور یادگار بھی چھوڑی ہے
اور وہ ہے سالانہ ربیع الاول شریف میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کا انعقاد
حضرت نے پہلا جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خان پور میں ۱۹۴۸ء میں منعقد
کرایا تھا اور پھر یہ جلسہ متواتر ہوتا رہا اور انشاء اللہ ہوتا بھی رہے گا ابتدأً یہ جلسہ سہ روزہ
ہوا کرتا تھا پھر چند سال بعد چہار روزہ ہو گیا کچھ عرصہ بعد یہ جلسہ پانچ روزہ آخری
سال یعنی قبل از وصال یہ جلسہ چھ روزہ ہوا تھا اور آپ کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے
اب چھ روزہ ہی یہ جلسہ ہوتا ہے جس میں اٹھارہ نشستیں ہوتی ہیں اور ملک بھر سے جید و
نامور علماء کرام شرکت فرماتے ہیں اور اپنے مخصوص اندازِ خطابت میں سرکار دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی حیات پر روشنی ڈالتے ہیں اس جلسے کا ایک خاص رنگ ہوتا تھا کہ ہر مقرر
پر حضرت سراج اہلسنت کی فرمائش ہوتی تھی کہ موضوعِ سخن عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہو کیونکہ یہی آپ کا ذوقِ سلیم تھا جب کوئی عالم عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر
تقریر فرماتے تو آپ آپے سے وارفتہ ہو جاتے محبت کی منزلوں میں گم ہو جاتے تھے
گریہ وزاری، آہ و بکا شروع ہو جاتی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ وجدانی کیفیت
مئے کی شکل میں پیالے بھر بھر کر محفل میں موجود ہر شخص کو پلا دی گئی ہو جس سے کہ سارا

مجمع ہی مسحور و بخود ہوتا تھا۔

خطاب کرنے والے علماء حیران ہوتے تھے کہ اتنا طویل جلسہ اور اس کی اٹھارہ نشستوں میں ایک جیسا سماں فہم وادراک سے ماوراء تھا پھر متواتر شب و روز کثیر اجتماع اور اس قدر ذوق پورے ملک میں اس کی مثال ناپید ہے دراصل ایک تو یہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی برکت وتصرف کا نتیجہ تھا دوم یہ کہ یہ جلسہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت مقبول تھا چنانچہ جلسہ کی مقبولیت کی بشارات مشاہدہ میں آئی ہیں.

مقبولیت کی پہلی بشارت:

حضور غزالی زماں رازی دوراں حضرت قبلہ استاذی سیّدی مولانا الشاہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جو مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان تھے اسی جلسہ میں دورانِ خطاب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ فیض بشارت نصیب ہوئی ۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضور حضرت کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلسہ پر تشریف لائے مگر ناسازی طبع کے باعث آپ اپنی رہائش گاہ یعنی الحاج محمد ابراہیم خاں کی کوٹھی پر قیام پزیر تھے اور جلسہ گاہ میں تشریف نہ لائے تو حضرت سراجِ اہلسنت نے اپنا ایک قاصد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ وہ آپ کو جلسہ گاہ میں لے آئے قاصد جب حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے ناسازی طبع کے باعث معذرت فرمائی جب اس کی اطلاع حضرت سراج اہلسنت کو پہنچی کہ قبلہ شاہ صاحب کی طبیعت ناساز ہے تو آپ بہ نفس نفیس طبع پرسی کیلئے حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ ہو گئے عجیب اتفاق کہ ادھر سراج اہلسنت شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ ہوتے ہیں ادھر شاہ صاحب قبلہ تانگہ پر سوار ہو کر جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں خدا معلوم کہ ان حضرات کا کس قدر باہمی روحانی رابطہ ہوتا ہے غرض کہ جب حضرت سراج اہلسنت قیام گاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب روانہ ہو چکے ہیں چنانچہ حضرت سراج اہلسنت بھی واپس

جلسہ گاہ تشریف لے آئے حضرت شاہ صاحب قبلہ کو مغموم پایا لیکن کچھ عرض نہیں کیا کیونکہ رمز شناس تھے حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب کس موضوع پر تقریر کروں۔آپ نے فرمایا کہ قبلہ حُب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر فرمائیں مجمع کثیر تھا کیفیت پر ذوق تھی چنانچہ آپ نے آیت مقدسہ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہ الخ تلاوت فرما کر حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر شروع فرمائی اول سے آخر تک تمام مجمع پر ایک ذوق طاری تھا اور حضرت سراج اہلسنت کی فلک شگاف آہیں نکل رہیں تھیں حضرت نے کرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے جب یہ حدیث تلاوت فرمائی کہ مَنْ رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولو من قبل الموت الخ جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اگرچہ مرنے سے تھوڑی دیر قبل ہی کیوں نہ دیکھے

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی اس حدیث کا ترجمہ ہی بیان فرما رہے تھے کہ سامنے رکھی ہوئی میز پر سجدہ میں گر کر مدہوش ہو گئے کیونکہ اس وقت آپ کو جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو چکی تھی آپ کو اسی مدہوشی کے عالم میں کرسی سے اتارا گیا پورے مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی معلوم ہوتا تھا کہ حد درجہ عطر پاشی کی گئی ہے ایک مسحور کن خوشبو تھی کہ ہر ایک کو مخمور کیے جا رہی تھی ادھر آپ کو کرسی سے اتار کر اسٹیج سے نیچے لایا جا رہا تھا کہ ادھر حضرت سراج اہلسنت عالم بے خودی میں تڑپ رہے تھے جمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر رقص کناں تھے ترکی ٹوپی حضرت شاہ صاحب کے قدموں پر بار بار ڈال کر دست بستہ ہو کر رو رو کر عرض کر رہے تھے کہ حضرت شاہ صاحب حسنین کریمین کا واسطہ ہے میرا خیال رکھنا اہل وعیال کا میرے شاگردوں، میرے مریدین ومعتقدین اور تمام سنیوں کا خیال رکھنا عجیب منظر تھا عجیب سماں تھا ہر شخص کی زبان پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی صدائیں تھیں، کاش کہ

لفظ ہوتے اوراس کی منظر کشی کی جاتی مگر محبت اور لفظوں کی منظر کشی چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

الغرض بمشکل تمام حضرت شاہ صاحب کو اسی مخموریت کے عالم میں تانگہ پر سوار کر کے جب رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو معتقدین و عوام عالم وارفتگی میں تانگہ کے سامنے لیٹ گئے عجب سماں تھا لوگ پروانہ وار قربان ہو رہے ہیں تڑپ رہے ہیں مگر شمع ہے کہ مخمور ہے دل کی دھڑکنیں دگر گوں تھی۔ آہیں نکل رہی تھیں۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ خوش نصیب آنکھیں دیکھیں کہ جنہوں نے جمال مصطفیٰ دیکھا ہے لوگ ٹوٹ رہے تھے خدا خدا کر کے لوگوں کو بمشکل ہٹایا گیا اور حضرت شاہ صاحب کو رہائش گاہ تک پہنچایا گیا تقریباً آٹھ یوم تک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہی کیفیت طاری رہی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب فرمائے (آمین)

دوسری بشارت:

الحاج حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل مدینہ منورہ نے اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باب عمر رضی اللہ عنہ سے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہیں میں نے ڈرتے ہچکچاتے حضرت سراج اہلسنت سے سوال کر ہی لیا کہ حضرت اس وقت سرکار دو جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے تشریف لا رہے ہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہاں جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خان پور میں جلوہ افروز ہوئے تھے اور اب میں سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانے آیا ہوں۔

کیا مقام ہے حضرت سراج اہلسنت کا کہ جن کے جلسے میں حضور علیہ

السلام تشریف لے جائیں اور جو حضور علیہ السلام کو واپسی پہنچانے کیلئے مدینہ منورہ تک جائیں ۔ایسے عاشق رسول مقبول پر کیا خامہ فرسائی کی جا سکتی ہے لفظوں کے دامن کیوں نہ تنگ ہو جائیں اسی واقعہ سے جہاں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت سراج اہلسنت کے مقام کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہے کہ یہ جلسہ میلاد شریف واقعی مقبول بارگاہ رسالت ہے جبھی تو باوجود اتنی طوالت کے پھر بھی اژدہام میں کمی نہیں ہوتی بلکہ ہر نشست میں دوسری نشست سے زیادہ ہی فیض لوٹنے والے ہوتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک یہ فیض یونہی جاری وساری رہے گا اللہ تعالیٰ فقیر کو بھی مزید توفیق کاملہ عطا فرمائے (آمین)

اشاعت مسلک:

مسلک حقہ اہل سنت کی اشاعت کے سلسلے میں حضرت سراج اہلسنت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں شہر خان پور و اطراف و اکنافِ شہر میں آپ نے جس جانفشانی سے مسلک کا کام کیا ہے وہ کبھی نہیں بھلایا جا سکتا بالخصوص خان پور میں آپ نے نوے نیصد آبادی کو صحیح العقیدہ سنی بنایا ایک دور وہ تھا کہ جب خان
پور میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جرم گردانا جاتا تھا مگر اب الحمدللہ حضرت سراج اہلسنت کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ خان پور جیسے شہر کی اکثر و بیشتر مساجد سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ۔
آپ نے بد مذہبوں کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا ان کے مرکزی مقام عیدگاہ خان پور میں جلسے کرائے جہاں علامہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی شخصیتوں نے مدلل علمی تقاریر فرما کر عوام کو حق و باطل میں فرق سمجھایا اور منکرین کی زہر چکانیوں کا

شافی علاج فرمایا۔آپ نے گھر گھر میں محفل میلاد کی طرح ڈالی وہی خان پور کہ جہاں نعت رسول ﷺ پڑھنا امر مشکل تھا۔مدحتِ انبیاء پر شورشیں بر پا ہو جاتی تھیں۔اولیاء اللہ کے نام لیواؤں پر کفر وشکر کے فتوے چسپاں کیے جاتے تھے مگر آج وہی خان پور ہے کہ گھر گھر سے نعت رسول کی آواز آرہی ہے۔اولیا اللہ کے ایام واعراس منائے جارہے ہیں ہر سو عشق رسول میں مدبھری صدائیں بلند ہورہی ہیں۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا خان پور کے باسیوں کے علاوہ قرب وجوار کے مکینوں پر بھی احسان عظیم ہے۔آپ نے قریہ قریہ گاؤں گاؤں پہنچ کر مسلک حقہ کی حقانیت کو واضح کیا اور عشق رسول ومحبت اولیاء کوان کے دلوں میں جاگزیں کیا۔آپ کی تبلیغی جدوجہد کا نتیجہ کہ ہزار ہا آدمی جرائم پیشہ افراد تائب ہو گئے اور بے شمار بدعقیدہ لوگ آپ کی پر ذوق اور علمی تقریر سے متاثر ہو کر تائب ہوئے اور مذہب حقہ اہلسنت میں داخل ہوئے نیز آپ کی تبلیغ بلیغ سے سینکڑوں عیسائی راہ راست پر آگئے اور دست حق پر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔سکھر اور احمد پور شرقیہ یہ دو شہر آپ کے فریفتہ تھے آپ اکثر وبیشتر ان شہروں میں تبلیغی جلسوں پر تشریف لے جاتے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بسبب احیاء سنت نبویہ خلفائے نبوی علیہ السلام کا مقام رکھتے تھے حدیث شریف میں ہے

قال علیه السلام رحمة الله علی خلفائی فقیل من خلفاءک یا رسول الله قال الذین یحیون سنتی ویعلمونها عبادالله .

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے خلفاء پر اللہ کی رحمت ہو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو میری سنت کی تعلیم دیتے ہیں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا مشن تو احیاء سنت تھا چنانچہ تبلیغ وتدریس کے ذریعے آپ نے سنت کا احیاء فرمایا اور اسی احیاء سنت کے سبب آپ ایک سو شہداء کے اجر کے مستحق ٹھہرے ہیں جیسا کہ حدیث نبوی

علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔

من احیٰ سنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہیدا

فسادِ زمانہ کے وقت جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جس نے رضائے الٰہی کے لیے علم حاصل کر کے اس کو ذریعہ تبلیغ بنایا تو اس کو ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر ثواب عطا ہوگا۔

من طلب العلم لیحدث بہ الناس ابتغاء وجہ اللہ اعطاء اللہ اجر سبعین نبیاً (تفسیر کبیر)

جس نے علم حاصل کیا تا کہ رضائے الٰہی کی خاطر لوگوں کو اس کی تعلیم دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر نبیوں کا اجر عطا فرمائے گا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم تھا کہ آپ کی ساری عمر تبلیغ دین میں بسر ہوئی اور عوام الناس کی رشد وہدایت کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ رہے۔ آپ حضور علیہ السلام کی مذکورۃ الصدر حدیث کے عین مصداق ہیں اور آپ کے لیے اور اس کے رسول مقبول کی طرف سے خیر ہی خیر ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

قال علی ابن ابی طالب لا خیر فی الصمت عن العلم کما لا خیرا لکلام عن الجھل.

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ علم سے خاموشی میں کوئی خیر نہیں اسی طرح جہالت بری کلام میں بھی کوئی خیر نہیں۔

نیز بروز قیامت علماء کرام کا علم انھیں کے لیے شفیع ہوگا جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کا قول ہے:

والعلم شفیع لصاحبہ و حق علی اللہ ان لا یخزیہ الخ

صاحب علم کا علم اس کے لیے شفیع ہوگا اور یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہیں کرے گا۔

آخرت میں علماء کے لیے طلائی منبر:

عن ابن عمر رضی اللہ عنه اذا کان یوم القیامة صفت منابر من ذهب علیها قباب من فضة منضدة بالدر والیاقوت والزمرد جلالها السندس والاستبرق ثم ینادی منادی الرحمن این من حمل الیٰ امة محمد علما یرید به وجهه الله اجلسوا علی هذه المنابر فلا خوف علیکم حتی تدخلوا الجنة

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قیامت کے دن طلائی منبر بچھائیں جائیں گے جن پر چاندی کے نورانی قبے ہوں گے اور وہ موتی، یاقوت، زمرد سے مرصع ہوں گے نیز اس پر ریشمی جھالریں لٹکی ہوئی ہوں گی پھر ندا کرنے والا فرشتہ منادی کرے گا کہ جس عالم دین امت محمدیہ کو رضائے الٰہی کے لیے علم سکھایا ہے وہ کہاں ہے پھر ان علماء کو حکم ہوگا کہ تم ان منبروں پر بیٹھو تم پر کوئی خوف نہیں ہے یہاں تک کہ تم جنت میں داخل کیے جاؤ۔

الغرض حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خدمات جلیلہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر تھیں اور آپ بجا طور پر اس مرصع ومرجع طلائی تخت کے حق دار ہیں اور جنتی رشک کریں گے کہ عنداللہ اشاعت اسلام میں شب و روز مشغول رہنے والی شخصیت اللہ کے حضور کتنی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

فضیلت گریہ علماء:

قال النبی علیه السلام کل قطرة نزلت من عینیه تطفئی بحرا من جهنم الخ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عالم دین کے آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کا ایک قطرہ جہنم کے دریا کو بجھا دے گا۔

اور یہ صفت گریہ وزاری تو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی عاشقانہ محبانہ زندگی کا ایک لازمہ تھا اور یہی عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جاری ہونے والے آنسو نار جہنم کو ٹھنڈا کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوں گے۔

عالم دین سید الاسخیاء:

قال علیه السلام الا اخبرکم باجود قالوا نعم یا رسول الله قال الله تعالیٰ اجود الاجواد آنا اجود ولد آدم واجودهم من بعدی رجل عالم ینشر علم

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سید الاسخیاء کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سید الاسخیاء ہے اور میں اولاد آدم میں سید الاسخیاء ہوں میرے بعد سید الاسخیاء وہ عالم دین ہے جس نے اپنے علم کو پھیلایا۔

اس حدیث کی رو سے اگر دیکھا جائے تو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ زمرٔ سید الاسخیاء میں شامل ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی حیات طیبہ تو سخاوت علمی میں ہی بسر ہوئی

ہے آپ نے درس وتدریس اور تقریر کے ذریعے علم دین کو پھیلایا ہے جس پر ملک کے اطراف واکناف میں آپ کے علمی نور سے پھوٹنے والے شرارے شاہد ہیں۔

علماء کلید جنت ہیں

قال علیه السلام العلماء مفا تیح الجنة و خلفاء الانبیاء

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ علماء کرام جنت کی کلید اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خلفاء ہیں۔

زیارت علماء افضل الاعمال:

قال علیه السلام قلت یا جبرائیل ای الاعمال افضل لا متی قال النظرالی العالم او قال زیارة العالم

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے کہا کہ میری امت کے لئے کون سا عمل افضل ہے تو عرض کیا کہ عالم کو دیکھنا یا عالم کی زیارت کرنا۔

عالم مستجاب الدعوات:

قال علیه السلام عشرة تستجاب لهم الدعوة العالم و المتعلم و صاحب حسن الخلق و المریض و الیتیم و الغازی و الحاج و الناصح للمسلمین و الولد المطیع لا بویه و المراة المطیعة لز وجها۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دس آدمی مقبول الدعا ہیں۔ عالم دین، طالب علم، اچھے اخلاق والا، بیمار، یتیم، غازی، حاجی، مسلمانوں کو نصیحت کرنے والا، ماں باپ کا فرمانبردار لڑکا اور اپنے خاوند کی فرمانبردار عورت۔

حضرت سراج اہلسنت جس قدر مقبول الدعاء تھے اس کی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔ اگر آپ کی مقبول دعاؤں اور ان کے ظاہر شدہ ثمرات واثرات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم

کتاب مرتب ہوسکتی ہے مگر بطورِ تبرک اس خروار سے صرف مشت نمونہ پیش کرتا ہوں۔

محترم سید اسد حسین شاہ صاحب زمیندار خان پور بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس دوران میری والدہ سخت بیمار تھیں یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے مرض لا علاج قرار دے دیا تھا سنتے تھے کہ جس مرض کی دوا بازار میں نایاب ہو تو اس کا اکسیر اللہ والوں کے ہاں بہر صورت دستیاب ہوتا ہے لہذا میں نے عرض گوش گذار کی کہ والدہ صاحبہ شدید علیل ہیں مرض کی تشخیص نہ ممکن ہو چکی ہے اور ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا ہے حضرت سراج اہلسنت نے فرمایا کہ شاہ صاحب تسلی کریں ہم اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے قلبی توجہ سے دعا فرمائی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب لاہور پہنچا تو میری والدہ کی طبیعت سنبھل چکی تھی پہلے کے مقابلے میں بحمد اللہ کافی آرام تھا اور یہ حضرت سراجِ اہلسنت کی دعا کا صدقہ تھا۔

۲) اسی طرح کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے کہ آپ علاقہ کوٹ سما بہ میں تقریر فرما رہے تھے کثیر اژدہام تھا جبکہ سایہ نہ ہونے کے برابر تھا شدت کی گرمی پڑ رہی تھی مگر سامعین تھے کہ باوجود گرمی و دھوپ کی تمازت کے پھر بھی تقریر سماعت کر رہے ہیں۔ حضرت سراج اہلسنت نے جب دیکھا کہ لوگ اس گرمی میں بھی محبت کی مدھری باتیں سننے کے لئے جمع ہیں تو آپ نے سامعین کو مخاطب کیا کہ سب اپنی جگہ بیٹھے رہے اور ابھی بارش ہوگی زیادہ لمحات نہ گزرے تھے کہ دوران تقریر ہی بارش شروع ہوگئی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔

۳) حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ علاقہ کوٹلہ موسیٰ تحصیل احمد پور شرقیہ

میں خطاب فرمارہے تھے محفل پر ایک عجیب سوز وگداز کی کیفیت طاری تھی کہ آپ نے فرمایا سامعین ابھی بارش آجائے گی۔ حاضرین حیران کہ ابر کا نام ونشان نہیں ہوا جامد و ساکت ہے پھر بارش کہاں سے آئے گی مگر دوران تقریر ہی بارش ہوگئی اور چیں بہ چیں سامعین بھیگ گئے مگر اٹھے پھر بھی نہیں۔ آپ سے ایسے بے شمار واقعات رونما ہوئے۔

سلسلہ بیعت:

حضرت سراجِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ صغر سنی میں ہی سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور وقت روحانی پیشوا قطب الاقطاب، سرتاج الاولیاء، قلندر وقت حضور حضرت مرشدی خواجہ در محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ گڑھی شریف کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے تھے مگر جب دارالعلوم دیوبند میں حصولِ تعلیم کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں آپ مولوی حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی ظاہری نمود سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان سے بیعت ہونے کا خیال ظاہر کیا حسین احمد مدنی نے کہا کہ آپ تہجد کے بعد تشریف لائیں میں تمہیں بیعت کرلوں گا۔ ہم سب ہم درس صحیح العقیدہ سنی طلباء نے آپ کو باز رکھنے کی پوری کوشش کی مگر آپ نے کسی کی نہ سنی اور بیعت ہونے کا مصمم ارادہ فرمالیا۔ ساتھی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے کہ آپ کا پہلا شیخ کامل ہے تو وہ ضرور آپ کی رہبری فرمائے گا۔

چنانچہ اس واقعہ کو ساڑھے چار سال کا عرصہ بیت گیا کہ ایک شب قبل از تہجد مرشد کریم حضرت خواجہ در محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے اور آپ کو مخاطب کر کے تین باتیں ارشاد فرمائیں کہ۔

ا۔حافظ صاحب کیا میں نے آپ کو بستی حضرت شیخ عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ میں حسن بخش درکھان کے گھر بیعت نہ کیا تھا؟

۲۔کیا آپ کا یہی خیال ہے کہ میں صغیر سنی میں مرید ہوا تھا لیکن یاد رہے کہ کوریجہ اگر شیر خوار بچہ کو بھی مرید فرمالے تو وہ مرید صحیح ہے۔

۳۔حافظ صاحب آپ نے ہمیں بھلا دیا مگر ہم نے آپ کو نہیں بھلایا۔اچھا السلام علیکم۔

حضرت سراج اہلسنت جب بیدار ہوئے تو قلبی کیفیت دگرگوں تھی چشم پرنم تھیں اور بغیر اجازت دارالعلوم سے سیدھا خان پور کے لئے رخت سفر باندھا گھر پہنچنے کے بعد فوراً حضرت درپاک علیہ الرحمۃ کے حضور گڑھی شریف میں حاضری دی۔حالِ سفر پیش کر کے مقصدِ حضوری پیش فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب وہ خواب نہیں تھا بیداری تھی۔بہرحال مرشد کریم نے آپ کو دوبارہ خلوت میں بیعت کا شرف بخشا اور تمام شبہات کو رفع فرما کر دل میں نہایت پاک عقیدہ پیدا فرما دیا۔یہی شیخ کامل کا مقام ہے کہ وہ اپنے مرید کی جملہ حرکات وسکنات کو نگاہ میں رکھے جیسا کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ کامل کی تعریف میں الیواقیت والجواہر میں لکھتے ہیں کہ

قال سیدی علی الخواص رحمة الله تعالیٰ لایکمل الرجل عند نا حتی یعلم حر کات مریده فی انتقاله فی الاصلاب الی استقراره فی الجنة و النار

حضرت سیدی علی الخواص فرماتے ہیں کہ کوئی مرد صالح ہمارے نزدیک اس وقت تک پایہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی حرکات وسکنات کو اس کے پشت آبا میں منتقل ہونے اور جنت وجہنم میں قرار کرنے تک کا علم نہ رکھتا ہو۔

ثابت ہوا کہ شیخ کامل مرید کے الست بربکم سے اصلاب آباءِ آمد اور دخول جنت و

نارتک کے جملہ حرکات وسکنات کا علم رکھتے ہیں بلکہ شیخ کامل تو مرید کے قلب میں جلوہ گر ہوتا ہے لہذا سالک کے لئے بھی کامل کے حضور صدق قلبی شرط ہے۔ امام شعرانی طبقاتِ کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

اذا جالستم اهل الصدق فجالسوهم بالصدق فانهم جو اسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم و یخرجون منها وانتم لا تشعرون

جب اہل صدق اولیاء اللہ کی خدمت میں بیٹھو تو صدق دل سے بیٹھو اس لئے کہ وہ تمہارے دلوں کے جاسوس ہیں اور وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو کر سب بھید نکال لیتے ہیں اور تمہیں شعور بھی نہیں ہوتا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو اپنے مرشد سے انتہائی عقیدت تھی اور آپ اپنے شیخ کامل کے مظہر اتم تھے جبکہ مرشد کریم کی نگاہِ کرم بھی آپ پر حد درجہ تھی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ حضرت سراج اہلسنت کی مرضیات مرشد کی مرضی و منشاء کے تابع تھیں تو زیادہ ہی مستحسن ہوگا۔ شیخ کامل صرف مرید کے احوال پر ہی نہیں بلکہ کائنات پر قابض ہوتے ہیں چنانچہ صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں

یصل المرالی الله تعالیٰ ویجدالله اطوع له فیما اراد ولا تزال العوالم فی قبضة باذن الله تعالیٰ

جب بندہ قربِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ارادے کو پورا فرماتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام عوالم باذن اللہ اس کے قبضے میں ہوتے ہیں

فیحکم بحکم الله تعالیٰ و یعلم بعلم الله تعالیٰ فیخبرعن المغیبات فکو شفوا عن صورا لا کوان و حقائق المعانی ولا ینکره الاجاهل بمعرفته مایبدو علیهم من الاحوال التی یشاهدون فیها ملکوت السموات۔

پس وہ اللہ کے حکم سے حکم کریں گے اور وہ اللہ کے علم سے جانیں گے پس وہ مغیبات

کی خبر دیں گے ان پر موجودات کی اشکال اور حقائق و معانی منکشف ہوں گے اس کا انکار صرف وہ جاہل کرے گا جس کو ان پر وارد شدہ احوال کی معرفت حاصل نہ ہو گی کہ وہ حضرات کس طرح ملکوت آسمان میں موجود چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مشاہدہ کی تعریف میں یوں لکھتے ہیں کہ۔

المشاهدة هی ارتفاع الحجب بین العبدو بین الرب

مشاہدہ کی تعریف یہ ہے کہ بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔

یعنی بندہ کامل کی آنکھوں کے سامنے سے تمام حجابات ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا قلب روشن و منور ہو جاتا ہے۔ علامہ شعرانی طبقاتِ کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ

قلوب المشتاقین منورة بنور الله تعالیٰ فاذا تحرك فیها الاشتیاق اضاء نور مابین السماء والارض فیبا هی الله بهم الملئكة فیقول اشهدوا اننی الیهم اشوق

یعنی مشتاقان جمالِ ربی کے قلوب اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہیں جب ان کے اندر اشتیاق دیدارِ الٰہی موجزن ہوتا ہے تو اس کا نور زمین و آسمان کے درمیان پھیل جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ طور پر فرماتا ہے کہ گواہ ہو جاؤ میں ان لوگوں کے دیدار کا ان سے زیادہ مشتاق ہوں

معلوم ہوا کہ صاحب کمال اور مشتاقانِ دید خدا کے قلوب روشن ہوتے ہیں چنانچہ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں۔

قلب المومن كالمراة فی الصفابل فوق المرأة لان المراة ان عرض علیها حجاب لم یرفیها شئی و قلب المومن لا یحجبه السموات السبع والكرسی والعرش

مومن کا قلب آئینہ کی مانند شفاف ہوتا ہے بلکہ صفائی میں آئینہ پر فوقیت رکھتا ہے اس لئے کہ اگر آئینے پر پردہ ڈال دیا جائے تو اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی مگر مومن کے قلب کو ساتوں آسمان اور عرش و کرسی بھی حاجب نہیں ہو سکتے۔

غرض کہ نگاہ مرد مومن ارضی و سماوی مخلوق و ملکوت کا مشاہدہ کرتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جملہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مشاہدہ کرتی ہے جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحادی للفتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

الاولیاء ترد علیھم احوال یشاھدون فیھا ملکوت السموات والارض و ینظرون الانبیاء احیاء غیر اموات۔

یعنی اولیاء کرام پر ایسے احوال وارد ہوتے ہیں کہ جس سے وہ زمین و آسمان کے ملکوت کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور انبیاء کرام کو زندہ دیکھتے ہیں۔

بلکہ علامہ سیوطی نے تو الحاوی للفتاویٰ میں یہاں تک لکھا ہے کہ۔

انھم فی یقضتھم یشاھدون الملائکۃ وارواح الانبیاء ویسمعون منھم اصواتا یقتبسون منھم

فوائد

اولیاء کرام عالم بیداری میں ملائکہ اور ارواحِ انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے اقتباس و فوائد حاصل کرتے ہیں۔

اولیاء کرام کے لئے ارواح انبیاء کا دیدار اور ان کی اصوات کا سماع کرامۃً ہے چنانچہ امام العارفین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رویۃ الانبیاءِ وَا الملائکۃ و سماعِ کلامھم ممکن للمُومن کرامۃَ و للکافر عقوبۃَ

انبیاء کرام وملائکہ کی رویت اوران کے کلام کا سماع مومن کے لئے کرامۃ ممکن ہے جبکہ کافر کے لئے سزا کے طور پر ممکن ہے۔

ثابت ہوا کہ اللہ والے سابقہ انبیاء کرام کا دیدار کرتے ہیں ایسے فرشتے و دیگر ملکوت ارضی وسماوی ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں تو لامحالہ اللہ کے ان مقرب بندوں میں سے حضرت دُرپاک حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اس مقام کے حامل ہیں۔

مجاز

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ در پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز حاصل تھا۔

کشف وکرامات:

حضرت سراج اہلسنت کو یقیناً کشف القلوب حاصل تھا۔فقیر کے ساتھ بارہا کشف کا سلسلہ ہوا کہ حضرت نے فقیر کے قلبی حالات وخیالات کا اظہار فرمایا اور فقیر متحیر ہوتا کہ قلبی حالات کا آپ کو کس طرح علم ہو جاتا ہے متعدد بار فقیر نے مذہبی مسائل پر گفتگو کا ارادہ کیا مگر لب کشائی سے پہلے ہی حضرت وہی مسائل بیان فرما دیتے ایسے ہی اگر کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو نہ صرف اس کا اظہار فرماتے بلکہ ان کو حل بھی فرما دیتے۔ان تجربات کے پیش نظر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو کشف تام حاصل تھا اور یہ سب بزرگ کامل مرشد کریم خواجہ در پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض نظر تھا۔

اللہ وسایا نامی ایک شخص مقیم نزد شوگر مل خان پور بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو تقریر کی دعوت دی آپ تشریف لائے۔ دوران تقریر حالتِ ذوق میں فرمایا کہ جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور وہ اولاد نرینہ کے متمنی ہیں کھڑے ہو جائیں چنانچہ ہم گیارہ آدمی کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ ہم اولاد سے محروم ہیں آپ نے فرمایا تم سب محفل میلاد منعقد کرنے کی منت مانو اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ ہم سب نے مذکورہ منت مان لی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعا مانگی اسی سال اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اولاد نرینہ سے سرفراز فرمایا اس طرح کے بیشمار واقعات زبان زدِ عام وخواص ہیں۔

۱۹۷۳ء میں جب تباہ کن سیلاب آیا تو وہ ماڈل ٹاؤن کے علاقے میں داخل ہو چکا تھا شہر خالی ہو رہا تھا ہر سو افراتفری کا عالم تھا اور پانی تھا کہ پورے شہر کو لپیٹ میں لے رہا تھا بعض نشیبی علاقوں میں تو مکانات کے روشن دانوں سے پانی برآمد ہو رہا تھا اور آپ اپنے مدرسہ سراج العلوم میں رونق افروز رہے۔ بارہا عرض کیا گیا کہ حضور شہر خالی ہو گیا ہے راستے بھی مسدود ہو رہے ہیں لہذا ہمیں بھی ہجرت کرنی چاہئے آپ نے ان سب کو سختی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ میرے مدرسے میں پانی نہیں گھس سکتا ایسا ہی ہوا سارا شہر ڈوب گیا مکانات کے روشن دانوں سے پانی نکل رہا تھا مگر مدرسہ کے گیٹ سے اندر پانی داخل نہیں ہوا اور تقریباً تین سو افراد آپ کے ہمراہ مدرسہ میں پناہ گزیں رہے۔

دوران سیلاب کچھ مہاجرین حضرات آپ کو خان پور کے لعلو بازار میں دعا کرانے کے لئے لے گئے۔ فقیر بھی ہمراہ تھا۔ آپ جب لعلو بازار پہنچے تو پانی زوروں پر بہہ رہا تھا

چنانچہ آپ نے بصد گریا و عاجزی اللہ تعالیٰ سے دعا کی اسی وقت پانی وہیں رک گیا اور آگے بہنے کی اس کو جرات نہ ہوسکی۔ اسی طرح مدرسہ سراج العلوم کے قریب حلقہ نمبر ۵ میں چھ فٹ کی بلندی میں پانی بہہ رہا تھا اور مدرسہ کے گیٹ تک بھی پانی تھا۔ مدرسہ میں پانی داخل نہیں تھا یہ آپ کی تین کرامت تھی جس کے تمام اہالیان خان پور شاہد ہیں:۔

میں مسمی محمد یلیین سعیدی ولد چوہدری محمد سلیم سکنہ بسم اللہ پور تحصیل رحیم یار خان 1969ء میں کاروبار کے سلسلے میں بسم اللہ پور سے شہر خان پور میں سکونت اختیار کی اور مجھے حضرت سراج اہلسنت سے روحانی پیار، فیض 1966ء میں اپنے استاد ماسٹر نثار احمد خان صاحب کے توسط سے حضرت سراج اہلسنت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور وہیں سے روحانی فیض کا سلسلہ بالآخر مجھے سن 1969ء میں خان پور کھینچ لیا اور پھر حضرت سراج اہلسنت جو کہ عشق رسول سے سرشار شخصیت تھی سے رفاقت اور محبت روحانی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جب بھی روزانہ صبح فجر کی نماز پر تشریف لے جاتے تو مدرسہ سراج العلوم سے آتے ہوئے پرانی غلہ منڈی کے گیٹ کے قریب ہی ایک چوبارے پر میری رہائش تھی وہاں پر پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عصاء مبارک کی ٹھوکر سے ہمیں جگاتے اور پھر نماز پر تشریف لے جاتے پھر میں اور میرے بھائی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد مستری کمال دین تک پہنچتے پہنچتے راستے میں مل جاتے اور فجر کی نماز آپ کے پیچھے ادا کرتے اور یہ ایک یا دو دن نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ کا یہ معمول تھا اور میں روزانہ فجر، مغرب کی عشاء کی نماز حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پڑھتا اور میں

مغرب اور عشاء بھی فجر کی طرح پابندی سے حضرت سراج اہلسنت کے پیچھے پڑھتا اور مغرب اور عشاء کی نماز پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مغرب کی نماز کی فراغت کے بعد عشاء کی نماز پڑھتا اور نماز عشاء کے بعد ہزار مرتبہ گھٹلیوں پر درود پاک پڑھا جاتا اور درود شریف کے بعد حضرت علامہ حافظ محمود احمد سعیدی علیہ الرحمہ قصیدہ بردہ شریف پڑھتے اور اس کے بعد دعائے خیر فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے مدرسے کے لیے روانہ ہوتے اور آپ کے ساتھ تقریباً آٹھ دس افراد کا جھرمٹ ضرور ہوتا اور یہ روزانہ کا معمول تھا۔

کچھ واقعات ایسے ہیں جس سے مجھے حضرت کا بھر پور فیض نصیب ہو

ا۔ایک یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کوٹلہ پٹھان میں حاجی محمد رحیم خان جتوئی سے 1973ء میں فلڈ کے بعد 140 ایکڑ زمین مستاجری پر لے کر دی جو میرے پاس تین سال تک رہی۔اس دوران مجھے مالکان سے کچھ لین دین کے معاملے میں پنچائتی فیصلے کے مطابق مبلغ چھ ہزار روپے دینے پڑے جو کہ وقت مقررہ تک مجھ سے نہ ہو پا رہے تھے میں بڑا پریشان تھا وقت مقررہ کی تاریخ سے دو دن پہلے میں حضرت کی خدمت میں دعا کی غرض سے حاضر ہوا اور آپ نے مجھ سے بڑے اصرار کے ساتھ دو مرتبہ پوچھا بیٹا کوئی پریشانی ہو تو بتاؤ مگر میں شرم کے مارے کچھ نہ بول رہا تھا میں نے عرض کی کہ کوئی پریشانی نہیں پھر آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا بیٹا یقین میں ایسے نہیں کہہ رہا تمھیں پریشانی ضرور ہے مگر کہہ نہیں پا رہے ہو۔بتاؤ کیا پریشانی ہے مجھے کچھ حوصلہ ہوا تو میں نے عرض کی حضور کہ مدت وعدہ میں صرف دو دن باقی ہیں اور میں رقم کا بندوبست نہیں کرسکا تو آپ نے فرمایا بس اتنی سی بات ہے اور مجھے کہا کہ یہ فون مجھے

اٹھا دو جو قریب ہی پڑا ہوا تھا تو آپ نے ایک شخص کو کال کی کہ میں اس بندے کو تمھاری طرف بھیج رہا ہوں اس کو مبلغ چھ ہزار روپے دے دو ایک ماہ تک تمھیں رقم واپس مل جائے گی۔ میرا بہت بڑا مسئلہ آپ کی اس کرم نوازی سے حل ہو گیا میں سمجھتا ہوں کہ حضرت سراج اہلسنت صاحب کشف بزرگ تھے جو دلوں کے رازوں سے بھی واقف تھے

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد میں رات کو خواب دیکھا کہ میں کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے رو رہا ہوں اور پڑھ رہا ہوں یا رسول اللہ انظر حالنا یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہیں اور میں رو رہا ہوں تو آپ عین اس وقت تشریف لاتے ہیں اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں یٰسین کیوں روتے ہو یہ دیکھو سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، یہ دیکھو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں یہ دیکھو حضرت معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ موجود ہیں، تم گھبراتے کیوں ہو یعنی اس طرح آپ نے اپنے وصال کے بعد بھی مجھ جیسے عاصی پر نظر کرم فرمائی۔

ایک صاحب ماسٹر رحمت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے بیعت ہونے کا حد درجہ اشتیاق تھا چند بار التجا بھی کی مگر آپ نے فرمایا کہ جب وقت آئے گا تو بیعت ہو جانا، اسی اثناء میں مجھ پر چند ایسی پریشانیاں لاحق ہوئیں کہ جن کو برداشت بھی نہ کر سکا میں نے خودکشی کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں الوداعی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ کچھ دیر حضرت کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد واپسی کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہاں

جاتے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور ایک ضروری کام کے سلسلے میں پنجاب جانا ہے آپ
نے فرمایا کہ جانا بعد میں پہلے مٹھائی لاؤ اور بیعت ہو کر چلے جانا۔ مجھے دل میں ایسا
محسوس ہوا کہ شاید میرے دل کی کیفیت آپ پر منکشف ہوگئی ہے اور میرا خودکشی کا
عزم صمیم متزلزل ہونے لگا، بہر حال میں بازار سے شیرینی لایا تو آپ نے مجھے حجرہ
میں بلا کر اپنا بیعت فرمایا، بعد ازاں تعلیمی کلمات سکھلائے پھر فرمایا کہ بتاؤ اب بھی
جانے کا ارادہ ہے مگر میری تو دنیا ہی بدل گئی تھی تمام وساوس وخطرات ختم ہو گئے تھے
اور اطمینان قلب نصیب ہو گیا تھا، الحمدللہ! شیخ کامل نے مجھے خودکشی جیسی حرام موت
سے بچا لیا۔ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ متعلق ایسے بے شمار واقعات مشاہدۃً
مذکور ہیں۔

رویائے صالحہ:

پاکیزہ نیک اور اچھے خوابوں کا آنا بھی علامات ولایت میں سے ہے۔ حضرت سراج
اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار رویائے صالحہ نصیب ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے
کہ آپ قیلولہ فرما کر بیدار ہوئے تو فقیر کو تلاش کرایا۔ مگر یہ عاجز گھر پر موجود نہ تھا۔
غروب آفتاب تک انتظار فرمائی بعد ازاں نماز مغرب پڑھانے کے لئے مسجد مستری
کمال الدین مرحوم تشریف لے گئے وہاں سے کسی طالب علم سے فرمایا کہ جاؤ اور مختار
احمد سے کہہ دو کہ جب تک مسجد شریف سے واپس گھر نہ پہنچوں سوئے نہیں اور میرا
انتظار کرے۔ فقیر حضرت کی تشریف آوری کا منتظر رہا اور آپ حسب معمول گیارہ بجے
شب واپس تشریف لائے اور آتے ہی میری پیشانی پر بوسہ دیا اور باہر تشریف لے

گئے حیرانی دو چند ہوگئی اور راز بھی معلوم نہ ہوسکا۔ چند ہی ایام گزرے تھے کہ آپ کے ہم درس حضرت قبلہ مولانا حافظ غلام الواحد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ اثنائے گفتگو آپ نے فرمایا کہ حافظ غلام زین العابدین صاحب مفتی صاحب کا میں آپ کو اپنا ایک خواب بیان کرتا ہوں جو کہ چند روز قبل میں نے دیکھا ہے کہ پھر فرمایا کہ ایسے نورانی خواب نہ چلہ کشی پر موقوف ہیں نہ اوراد و وظائف کے مرہون منت ہیں۔ وہ خواب کچھ اس طرح ہے کہ

چند روز ہوئے قیلولہ کے وقت میں نے نورانی خواب دیکھا کہ ایک نورانی محل ہے اور اس میں ایک نوری شمع روشن ہے اور انوار کی بارش ہورہی ہے ہزاروں کی تعداد میں نورانی چہروں والے بزرگ موجود ہیں جب کہ ان کے سردار سب سے آگے بیٹھے ہوئے ہیں ریشمی نورانی قالین بچھی ہوئی ہے اور اس قالین پر ایک سونے کی طلائی اور اس پر چوکی رکھی ہوئی تھی اور اس پر زرتنار کار یشمی نوری غلاف پڑا ہوا ہے۔ اس بزرگ کامل نے ایک اور کسی بزرگ کو حکم دیا کہ تفسیر کبیر لاؤ چنانچہ تفسیر کبیر لا کر اس چوکی پر رکھ دی گئی اور مختار احمد مجھے اس طلائی چوکی کے پاس بیٹھے ہوئے نظر آئے غرض کہ اس بزرگ کامل نے حکم فرمایا کہ مختار احمد اس آیت مبارکہ **واذ قلنا للملئکة اسجد والادم** کی تفسیر بیان کرو۔ جب مختار احمد نے اس آیت مذکورہ کی تفسیر کرنا شروع کی تو ایسی نورانی علمی تفسیر تھی کہ اس مرد کامل نے اٹھ کر مختار احمد کی پیشانی پر بوسہ لے لیا۔ یکے بعد دیگرے تمام بزرگان دین سامعین نے بھی باری باری اس کی پیشانی کا بوسہ لے لیا۔ پھر یہ مجلس ختم ہوئی تو دوسری مجلس شروع ہوئی اس محفل میں نہایت حسین صورت بزرگان دین تشریف فرما ہوئے ان میں سے ایک بزرگ کامل نے دوسرے بزرگ کو

حکم دیا کہ بخاری شریف لاؤ بخاری شریف لائی گئی تو اس بزرگ نے فرمایا مولانا مختار احمد صاحب آپ حدیث شریف ان اللہ خلق آدم علی صورتہ کی تشریح فرمائیں جب انہوں نے حدیث کی تفسیر بیان کی تو ایسی نورانی علمی تفسیر تھی کہ اس بزرگ کامل نے بصد مسرت اٹھ کر اس کی پیشانی چوم لی پھر یکے بعد دیگرے تمام بزرگوں نے یہی عمل دہرایا۔ ابھی مجلس ختم ہی ہوئی تھی کہ اعلان ہوا کہ اٹھو استقبال کرو سید الاولیاء تشریف لا رہے ہیں۔ دیکھا تو اولیاء کرام کا جم غفیر تھا اور آگے آگے تین حضرات بزرگان دین ہیں باقی سب ان کے پیچھے صف بستہ ہیں۔ میں ''سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ'' دوڑ کر ان بزرگوں کے قدم بوس ہوئے۔ انہیں میں سے ایک نے فرمایا کہ حافظ صاحب مبارک ہو بقیہ تکمیل کے لئے ہم آگئے ہیں۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا حافظ صاحب آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ ہوں، میرے دائیں جانب سرکار بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بائیں جانب سرتاج چشت اہل بہشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہیں۔ ان کے ہمراہ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مزید بے شمار اولیاء کرام ہیں۔

چنانچہ سب حضرات تشریف لا کر جلوہ افروز ہوئے اور ایک اور عظیم شخصیت کے درود مسعود کا انتظار ہونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ جس کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ عظیم ہستی غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے سر اقدس پر سبز رنگ کی دستار ہے۔ حضور سید الاولیاء علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ و سرکار بغداد حضرت غوث الاعظم استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے،

غرض کہ حضور قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے سیدنا حضرت علی مرتضٰی کی خدمت میں وہ دستار پیش کی۔ اور عرض کیا کہ حضور آپ مولانا مختار احمد کی دستار بندی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کاظمی صاحب آپ ابتداء فرمائیں اس لئے کہ آپ ان کے استاذ ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ نے بصد کہا کہ حضور آپ سید الاولیاء ہیں لہذا آپ ہی ابتداء فرمائیں سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ وحضرت قطب ربانی سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ و معین الملت والدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست کرم سے مختار احمد کی دستار بندی فرمائی۔ دستار بندی کے بعد سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دعائے خیر فرمائی اور مجھے مبارک باد عطا فرمائی۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے حکم فرمایا کہ حافظ صاحب لنگر تقسیم کریں، چنانچہ میں نے حسب الحکم لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور اولاً میں نے لنگر انہی حضرات ثلاثہ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو چیز اچھی ہوتی ہے وہ علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ اٹھا کر مختار احمد کے سامنے رکھ دیتے ہیں غرضیکہ لنگر تقسیم کرنے کے بعد مجھے حکم ہوا کہ میں بھی لنگر میں سے کچھ کھاؤں اور میں نے بھی حسب حکم اسی لنگر سے کھایا اور وہ مجلس اختتام پذیر ہوئی اور تمام بزرگان مشائخ تشریف لے گئے تو قبلہ والا کریم حضرت سراج اہلسنت فرماتے ہیں کہ میں نے بیدار ہو کر ان حضرات کی سنت ادا کی اور مختار احمد کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے ایک نورانی سبز باغ دیکھا جس کے درمیان میں نورانی طلائی محلات تھے اور ان میں سے ایک محل

میں مجھے مختار احمد نظر آیا جب برخوردار نے مجھے بلایا تو میں بھی اسی محل میں داخل ہو گیا دیکھا کہ اس محل میں ایک نورانی منبر رکھا ہوا ہے برخوردار نے بتایا کہ قبلہ اللہ تعالیٰ نے یہ نورانی طلائی محل اور نورانی منبر مجھے عطا فرمایا ہے، اس محل میں ایک نورانی قالین بچھی ہوئی نظر آ رہی تھی اور اس پر آیت مبارکہ "**بطائنھا من استبرق**" لکھی ہوئی تھی اور اس محل کے چہار طرف سرسبز و شاداب باغ تھا اور حقیقت میں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا تھا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مدرسہ سراج العلوم کے قیام کے متعلق اپنا خواب بیان فرمایا کہ میرا ارادہ ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کا تھا مگر کوئی مناسب و موزوں جگہ میسر نہیں آ رہی تھی۔ دریں اثناء میں نے ایک خواب دیکھا کہ جہاں اس وقت مدرسہ قائم ہے اس مقام پر سفید کبوتر دودھ پی رہے ہیں اور دودھ کا چشمہ جاری ہے کہ ختم ہونے کو نہیں آتا۔ اس خواب کی تعبیر حضرت سراج الفقہا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دی کہ یہاں دینی مدرسہ قائم ہوگا۔ علم عربی چشمہ بے کنار ہے اور کبوتر طلباء ہیں۔ چنانچہ آپ کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی اور آج ایک ناہموار جگہ پر بہترین دینی ادارہ قائم ہے جو کہ علاقہ بھر میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کا خواب بیان فرمایا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ پتہ نہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدسہ کی ہیئت کیا ہوگی۔ جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ایک شب میں خواب نصیب ہوا جس میں آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی ہیئت میری نگاہوں کے سامنے آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کے مزار پر تین سرخ نوری پتھر رکھے ہوئے ہیں اور ان پر عرش بریں سے

نورانی شبنم کے نورانی قطرات برس رہے ہیں ایسی شبنم جیسے نورانی قطرات مزار شریف سے عرش بریں کی طرف جا رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار اقدس تھوڑی سی نیچے ہے جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار شریف اس سے بھی تھوڑی سی نیچی ہے ہم محو صلوٰۃ وسلام تھے کہ ایک صدا آئی، حافظ صاحب ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہا پر تو صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں مگر امیر عثمان وعلی مرتضی رضی اللہ عنہما پر بھی یہاں سلام پڑھو اور ان کو بھی یہاں موجود سمجھو، حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک ہمارا قیام سرکار دو عالم کی بارگاہ میں رہا ہم سب رفقاء سرکار دو عالم ﷺ اور آپ کے خلفاء اربعہ کے حضور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شدید کھانسی تھی ہر چند علاج معالجہ کرایا گیا مگر افاقہ نہ ہوا تو میں نے اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ درپاک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور استغاثہ فرمایا تو شب کو حضرت مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی آپ پانی پڑھا ہوا لائے کچھ پانی حضرت سراج اہلسنت پر چھڑکا اور بقیہ پانی پینے کا فرمایا چنانچہ آپ نے بقیہ پانی نوش فرمایا صبح بیدار ہوئے تو صحت یاب تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس غلام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد فیض رہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد بار اپنی زیارت فیض سے مشرف فرمایا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بفضلہٖ تعالےٰ حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضٰی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وحسنین کریمین علیہما السلام، حضرت اویس قرنی، حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی بابا فرید شکر گنج، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین دہلوی، حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی، حضرت خواجہ غلام فرید رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ دیگر بزرگان دین ومشائخ عظام کی متعدد بار زیارت نصیب ہوئی، غرض کہ

اس قسم کے بے شمار رویائے صالحہ آپ کو نصیب ہوتے رہے۔

رویائے صالحہ روشن قلبی وروحانی ترقی کی علامت ہیں۔

پاک ارواح پاک ارواح کے ساتھ مربوط رہتی ہیں۔

یہ رابطہ دائمی رہتا ہے عالم دنیا، عالم برزخ، عالم حشر میں بھی یہ رابطہ قائم ودائم رہتا ہے۔

مکتوبات شریفہ:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے چند روز قبل محترم جناب ملک غلام محمد کی خدمت میں ڈیرہ نواب گرامی نامہ تحریر کیا کہ ملک صاحب کافی عرصہ ہوا ملاقات نہ ہوئی، بدیدن عریضہ جلد تشریف لائیں کیوں کہ آپ سے ملاقات کے لئے دل بہت اداس ہے اگر آپ تشریف نہ لائے تو پھر ایک شعر کا یہ مصرعہ سن لیں اور اس کو ذہن نشین کرلیں۔ ع

بجنازہ گر نیائی بر مزار خواہی آمد

محترم ملک صاحب جو کہ آپ کے منظورِ نظر و پسندیدہ نعت خواں ہیں بوجہ مصروفیت ملازمت تشریف نہ لا سکے، دریں اثناء ۱۴ جون ۱۹۷۶ء بروز اتوار بعد مغرب آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا جب کہ ملک صاحب کراچی تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اتفاقاً جب جنازہ پڑھا جا رہا تھا تو اسی دن صبح ملک صاحب بذریعہ خیبر میل نواب آف بہاولپور کے اہل و عیال کو لے کر لاہور جا رہے تھے کہ خان پور اسٹیشن پر انہیں حضرت کے وصال کا علم ہوا تو ان کو انتہائی تاسف اور گریہ لاحق ہوا مگر مجبوری تھی کہ نواب صاحب کے اہل و عیال کو تنہا چھوڑ کر جنازہ میں شرکت نہ ممکن تھی۔ لہذا بصد مجبوری لاہور چلے گئے اور نواب صاحب کے اہل خانہ کو لاہور پہنچا کر دوسرے دن لاہور سے خان پور پہنچے اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ والوں کو پہلے سے علم ہوتا ہے کہ فلاح وقت موت آئے گی اور محبین و متوسلین میں کون شریک جنازہ ہوں گے اور کون نہ ہو سکیں گے۔ نیز اس طرح اس شعر کے اس مصرعہ لکھنے کی تعبیر پوری ہوئی۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز ترین شاگرد حافظ عبدالکریم صاحب آپ کی اجازت کے بغیر ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الملت والدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کی تقریبات میں شرکت کے لئے ہندوستان جا رہے تھے۔ حافظ عبدالکریم صاحب مکمل تیاری کے ساتھ خان پور سے لاہور جا چکے تھے کہ آپ کو علم ہو گیا آپ نے اسی وقت نوازش نامہ تحریر فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر ہرگز نہ جاؤ نیز میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ تم ہر وقت میرے ساتھ رہو ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے اور میری زیارت سے بھی تشنہ

رہو گے۔

جیسے ہی یہ گرامی نامہ حافظ عبدالکریم صاحب کو لاہور میں موصول ہوا تو وہ اپنی تیاری منسوخ کر کے فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس کے چند یوم بعد ہی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ راہی ملک بقاء ہوئے۔ حافظ عبدالکریم صاحب حضرت کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ان کو آخری لمحات میں جدا نہ رکھا۔ اگر آپ نوازشنامہ تحریر نہ فرماتے تو وہ اجمیر شریف چلے جاتے اور ادھر آپ کا وصال ہو جاتا تو وہ زندگی بھر اس داغ مفارقت کو نہ بھولتے، الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ فقیر کو بھی حضرت کی آخری ساعات کی غلامی نصیب رہی ہے۔

فقیر ۱۹۷۵ء میں حرمین شریفین حاضر ہوا، چار ماہ تک قیام کرنا تھا کہ اسی اثناء فقیر کو کچھ زادراہ کی مزید ضرورت محسوس ہوئی کہ دوسرے دن قبلہ والد گرامی حضرت سراج اہلسنت کا گرامی نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے واضح طور پر خود بخود تحریر فرمایا کہ آپ کو رقم کی ضرورت ہے لہذا وہاں سے پانچ صد ریال حاصل کر لیں اور میں یہاں اس کی پاکستانی رقم ادا کر دوں گا۔ میں حیران تھا کہ میری قلبی کیفیت کو آپ نے پہلے سے جان لیا اور میرے عریضہ لکھنے سے بھی پہلے آپ کا مکتوب گرامی باصرہ نواز ہو گیا دراصل یہ حضرت کو کشف تام حاصل تھا اسی کے کرشمے تھے جس کے فقیر نے ہزارہا تجربے کئے ہیں۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں مولانا غلام محمد صاحب کو خط لکھا کہ میری حاضری کے لئے دعا فرمائیں حضرت مولانا غلام محمد صاحب جواب فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ الرحمۃ کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا تو اسی شب میں

نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ باب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد نبوی حرم شریف میں داخل ہو رہے ہیں میں حد درجہ متحیر ہوا کہ حضرت نے تو مجھے لکھا تھا کہ میری مدینے کی حاضری کے لئے دعا فرمائیں مگر آپ تو میری دعا سے بھی پہلے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

دراصل عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کی ارواح طیبہ ہر وقت شہر محبوب مدینہ منورہ حاضر رہتی ہیں بلکہ عاشقوں کی ارواح کے لئے دارالقرار مدینہ منورہ ہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت حاضری سرکار دو عالم عرض کیا تھا۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی و ھی نائبتی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت بعد میں میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا اور وہ میری نائب تھی اور میری طرف سے اس سرزمین کو بوسے دیتی تھی۔

عبادت وریاضت:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر و بیشتر وقت عبادت الٰہی میں بسر ہوتا تھا رات کو اگر شب بیداری ہے تو دن کو عبادت گزاری ہے دیگر اوراد و وظائف کے علاوہ کثرت درود کی تلاوت آپ کا معمول تھا آپ صبح کی نماز کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہوتے تو دس بجے تک یہی معمول رہتا پھر سائلین کی آمد کا سلسلہ جاری ہو جاتا تو دوپہر تک تعویزات کا عطیہ جاری رہتا۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرما کر بیدار ہوتے اور نماز ظہر ادا کر کے تلاوت قرآن مجید و دیگر وظائف کی تلاوت کا سلسلہ جاری ہو جاتا یہاں تک کہ عصر کی اذانیں ہو جاتیں عصر کی نماز کے بعد آپ کا وظیفہ صرف ذکر رسول یعنی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ تھا۔ اسی ذکر کے عالم میں آپ مسجد مستری

کمال الدین مرحوم میں تشریف لے جاتے ،مغرب وعشاء کی امامت وہیں فرماتے۔
نماز مغرب کے بعد آپ نوافل اوابین ادا فرماتے پھر قصیدہ غوثیہ، وحفظ الایمان،
(اشرف علی تھانوی والی نہیں) کی تلاوت وقرات کا سلسلہ شروع ہوتا تو نماز عشاء کی
اذانوں سے کچھ دیر پہلے ختم ہوتا وہیں حاضرین کے ساتھ ماحضر تناول فرماتے پھر
عشاء ادا فرماتے اور نماز کے بعد گیارہ بجے شب تک شان مصطفیٰ ﷺ بیان فرماتے
رہتے اور یہ روزمرہ کا معمول تھا جو کہ حیات کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ بعدازاں
آپ مدرسہ سراج العلوم میں تشریف لاتے تو دینی ودنیاوی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے
اور تقریباً بارہ بجے وضو فرما کر سورۃ ملک درود شریف کی تلاوت کرتے کرتے آرام
پذیر ہو جاتے دو گھنٹے بعد بیدار ہوتے اور نوافل تہجد میں مشغول ہو جاتے تہجد سے
فراغت کے بعد ذکر جہر شروع فرماتے جو کہ نماز صبح تک جاری رہتا اور دن کی نوافل
اشراق ضحیٰ وغیرہ آپ سے کبھی قضا نہیں ہوئیں۔

ایک وقت یہ بھی آیا کہ آپ نے اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ درپاک علیہ الرحمۃ کے
ارشاد کردہ وظیفہ کی چلہ کشی فرمائی جس میں ترک جلالی وجمالی بھی لازم تھا۔ چنانچہ آپ
نے مسلسل چالیس یوم تک وہ وظیفہ کیا کہ ہر شب کو ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھنی پڑتی
تھی اور ہر دوگانے کے بعد ارشاد کردہ وظیفہ شریف ایک مرتبہ پڑھنا پڑتا تھا۔ غرضیکہ
آپ نے بجز سوکھی روٹی کے جو نمک، مرچ اور گھی سے بھی مبرّا تھی اور کچھ نہ کھایا اور اسی
طرح چلہ کشی پوری ہوئی ایسے ہی ایک دفعہ آپ نے درود مستغاث کی زکوٰۃ بھی نکالی
جو کہ انتہائی محنت طلب تھی اور یہ چلہ کشی اکیس یوم کی تھی اس میں ترک جمالی وجلالی
لازم تھے اور دن کو روزہ دار رہنا پڑتا تھا غرضیکہ آپ نے اس طرح بھی یہ زکوٰۃ پوری

کی، گویا قائم اللیل اور اکثر صائم النہار رہنا آپ کی قلبی روحانی غذا تھے خدا معلوم کہ یہ اللہ والے راہ سلوک طے کرنے کی کٹھن منازل کس طرح عبور کرتے ہیں۔

بہر حال یہ امر تو مسلم ہے کہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے۔

شغف مسئلہ وحدت الوجود:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا شب و روز مسئلہ وحدت الوجود میں شغف تھا آپ چونکہ مشرباً چشتی سلسلے سے منسلک تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ہاں مسئلہ وحدت الوجود حق و مسلم ہے جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوئ میں فرماتے ہیں۔

من قیت بصوتہ فانہ لایریٰ الااللہ ولا یعرف غیرہ ویعلم انہ لیس فی الوجود الا اللہ و انما الوجود للواحد الحق الذی بہ وجود الافعال کلھا و من ھذا مالہ فلاینظرفی شئی من الافعال الاویری فیہ الفاعل و کذا العالم صنع اللہ تعالیٰ فمن نظر الیہ من حیث انہ فعل اللہ و عرفہ من حیث انہ فعل اللہ لم یکن ناظراً الا فی اللہ ولا عارفا الا باللہ و کان ھو الموحد الحق الذی لا یریٰ الا اللہ

جس کی بصیرت قلبی قوی ہے وہ ہر شے میں خدا کو دیکھتا ہے غیر اس کو نظر نہیں آتا اور وہ جانتا ہے کہ وجود اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے گویا کہ وجودِ واحد ذات حق کے لئے مختص ہے نیز اس کے اثر سے تمام افعال کا وجود ہے تو صاحب حال ہر فعل میں فاعل حقیقی ذات خدا کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح وجود عالم قدرت اللہ ہے پس جو عالم میں اس حیثیت سے نظر کرتا ہے کہ یہ اللہ کا فعل یا اس عالم کو فعل اللہ کی حیثیت سے جانتا ہے تو گویا وہ ذات الٰہ کا دیدار کرتا ہے اور اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے اور وہ موحد پرستی میں ذات کو دیکھتا ہے۔

موجود جو ہے جگ میں اسم و صفات حق ہے

اسم وصفات کیا خود عین ذات حق ہے

تشبیہ میں گرفتار بشان بشری ہے

تنزیہ میں محض پاک منزہ و بری ہے

اللہ محمد میں فقط فرق ہے اتنا

وہاں پردہ نشینی ہے یہاں پردہ دری ہے

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ وحدت الوجود کو اکثر خضر صحرا حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان فرید کی روشنی میں بیان فرمایا کرتے تھے کیوں کہ دیوان فرید مخزن تصوف ہے اور آپ اس کے غواص تھے، ہر شئے میں جلوہ حق ہونا چونکہ حضرت خواجہ غلام فرید کا پسندیدہ موضوع تھا اس لئے حضرت سراج اہلسنت بھی اس کی متابعت میں تھے اس کی تائید حضرت شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ سے ان الفاظوں میں ملتی ہے کہ نور شمس نور قمر میں موجود ہے مگر اس میں حلول واتحاد نہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ

نور الشمس اذا تجلی فے البدر یعطی من الحکم مالا یعطیه من الحکم بغیر البدر کذالك الا قتدار الا لهیٰ اذا تجلیٰ فی العبدیظهر الا فعال من الخلق فهوان کان بالا قتدار لکن یختلف الحکم لانه بواسطة هذا المجلی الذی کان مثل الموأة التجلیة کذالك العبد لیس فیه من خالقه شئی ولا حل فیه و انما هو مجلی له و خاصة مظهر له

سورج کا نور جب چودھویں رات کے چاند میں تجلی کرتا ہے تو اس کے غیر یعنی دیگر راتوں کے چاند کا وہ حکم نہیں جو چودھویں رات کے چاند کا حکم ہے یعنی اس کی نورانیت

چمک روشنی چودھویں رات کے چاند کے ساتھ مختص ہے۔ دیگر راتوں کے چاند کی وہ روشنی نہیں۔ اسی طرح قدرت الٰہی جب بندہ خاص ولی کامل میں متجلی ہوتی ہے تو ولی کامل بندہ الٰہی سے انوکھے کمالات ظاہر ہوتے ہیں وہ اگرچہ قدرت اللہ کا اظہار ہے لیکن حکم مختلف ہے چونکہ اسی مظہر کی وساطت سے ہے۔ یہ آئینہ کی مثل ہے جس طرح اس میں سورج کی روشنی پڑتی ہے آئینہ روشن ہو جاتا ہے اس میں سورج نے حلول نہیں کیا اسی طرح ولی کامل میں قدرت حق کا حلول نہیں بلکہ بندہ کامل مظہر انوار خدا ہے۔ اس کی قدرت مظہر قدرت خدا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں۔

ان اللہ تعالےٰ جعل نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم مظھرا لکما لاتہ و مرأۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رانی فقدرأالحق ولما فنی علیہ السلام عن ذاتہ و صفاتہ وافعالہ کان نائبا کمن الحق فی ذاتہ و صفاتہِ و افعالہِ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے کمالات کا مظہر اور تجلیات کا آئینہ بنایا ہے اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے ذات حق کو دیکھا جب بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات وصفات اور افعال میں فنا تھے تو اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والسلام کی ذات وصفات اور افعال میں نائب ذات حق تھے۔ یعنی جب نبی اکرم اپنی ذات وصفات میں فنا ہوئے تو وہ درحقیقت ذات وصفات خداوندی میں فنا تھے گویا حق اسی صورت محمدی میں نظر آیا۔ چنانچہ یہی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدفنی عن وجودہ بالکلیۃ و تحقق بااللہ فی ذاتہ و صفاتہ وافعالہ فکل ما صدر عنہ صدر عن اللہ فمبا یعتہ مبا یعۃ اللہ

فمعنیٰ یدی الله ای قدرته الظاهره فی صورة قدرة النبی علیه السلام فوق قدرتهم الظاهرة فی صورة ایدیهم لانه مظهر الاسم الاعظم المحیط الجامع

پس نبی علیہ السلام نے جب اپنے وجود سے فنائے کلی فرمایا تو آپ کا تحقق خدا کی ذات وصفات اوراس کے افعال میں لازم ہوگیا پھر جو کچھ نبی علیہ السلام سے صادر ہوا وہ حقیقت میں اللہ کی ذات سے صادر ہوا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی بیعت خود اللہ کی بیعت ہے پس ید اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی تمام قدرتیں نبی علیہ السلام کی قدرت کی صورت میں ظاہر ہوئیں اور وہ قدرت جو نبی علیہ السلام کے ہاتھوں سے ظاہر ہو، فوقیت کی حامل ہے اس لئے آپ اسم اعظم کے مظہر اور محیط جامع ہیں یعنی صفات مصطفیٰ مظہر صفاتِ خدا ہیں ذات مصطفیٰ مظہر ذات خدا اور افعال مصطفیٰ مظہر افعال خدا ہیں۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فنافی الرسول وفنافی الشیخ تھے۔اس لئے آپ نے جو مشاہدات فرمائے ہیں وہ دراصل اسی فنائیت کے مرہون منت تھے یعنی آپ نے ذات وصفات اور افعال محمدیہ میں ذات وصفات اور ذات الٰہ کا مشاہدہ فرماتے تھے اسی طرح آپ اپنے مرشد کریم کی ذات پاک میں بھی تجلیات حقیہ کا مشاہدہ فرماتے تھے بقول عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ:

چوں تو ذات پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
پیر کامل صورت ظلّ خدا
یعنی دید پیر دید کبریا

ہر کہ پیر و ذات حق ر ایک ندید

نے مرید ونے مرید ونے مرید

یعنی اولیاء کرام ومرشدان گرامی کی ذات میں بجز تجلیات خدا اور کچھ نہیں ہوتا چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حکایة عن رب العزت ماتقرب عبدالی بمثل اداء ما افترضت علیہ ولا یزال یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت لہ' سمعًا و بصراً ولسانا وقلبا ویدا ورجلابی یسمع وبی یبصروبی ینطق و بی یمشی و ھذا الخبر یدل علے انہ لم یبق فی سمعھم نصیب لغیراللہ ولا فی بصر ھم ولا فی سائر اعضائھم اذلوبقی ھناك نصیب بغیر اللہ کماقال انا سمعہ و بصرہ۔الخ

نبی علیہ السلام نے فرمایا حدیث قدسی میں ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے جب میرا بندہ بذریعہ نوافل میرے قریب ہوتا ہے تو میں اس کو محبوب رکھتا ہوں اور جب میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو میں اس کی سمع وبصر زبان ودل، ہاتھ وپاؤں بن جاتا ہوں پھر وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی سمع وبصر بلکہ تمام اعضا میں اللہ تعالیٰ کے غیر کا حصہ نہیں ہے کیوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کا حصہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتا کہ میں اس کی سمع وبصر ہوں۔

قوائے اولیاء اللہ:

قال علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ واللہ ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسد انیة ولکن بقوۃ ربانیة و ذلك لان علیا کرم اللہ وجھہ فی ذلك الوقت انقطع نظرہ عن عالم الاجساد و اشرقت الملئکة بانوار عالم الکبریا فتقویٰ روحہ و تشبہ بجواھر الارواح الملئلکة، و تلا لات فیہ اضوا عالم القدس والعظمة

فلاجرم حصل لهٗ من القدرة ماقدر بها علیٰ مالم یقدر علیه غیره و کذالك العبد اخاموا ظب علی الطاعات بلغ اِلی المقام الذی یقول الله کنت له سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال الله سمعا له سمع القریب و البعید و اذا صار ذالك النور بصراً له رأی القریب و البعید و اذا صار ذالك النور یدا له قدر علی التصرف فی الصعب السهل و البعید و القریب۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا میں نے قلعہ خیبر جسمانی قوت سے نہیں توڑا بلکہ یہ تو ربانی قوت سے توڑا ہے اس واسطے حضرت علی نے اس وقت اجساد عالم قطع نظر کر کے فرمایا کہ ملائکہ عالم کبریا کے انور سے روشن ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کا روح پاک قوی تھا اور ارواح ملائکہ کے جواہر سے مشابہ تھا اس وقت ان کے لئے عالم قدس و عالم عظمت کے انوار سے ہمہ اطراف روشن تھے۔ بلاشبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ قدرت حاصل تھی جو بجز ان کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں تھی اسی طرح بندہ کامل جب طاعت الٰہ میں مواظبت کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان و آنکھ بن جاتا ہوں پس جب نور الٰہی کا جلال ہو جاتا ہے تو قریب و بعید کو برابر سنتا ہے اور جب نور الٰہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو وہ قریب و بعید کو برابر دیکھتا ہے اور جب نور الٰہی اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل و آسان اور قریب و بعید میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف الانسان الکامل میں فرماتے ہیں کہ

اذا تجلی الله تعالیٰ علیه بصفة السمعیة فیسمع نطق الجمادات و الحیوانات و النباتات و اذا تجلی الله تعالیٰ علیه بصفة البصریة فیبصر جمیع الموجودات۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کامل پر صفت سماعت کی تجلی فرماتا ہے تو وہ تمام جمادات وحیوانات اور نباتات کے کلام کو سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو صفت بصارت کی تجلی فرماتا ہے تو وہ جمیع موجودات کو دیکھ لیتا ہے۔

گویا علوی وسفلی مخلوق کے ذرہ ذرہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی نگاہ محیط کائنات ہوتی ہے چونکہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بھی مواظب بالنوافل تھے اور آپ کو بھی بلاشبہ تقرب الٰہی حاصل تھا نیز آپ کا ظاہر و باطن تجلیات الٰہیہ وتجلیات محمدیہ سے متجلی تھا اس لئے آپ سے قلبی وصدری باتیں پوشیدہ نہ تھیں یہی وہ کمال ہے کہ جس کو عرفِ عام میں مکاشفہ کہا جاتا ہے۔

جب نگاہِ ولی کا یہ کمال ہے تو نگاہِ نبی کا کیا کمال ہوگا۔ حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں نگاہِ خلیل علیہ السلام کا مقام بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

ان اللہ اراہ الملکوت بالعین قالو ان اللہ تعالیٰ شق لہ السموات حتی رای العرش و الکرسی والیٰ حیث ینھیٰ الیہ فوقیت العالم الجسمانی و شق لہ الارض الیٰ حیث ینھیٰ الی السطح الآخر من العالم الجسمانی ورایٰ مافی السموات من العجائب و البدائع ورایٰ مافی باطن الارض من العجائب و البدائع.

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آنکھ سے ملکوت اعلیٰ کا مشاہدہ کرایا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو شق کیا یہاں تک ابراہیم علیہ السلام نے عرش وکرسی و عالم جسمانی کی بلندیوں کی انتہاء کو دیکھا اور زمین کو شق کیا تو آپ نے عالم جسمانی کی آخری سطح کی انتہاء کا مشاہدہ فرمایا اور ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں میں موجود عجائب

وبدائع اوراس طرح زمین کی سطح میں بھی تمام عجائبات وبدائع کا مشاہدہ فرمایا۔

غرض کہ انبیاء و اولیاء کرام کی ذوات میں جلوہ ہائے حقی جلوہ فگن ہوتے ہیں اور عاشقان جمال حقی مظاہر اللہ ہیں حسن ذات حقی کا مشاہدہ کرتے ہیں حضرت عارف کامل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہر سو جلوہ دلدار دیدم

بہر چیزے جمال یار دیدم

چوں خود رو بنگرم دیدم ہمون است

جمال خود جمال یار دیدم

اور یہی مقام حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا تھا کہ آپ ہر ہستی میں تجلیات حقی و تجلیات محمدی کا دیدار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ کسی صاحب دِل نے کہا ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

مسئلہ وحدت الوجود کا (خلاصہ یہ ہے کہ)

ایک داں ہوں ایک خواہ ہوں ایک گوہوں ایک جو

سب میں اس کو دیکھتا ہوں غیر سے مطلب نہیں

یعنی عارف کامل کو وہی ایک ہر ایک شئی میں نظر آتا ہے غیر تو اس کو دکھائی دیتا ہی نہیں عارفین کے نزدیک وجود حقیقی ذات حق کے لئے ہے۔ دیگر کائنات کا وجود اعتباری ہے اور اعتباری وجود عارضی ولاشئی ہوتا ہے۔

مثلاً دریا کا پانی پانی کی حقیقت رکھتا ہے اور اس پر حُباب کا وجود عارضی وجود ہے۔ جب دریا موجزن ہوتا ہے تو حباب کا وجود معدوم ہو جاتا ہے اور پھر وہی پانی کا پانی ہوتا ہے

چونکہ حباب عارضی وجود کے سبب معدوم ہو چکا تو پھر وہی ذات آبی نمودار ہو گئی اس طرح وجود کائنات عارضی وجود کے سبب لاشئی ہے جبکہ وجود حقیقی ازلی وابدی ہے۔

حاضری حرمین شریفین

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ مرتبہ حرمین شریفین میں باریابی کا شرف نصیب ہوا پہلی مرتبہ آپ کو ۱۹۴۱ء میں حاضری کا شرف میسر آیا اس وقت جدہ سے مدینہ منورہ تک سفر بڑا کٹھن ہوتا تھا بس، موٹر کے بجائے اونٹوں پر سفر ہوتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اس سفر میں جس قدر صعوبتیں پیش آتی تھیں حضرت عشق میں اسی قدر ترقی ہوتی تھی اور جب دیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف حاضری ہوتا اور روضہ اقدس کا دیدار و مواجہ شریفہ کی حاضری نصیب ہوئی ہوتی تو تمام تر صعوبتیں راحتوں و مسرتوں میں تبدیل ہو جایا کرتی تھیں۔ دوسری بار جب ۱۹۴۵ء میں حاضری نصیب ہوئی تو یہ سفر عرب سابقہ سفر سے بھی نہایت پر ذوق تھا تیسری بار ۱۹۴۸ء میں جب آپ کو روضہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی تو حضرت قبلہ استاذیم مفتی مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ناظم مدرسہ سراج العلوم حضرت قبلہ حاجی غلام قدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر رفقائے کرام بصورت قافلہ شریک تھے اس قافلے کو بجا طور پر قافلہ عشاقان رسول کہا جا سکتا ہے کیوں کہ ہمسفر سب کے سب باذوق تھے۔

چوتھی بار جب ۱۹۵۱ء میں آپ کو زیارت حرمین شریفین نصیب ہوئی تو رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور سید الحفاظ کریم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے رفیق سفر تھے چنانچہ آپ نے حافظ کریم اللہ صاحب مرحوم سے فرمایا کہ حافظ اب تک

آپ نے جو قرآن مجید ختم کیے ہیں ان کے آفاقیت مسلم ہے مگر جو ختم قرآن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پڑھا جائے گا اس کی رفعت شان اور ثواب کا اندازہ کون کرسکتا ہے چنانچہ آپ کی تحریک پر حافظ کریم اللہ صاحب مرحوم نے حرم نبوی مسجد نبوی شریف میں ختم قرآن شریف پڑھا اور حضرت سراج اہلسنت نے بحثیت سامع مع دیگر رفقاء کرام حافظ صاحب مرحوم کی اقتداء فرمائی۔ حافظ صاحب کو حفظ قرآن میں ید طولیٰ حاصل تھا جب شب ۲۹ رمضان المبارک کو ختم قرآن پاک ہوا تو تمام عرب مقتدی حضرات جو پہلے سے ہی انگشت بدندان تھے بے ساختہ پکار اٹھے ہذا حافظ کامل جید یہ حافظ کامل و پختہ کار ہے۔ حضرت کریم اللہ صاحب تادم حیات حضرت سراج اہلسنت کے ممنون احسان رہے کہ آپ کی تحریک پر انہیں حرم نبوی میں قرآن پاک پڑھنے کا شرف حاصل ہوا حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو شرف حاصل ہے کہ آپ نے اعتکاف مسجد نبوی میں کیا اور نماز تراویح رمضان کے جمعہ و نماز عید الفطر بھی آپ نے مسجد نبوی میں ہی ادا کی بلکہ پورا مہینہ رمضان المبارک کا آپ نے مسجد نبوی میں ہی رہ کر گزارا۔ صبح تہجد کی نماز سے پہلے روضہ انور پر حاضری دیتے پھر تہجد پڑھتے، بعد ازاں بعد اذکار و وظائف کا ورد فرماتے صبح کی نماز پھر اشراق کی نماز سے فراغت پا کر پھر حوائج ضروریہ کے لئے باہر تشریف لے جاتے سحری و افطاری رفقاء وہیں مسجد شریف میں پہنچاتے تھے آپ کے معمولات میں اکثر عشاق کرام کا فارسی کلام ورد زبان رہتا جب آپ بارگاہ نبوی میں حاضری دیتے تو عجیب ذوق کی کیفیت آپ پر طاری ہوتی۔

حضرت سراج اہلسنت کو شیخ الروضہ و خدام روضہ کے ہاں خصوصی تقرب حاصل تھا حتیٰ

کہ آپ کی وجدانی کیفیت کو دیکھ کر خدام روضہ نے آپ سے فرمایا کہ شب جمعہ آپ غسل فرما کر اجلا لباس زیب تن فرما کر اور عطر لگا کر تشریف لائیں ہم آپ کو روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخلے کی سعادت کرانا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں معافی چاہتا ہوں ان حضرات نے اصرار کیا اور کہا کہ یہ پیش کش از خود ہم نہیں کر رہے بلکہ ہمیں اس کا حکم ہوا ہے مگر آپ نے فرمایا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں معافی کا خواستگار ہوں اس لئے کہ دربار نبوی مقام ادب ہے کہیں عالم وارفتگی میں دامن ادب ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے غالباً ایسے ہی مرحلہ پر کسی عاشقِ رسول شاعر نے فرمایا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۶۱ء میں پانچویں دفعہ اپنی والدہ محترمہ و بڑے بھائی حاجی غلام قادر صاحب و دیگر چند اہل خانہ کے ہمراہ حرمین میں شرف باریابی نصیب ہوا تو آپ پر عجیب کیف و سرور کا عالم تھا اور پھر رفقاء سفر بھی آپ کے باذوق اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک گویہ پُرنم تھے آپ کی تبلیغ اور وجدانی کیفیت سے متاثر ہو کر مختصر قافلہ جم غفیر میں بدل گیا غرضیکہ سینکڑوں حجاج کرام نے آپ کی معیت و پیروی میں حج ادا کیا اور سب نیک صالح محبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بن کر لوٹے اور آج تک اسی ذوق و محبت میں وارفتہ ہیں اگرچہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے مگر جو جوت جگا گئے ہیں وہ ہر محفل وعظ میں و محفل نعت میں عیاں ہو جاتی ہے اور رفقاء سفر آج بھی یاد کر کے آہیں بھرتے ہیں۔

ہمعصر ممدوح علمائے کرام:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسفر نامور علماء میں حضور غزالی زماں حضرت قبلہ استاذی سیدی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ انوار العلوم ملتان، سلطان، الواعظین بلبل چمنستان رسالت حضرت قبلہ مولانا محمد یار صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شریف شہباز مثنوی حضرت مولانا پیر گل محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادر پور شریف، عمدۃ الصالحین حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مدرسہ مظہر الاسلام لائل پورہ عمدۃ الصلحاء حضرت مولانا عبدالواحد صاحب سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ سراج العلوم خان پور حضرت قبلہ حافظ غلام زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرغائی شریف قابل ذکر ہیں۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو غزالی زماں حضرت قبلہ سید احمد سعید شاہصاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت تھی بلکہ حضرت مرشد کریم خواجہ دُر پاک علیہ الرحمۃ کے بعد اگر کوئی ذات حضرت کی نگاہوں میں لائق صد تحسین تھی تو وہ صرف اور صرف حضرت قبلہ کاظمی صاحب کی ذات ستودہ صفات تھی۔ اس عقیدت کی ایک خاص وجہ تھی کہ ضیغم اسلام بیہقی وقت محدث اعظم حضرت قبلہ علامہ پیر سید احمد شاہ صاحب کی خدمت مسلک اشاعت مسلک قریہ قریہ بلد بلد خطابات کمالات محمدیہ علی صاحبا الثناء والتحیۃ کو براہین قاطعہ سے ثابت کرنے مخالفین مسلک کو مسکت دندان شکن جوابات دینے ظاہر باطن علمی تبحر کی بنا پر حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی، حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے خطابات پر حضرت سراج اہلسنت گریہ

زار رہتے تھے۔ کبھی کبھی فلک شگاف آہوں کا سماں ہوتا تھا۔ یہ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ پر علمی و روحانی اثر تھا جن کے باعث سراج اہلسنت حضرت قبلہ کاظمی صاحب کے انتہائی معتقد و گرویدہ تھے۔

حضرت سراج اہلسنت کی ذات گرامی کو سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد یار صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی گہری عقیدت تھی مولانا موصوف علیہ الرحمۃ چونکہ عاشق الرسول ومحبّ الرسول ﷺ تھے اور آپ کی تقریر کا موضوع بھی ہمیشہ عشق رسول ﷺ ہوا کرتا تھا اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ از خود عاشق رسول تھے جب بیان کرنے والا عاشق رسول ہو اور سننے والا بھی فریفتہ رسول ﷺ ہو تو سونے پہ سہاگہ اور یہی پر لطف کیفیت یہاں ہوا کرتی تھی نیز جس طرح حضرت سراج اہلسنت کو مولانا قبلہ محمد یار صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت تھی یہی محبت مولانا محمد یار صاحب فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آپ سے متعلق تھی۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے مولانا محمد یار صاحب فریدی کو دعوت خطاب دی مگر آپ کسی مجبوری کے باعث مقررہ تاریخ پر تشریف نہ لا سکے چند یوم بعد تشریف لائے اور میں اوراد و وظائف میں مشغول تھا اس لئے ان کی آمد کا پتہ نہ چلا کہ اچانک آپ آئے اور آتے ہی فقیر کے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ میں حسب وعدہ تاریخ مقررہ پر حاضر نہیں ہو سکا اس لئے قضائی دینے آیا ہوں۔ حضرت سراج اہلسنت فرماتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کیوں اتنا شرمندہ فرماتے ہیں خدارا سید ھے ہوں مولانا فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ حافظ صاحب میں نے آپ کی تعظیم نہیں کی بلکہ آپ کے قلب میں

موجزن عشق رسول کی تعظیم کی ہے اور اسی نے مجھے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔

یہ وہی مولانا محمد یار صاحب فریدی تھے کہ جن کا داخلہ غلبہ نجدیت کے سبب خان پور میں ممنوع تھا مگر حضرت سراج اہلسنت نے اپنے زور بازو پر ان کو دعوت دی اور مستری کمال الدین مرحوم والی مسجد میں آپ سے مفصل ومدلل تقریر کروائی جس کی بناء پر مولانا صاحب مرحوم کو انتہائی مسرت ہوئی۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو عاشق رسول حضرت قبلہ مولانا پیر گل محمد شاہ صاحب قادر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات سے بھی حد درجہ عقیدت تھی حضرت مولانا شاہ صاحب اپنے زمانہ کے عدیم المثال بزرگ کامل پیر مقرر تھے اور غواص مثنوی تھے نیز جہیر الصوت بھی تھے کہ میلوں تک آپ کے مثنوی شریف پڑھنے کی آواز جاتی تھی نہایت خوش آواز و پر تاثیر واعظ تھے عشق رسول میں وارفتہ تھے کہ دوران تقریر خود بھی گریہ زار ہوتے اور مجمع پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی تھی اگر یوں کہا جائے کہ حضرت سراج اہلسنت کی عقیدت کا سبب ان سے یہی عشق رسول ﷺ تھا تو بیجا نہ ہوگا بلکہ یہ حقیقت ہے کہ دونوں عشاقان رسول کی باہمی محبت وعقیدت کا عنصر یہی عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تھا اور یہ باہمی احترام کا باعث بھی تھا۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح علماء میں سے ایک ذات حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب نہایت عاشق الرسول ﷺ وگریہ زار تھے ہر لمحہ ہر آن عشق مصطفیٰ میں ڈوبے رہتے جب درس دیتے تو عجب کیف وسرور کا عالم ہوتا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ حسن محمدی کا دیدار کر کے شان محمدی بیان فرما رہے ہیں اور حضرت سراج اہلسنت

رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا ایک یہ پہلو تھا نیز آپ کی غیرت مذہبی نے بھی حضرت سراج اہلسنت کو آپ کا گرویدہ بنا رکھا تھا آپ کی مذہبی غیرت کا ایک واقعہ حضرت سراج اہلسنت اس طرح بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ سفر حج میں ہم سفر تھے جب ہم سب نے بحری جہاز میں احرام باندھا تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بجائے دعائے مسنونہ کے درود شریف پڑھ کر احرام باندھا کہ اچانک ایک غیر مقلد اہلحدیث مولوی چیخ اٹھا کہ یہ درود شریف غیر محل پر پڑھا گیا ہے لہذا اس وقت دعائے مسنونہ پڑھنی چاہئے تھی جب آپ نے درود شریف کے متعلق غیر محل کا لفظ سنا تو رگ حمیت پھڑک اٹھی اور شدید غصہ کے عالم میں اس کو اٹھا کر سمندر میں پھینک رہے تھے کہ خبیث تو نے درود شریف کو غیر محل کیوں کہا ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت قبلہ مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو منع فرمایا کہ سفرِ حج میں جھگڑا نہ کرنا چاہئے آپ نے فرمایا کہ حضرت یہ خبیث ہے اور اس کو ضرور سزا دینی چاہئے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے درود کو غیر محل کہتا ہے غرض بڑی مشکل سے اس اہلحدیث مولوی کی جان چھڑائی گئی۔

غرض کہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت کے محور یہی دو اصول تھے ایک محبت وعشق رسول ﷺ، دوم غیرت دینی و مذہبی یعنی آپ الحب للہ و البغض للہ کے عین مصداق تھے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو خان پور کی نہایت مقتدر علمی وعملی شخصیت مولانا مفتی محمد عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے انتہائی محبت تھی چونکہ ان حضرات کا زمانہ صغرسنی وغزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی

ذوات کی سرپرستی میں مسلک کی حقانیت کو اجاگر کرایا غرض کہ یہ انہی ہر دو حضرات کی شبانہ روز کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ آج خان پور شہر کی گلی گلی سے یا رسول اللہ کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے ہیں گھر گھر میں جلسہ ہائے میلاد النبی منعقد ہو رہے ہیں۔

مدرسہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور بھی انہی حضرات کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ ہے الغرض کہ انہی حضرات کی باہمی محبت و عظمت اس قدر قائم رہی کہ پچاس سالہ رفاقت میں کبھی رخنہ نہیں پڑا بلکہ باہمی احترام ہمیشہ مدنظر رہا حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ہم بے سہارا ہو گئے ہیں اس طرح حضرت سراج اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مفتی صاحب فرشتہ صفت کامل انسان ہیں اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ مفتی صاحب کو حیات خضر مرحمت فرمائے آمین۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمدرس و ہم مشرب و ہمسفر دوستوں میں اگر حضرت مولانا حافظ غلام زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہ کرنا مناسب نہ ہو گا اس واسطے کہ حضرت حافظ صاحب بھی آپ کے ہمدرس تھے اور آپس میں تا زندگی مودت و عقیدت قائم رہی اور آپ نے خان پور میں سنی تحریک کے دوران نمایاں مذہبی خدمات سرانجام دیں جب حضور قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خان پور و مضافات میں تشریف لائے تو حافظ صاحب پروانہ وار حفاظتی ہمراہی میں رہتے بلکہ زمانہ طالب علمی اکٹھے گزارا اور یہ بچپنے کی دوستی و رفاقت تادم حیات قائم رہی، دینی، مذہبی و ملی خدمات میں باہمی عظمت و رفاقت قائم رہی ایک وہ دور تھا کہ جب خان پور جیسے شہر پر نجدیوں کی یلغار تھی اور اہلسنت بریلوی مکتب فکر کے جلسے جلوس و تقاریر بند تھے۔ یا رسول اللہ کہنا جرم تھا۔ اس وقت ان ہی دو مقتدر ہستیوں نے ملکر نجدی شورش کو روکا،

مناظرے کئے اور کرائے اور مذہب حقہ کی اشاعت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ اطراف واکناف ملک سے علماء کرام کو مدعو کر کے مدلل ومسکت تقاریر کرائیں، شبہات کا ازالہ کرایا۔ جلسہ ہائے میلاد النبی ومعراج النبی ﷺ کی بنیاد ڈالی اور بسا اوقات تو صرف حضرت کاظمی صاحب کی خاطر ڈیرہ غازی خان سے فوراً خان پور پہنچتے تھے حضرت حافظ صاحب موصوف اور حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی محبت وعقیدت اور عظمت کی لحاظ داری ایک ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

وصال:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کا واقعہ بھی عجیب ہے وہ اس طرح کہ مدرسہ سراج العلوم میں موجود کنواں جو کہ عرصہ دراز سے مستعمل نہ ہونے کے باعث گیس سے بھر پور تھا کہ اس میں ایک طالب علم کی ٹوپی جا گری اور وہ طالب علم لاعلمی کی بنا پر ٹوپی نکالنے کے لئے کنویں میں اتر گیا موت جو گیس کی صورت میں منہ پھاڑے منتظر تھی معصوم جان کو بے جان کر دیا اس کو نکالنے کے لئے ایک اور جواں سال طالب علم بشیر احمد سعیدی مرحوم کنویں میں اتر گیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ موت بھی بھوکی تھی اس نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرا پھول بھی مسل دیا اور کسی کے گلشن اجڑنے کا ذرہ بھر بھی تو خیال نہ کیا اس طرح ایک اور نو جوان طالب علم حافظ خورشید احمد بھی کنویں میں اتر گیا تو موت نے بڑھ کر اس کا بھی استقبال کیا غرضیکہ موت نے چمنستان علم وعمل کے تین کھلتے ہوئے پھول آن کی آن میں مسل دیئے۔ تین گھنٹے بعد جب مرجھائے ہوئے اور بے جان پھولوں کی لاشیں باہر نکالیں گئیں تو غم واندوہ سے

کلیجہ منہ کو آتا تھا پتھر شق ہونے کو تھے۔ ہر آنکھ پرنم تھی، دل کی دھڑکنیں دگرگوں تھیں۔ زبانیں گنگ تھیں، عقل ماؤف تھے، ہر شخص دم بخود تھا، ایسے جانکاہ حادثے کا حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جیسے رقیق القلب، مشفق و ہمدرد، و مونس وغمخوار شخص پر کس طرح اثر نہ ہوتا اس صدمے کا اثر دماغ پر ہوا تو دماغ نے دل کی دھڑکنوں کے زیر و بم کو دگرگوں کر دیا۔

ان معصوم و بے گناہ شہیدوں کو ۱۰ جون ۱۹۷۶ء کو سپرد خاک کیا گیا ۱۱ جون کو جمعہ تھا حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں قبر کے حالات نہایت درد بھری آواز میں بیان فرمائے اور واضح فرمایا کہ میں دنیا سے پردہ پوش ہو گیا ہوں منکر نکیر میرے پاس آگئے ہیں مجھ سے سوالات کر رہے ہیں دیکھو رسول اللہ ﷺ میرے سامنے جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ آپ کے ان الفاظ پر سامعین پر شدید گریہ وزاری طاری ہو گیا۔

۱۲ جون ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ آپ نے صبح کی نماز مدرسہ سراج العلوم میں ہی ادا فرمائی اس وقت کوئی تکلیف نمودار نہ ہوئی تھی آپ ہشاش بشاش تھے، مگر غمگین ضرور تھے کچھ لحظہ بعد فرمایا کہ سر میں چکر آرہے ہیں اوراد و وظائف پڑھ کر بستر پر آرام فرما ہو گئے۔ جب ایک گھنٹے بعد بیدار ہوئے تو فقیر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضور طبع شریف کا کیا حال ہے فرمایا سر میں چکر ہیں اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہے چنانچہ میں نے محترم جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب کو حضور کی ناسازی طبع کی اطلاع دی اور جلدی تشریف لانے کی استدعا کی، ڈاکٹر صاحب موصوف پہلی فرصت میں ہی تشریف لائے تو ان کی تشخیص کے دوران ہی حضرت پر فالج کا حملہ ہوا۔ ڈاکٹر مختار احمد صاحب نے فوراً سول

ہسپتال خان پور کے میڈیکل آفیسر محترم جناب ڈاکٹر محمد افضل صاحب کو بلایا۔ دریں اثناء خان پور کے معروف ڈاکٹر جناب رازی صاحب، و جناب محترم ڈاکٹر خالد صاحب کو بلایا گیا چنانچہ اس ڈاکٹرز بورڈ نے یہی فیصلہ کیا کہ فوراً وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں داخل کرایا جائے۔ چنانچہ ہم لوگ تقریباً ایک بجے دوپہر سرکاری ایمبولینس کے ذریعے حضرت کو لے کر بہاولپور پہنچے۔ محترم ڈاکٹر مختار احمد صاحب حاجی حافظ مقبول احمد صاحب برادر مکرم حافظ عبدالکریم صاحب وعزیزمن مولانا عزیز الرحمٰن درانی بھی ہمراہ تھے۔

محترم جناب ڈاکٹر عیص محمد صاحب پروفیسر نے حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کا معائنہ کیا اور فرمایا کہ متواتر تین دن کے علاج کے بعد کوئی نتیجہ بتایا جا سکتا ہے چنانچہ بہتر سے بہتر علاج معالجہ کیا گیا مگر تقدیر خداوندی غالب ہوئی اور آپ کا خطبہ جمعہ پر اپنی پردہ پوشی کا واضح اعلان بھی یہی تھا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ شب و روز بے ہوشی طاری رہی اسی دوران حضور قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ طبع پرسی کے لئے ملتان سے بہاولپور تشریف لائے مگر حضرت صاحب بوجہ بے ہوشی کلام نہ فرما سکے۔ تو قبلہ کاظمی صاحب کو بے حد صدمہ ہوا کہ یا تو ایک وہ وقت تھا کہ حضرت حافظ صاحب ہم پر فریفتہ ہوتے تھے اور آج یہ وقت ہے کہ کلام بھی نہیں کر سکے۔ بہر حال حضور کاظمی صاحب بصد گریہ وصدمہ واپس ملتان شریف تشریف لے گئے اور ادھر پیغام اجل بھی آ پہنچا اور آپ ۱۴ جون ۱۹۷۶ء بروز پیر بعد از مغرب آغوش رحمت محمدی میں دار فنا سے دار بقاء کو تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عالم کی موت پر زمین وآسمان کا گریہ:

قَال اللہ تعالیٰ فما بکت علیھم السماء والارض الخ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وَسلم مامن انسان الا لہ بابان فی السمُاء باب یصعد عملہ وباب ینزل منہ رزقہ فاذا مات عبدالمؤمن بکیا علیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کے اعمال پرواز کرتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے اور جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو وہ دونوں دروازے روتے ہیں۔

حیات برزخیہ:

قولہٗ من عامل صالحاً من ذکر اوانثیٰ وھو مومن فلنحیینہٗ حیاۃ طیبہ

فرمان باری ہے کہ جس نے مردوں یا عورتوں میں سے نیک عمل کیا اور وہ مومن ہے تو ہم اس کو نہایت پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے یعنی اگر عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف نقل مکانی کرنے والا مومن کامل ہے تو اس کو طیب وطاہر حیات جاودانی عطا ہوگی۔

قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف ھو انتقال من دارالی دار

علماء فرماتے ہیں کہ موت عدم محض اور فنائے محض کا نام نہیں ہے بلکہ ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہونے کا نام موت ہے۔

سماعِ موتیٰ

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ان المیت یعرف من یغسلہ ویحملہ ومن یدلیہ فی حضرتہ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بے شک میت جانتا ہے کہ کون اس کو غسل دے رہا ہے اور کون اس کو اٹھا کر لے جا رہا ہے اور کون اس کو اس کی قبر میں داخل کر رہا ہے۔ بندہ خدا کے اس دنیا سے دوسری دنیا میں انتقال کے بعد اس کی سماع اور علم پر بے شمار مرویات موجود ہیں چنانچہ روایت ہے کہ

عن عمرو بن دینار قال مامن میت یموت الا وھو یعلم مایکون فی اھلہٖ بعدہٗ وانھم لیغسلونہ و یکفنونہ وانہ لینظر الیھم

حضرت عمر بن دینار سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہر میت اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے وہ کون ہیں جو اس کو غسل اور کفن دے رہے ہیں اور وہ میت ان کو دیکھتا رہتا ہے۔

قبر میں تلاوت قرآن:

اہل اللہ قسم کے حضرات کا جس طرح دنیاوی زندگی میں عبادت وریاضت اور تلاوت محبوب مشغلہ تھا اسی طرح یہ لوگ بعد وفات برزخی زندگی میں بھی اپنے معمولات کو جاری رکھتے ہیں جیسا کہ درج ذیل قول سے مشاہدۃً واضح ہے:

قال ابو حماد الحفار دخلت یوم الجمعۃ المقبرۃ نصف النہار فما مررت بقبر الا سمعت منہ قرأۃ القرآن۔

ابوحماد حفار فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن دوپہر کو قبرستان میں داخل ہوا تو میں نے ہر قبر سے تلاوتِ قرآن مجید کی آواز سنی۔

اسی طرح ایک صاحب کشف بزرگ کا قول ہے اور فرماتے ہیں کہ

قال مصعب بن عبداللہ الحفار حضرت قبرا فلما و صلت الی اللحد واخذت اللبن رأیت تحته رجلا قاعداً و فی یدیه مصحف یقرأ فیه۔

حضرت مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں میں ایک قبر پر حاضر ہوا اور اس کو لحد تک کھودا اور جب میں نے اینٹیں اٹھائیں تو نیچے ایک آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا اور وہ اسے پڑھ رہا تھا۔

جواب سلام:

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم قال ما من عبدیمر علی قبر رجل یعرفه فی الدینا فیسلم علیه الاعر فه ورد علیه السلام۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ کسی قبر سے گزرتا ہے اور وہ دنیا میں اس کو پہچانتا ہے تو وہ جب میت کو سلام کرتا ہے تو اس کو پہچانتے ہوئے سلام کا جواب دیتا ہے۔

مطلب یہ کہ اس دار فانی سے کوچ کر جانے والا قبر میں پہنچ کر دنیاوی پردہ پوشی کے حجابات سے ماوراء ہو جاتا ہے اور بے حجابانہ ہر کسی کی بات سنتا ہے اور اس کا جواب بھی دیتا ہے اور اس پر لاتعداد احادیث وآثار شاہد عدل ہیں۔

سیر ارواح مومنین:

عن سلمان قال ان ارواح المؤمنین تذھب فی برزخ من الارض حیث شاء ت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی اجسادھا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ارواح مومنین برزخ میں زمین سے نکل کر زمین وآسمان کے درمیان جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ ان کے جسموں میں لوٹا دیتا ہے۔

استمداد عن اہل القبور:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا باهل القبور (تحفة الذاکرین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی امر میں متحیر ہو تو اہل قبور سے مدد حاصل کرو۔

ورثاء کے اعمال کا علم:

عن جابر عبداللّٰہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقرباء کم فی قبورهم فان کان خیرا استبشروا و ان کان غیر ذلك قالوا اللهم الهمهم ان یعملوا بطاعتك۔

حضرت جابر عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بے شک تمھارے اعمال تمھارے عزیز واقارب پر ان کی قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں اگر تمھارے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوشی محسوس کرتے ہیں اور اگر اچھے نہیں ہوتے تو عرض کرتے ہیں اے اللہ ان کو الہام کر تا کہ تیری اطاعت پر عمل کریں۔

نوٹ: جب عام مرنے والوں کو اپنے ورثاء کے اعمال کا علم ہوتا ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مقدسہ کو بطریق اولیٰ اپنے امتیوں کے اعمال کا علم ہوگا۔

عہد حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے نامور طلباء کرام:

☆......**فقیہہ العصر مفتی غلام سرور قادری صاحب۔ مشیر شرعی عدالت پاکستان**

آپ اپنے وقت کے نامور عالم دین فقیہہ اور علم حدیث میں مہارت تامہ رکھنے والی شخصیت ہیں شرعی عدالت پاکستان کی مشاورت اور راہنمائی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

☆......**حضرت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ الحدیث**

جامعہ نعیمیہ کراچی

آپ بے شمار کتب کے مصنف تھے مختلف موضوعات پر ان کے گراں قدر مقالہ جات ملک کے جرائد میں شائع ہو چکے ہیں آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''شرح مسلم'' علمی اور دینی حلقوں میں ایک خصوصی مقام کی حامل ہے۔

☆......ادیب ملت پیر سید فاروق القادری شاہ صاحب۔۔ایم اے گولڈ میڈلسٹ۔سجادہ نشین شاہ آباد شریف

پاکستان کے ادبی حلقوں میں آپ ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔آپ نے بے شمار ادق دینی کتب کے تراجم کیے اور کئی زبانوں پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔

☆......حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین فریدی صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بہت ہی قلیل عرصہ میں علمی وادبی حلقوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے اور اپنے جد امجد حضرت مولانا خواجہ محمد یار فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فیض کو نہایت جانفشانی اور خوبی سے جاری رکھا بلکہ اسے مزید فروغ دیا۔

☆......سید خورشید احمد شاہ صاحب گیلانی۔امیر تحریک احیائے امت پاکستان

آپ آسمان ادب کے تابندہ ستارے ہیں نامور دانشور مفکر اور ممتاز سکالر ہیں آپ نے جملہ علوم جامعہ ہذا سے احقر کے زیر سایہ حاصل کیے آپ کو دنیا کے کئی مما لک میں بین الاقوامی فورم پر پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے مختلف دینی وعلمی موضوعات پر مقالہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے آپ ایک مؤقر ماہنامہ کے مدیر ہیں اور ان کے

کئی تحقیقی مقالہ جات ملک کے دیگر معروف اخبارات وجرائد کی زینت بن چکے ہیں۔

☆......**علامہ ڈاکٹر محمد افضل ربانی ۔پی ایچ ڈی جامعہ الازہر۔سابق ڈائریکٹر محکمہ اوقاف پنجاب۔**

آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں ۔اس وقت آپ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں علوم اسلامیہ کے پروفیسر کی حیثیت سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔آپ اپنی علمی اور انتظامی صلاحیتوں اور قابلیت کے باعث محکمہ اوقاف پنجاب میں کامیابی سے فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔

☆......**استاذ العلماء مفتی اقبال حسین شاہ صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ۔مہتمم اعلیٰ وشیخ الحدیث جامعہ فیض العلوم سکھر**

آپ نے تمام تر علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل فقیر کے پاس کی۔آپ نے اپنی علمی اور سیاسی صلاحیت کی وجہ سے سندھ میں نمایاں مقام حاصل کیا۔تحریک ختم نبوت میں آپ کے کردار کونظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر کی حیثیت سے آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

☆......**استاذ العلماء مفتی غلام مصطفیٰ صاحب رضوی مفتی جامعہ انوار العلوم ملتان**

آپ علم فقہ میں سند کا درجہ رکھتے ہیں فقہی مسائل پر ان کی عالمانہ تحقیقی نگارشات اور ریڈیو پاکستان ملتان سے فقہی مسائل پر آپ کی فاضلانہ گفتگو سے اہل علم ودانش نے کما حقہ استفادہ کیا۔

☆......**حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔نائب شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان**

آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر تھے اور علم حدیث میں آپ کو خصوصی درک حاصل تھا۔

☆......**خطیب پاکستان مولانا خان محمد قادری صاحب۔ پرنسپل جامعہ محمدیہ غوثیہ لاہور۔**

آپ نہایت فصیح وبلیغ شخصیت ہیں۔نہایت خوش الحان اور قادر الکلام خطیب ہیں اگر انھیں خطابت کا شہسوار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

☆......**استاذ العلماء پیر طریقت مولانا محمد اکرم فیضی شاہ جمالی**

☆......**استاذ العلماء پیر طریقت مولانا محمد اعظم صاحب شاہ جمالی**

ہر دو صاحبزادگان نے درس نظامی کی تکمیل جامعہ ہذا سے کی اور فقیر کے ہمدرد رہے۔شریعت وطریقت میں اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر کاربند رہتے ہوئے دین متین کے لیے گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

☆......**استاذ العلماء مولانا غلام محمد صاحب فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ**

آپ نہایت متقی پرہیزگار اور درویش منش انسان تھے مکمل عالم دین ہمدرد انسان تھے۔

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہیر تلامذہ کرام:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کرام کی تعداد ویسے تو ہزاروں سے بھی متجاوز ہے علم چونکہ ایک دینی چمنستان ہے اور چمنستان میں موجود ہر پھول، گلاب کا پھول نہیں ہوتا۔اسی لیے یہاں پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ان مشاہیر طلباء کرام کا ذکر ہوگا، دینی، مذہبی وملی اور سماجی خدمات مسلم ہیں یا جو راقم الحروف کے علم میں ہیں:

☆......**استاذ العلماء مفسر قرآن حضرت قبلہ علامہ مولانا فیض احمد صاحب**

اویسی رحمۃ اللہ علیہ ، مہتمم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور:

آپ حضرات سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذۂ کرام میں سے ہیں آپ نے حفظ قرآن مجید جیسی نعمت حضرت علیہ الرحمۃ سے حاصل کی ہے حضرت اویسی صاحب کواللہ تعالیٰ نے علم وفضل میں ید طولیٰ عطا فرمایا ہے اور فقیر کو بھی حضرت سے شرف تلمذ حاصل ہے آپ بے شمار کتب کے مصنف، مؤلف، مترجم، شارح اور مفسر قرآن ہیں۔

راقم الحروف کو بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل ہے اور حضرت ہی کی نگاہ کرم کے صدقے نہ صرف درس نظامی میں تکمیل کی بلکہ جملہ علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ کو بار بار پڑھنے کا شرف حاصل ہے اور فقیر کی سب سے بڑی خوش بختی یہ ہے کہ مجھے حضرت کی موجودگی میں ہی تدریس کا شرف میسر آنا ہے بفضل تعالیٰ ملک کے اطراف واکناف میں فقیر کے شاگرد دینی ومذہبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں نیز فقیر نے ۴۸ سال دورہ تفسیر القرآن بھی پڑھایا ہے جس میں اب تک ہزاروں طلباء نے شریک ہوکر علمی جواہر پاروں سے اپنی جھولیاں بھریں اور مختلف فیہ مسائل پر سیر حاصل مدلل بحث، قرآن مجید کے مطالب، نزول آیات جیسی مباحث کا علمی ذخیرہ سمیٹا اور یہ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی کرم گستری ہے اور انشاء اللہ تادم حیات یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

☆……فاضل اجل، فرید العصر حضرت مولانا سید محمد فاروق القادری۔

ایم اے گولڈ میڈلسٹ۔

آپ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان ہیں۔ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت لائق وفائق شاگرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مولانا موصوف درس نظامی کے فارغ اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات ہیں بے شمار کتب کے مصنف ومترجم ہیں اور موصوف کا علمی مشغلہ تصنیف وتالیف ہی ہے نیز بزرگوں کی فقیرانہ دینی خدمات ”رشد وہدایات“

اعلیٰ معیار پر سرانجام دے رہے ہیں۔ملک کے طول وعرض میں آپ کے اورآپ کے خاندان کے ہزاروں خلفاء ومریدین موجود ہیں اپنے ہم عصر علماء، فضلاء اور مورخین کے فخر ہیں۔

☆ فاضل جلیل علامہ محمد اعظم صاحب سعیدی مہتمم دارالعلوم سعیدیہ رضویہ ٹیونیشیالائن کراچی

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف حاصل ہے مولانا موصوف نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مثنوی مولانا روم پڑھی ہے مولانا موصوف اعلیٰ درجے کے ذہین اور باصلاحیت نوجوان ہیں اور فقیر سے بھی انھیں شرف تلمذ حاصل ہے۔درس نظامی و دورۂ تفسیر القرآن فقیر سے پڑھا ہے اور بعد فراغت 72-1971ء میں احسن المدارس راولپنڈی میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیے۔مولانا موصوف بلند پایہ ادیب، صحافی، مصنف، مترجم، مؤرخ اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست میں گہری نظر رکھتے ہیں۔

موصوف ورلڈ اسلامک ریسرچ اینڈ پروسیس کمیٹی کے فقہی شعبہ کے چیئرمین ہونے کے علاوہ کراچی کی کئی مختلف سماجی ومذہبی تنظیموں کے سرپرست رہے۔متعدد کتب کے مصنف ومترجم ہیں اور علمی شاہکار بلکہ پندرہویں صدی ہجری کا عظیم تحفہ، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبہائے بلا الف وبلا نقطہ کا سرائیکی واردو ترجمہ کیا ہے جب کہ اردو ترجمہ بلا نقطہ وبلا الف ہے اور اس پر فقیر نے ''صحابہ کی فصاحت و بلاغت پر مقدمہ لکھا ہے مولانا موصوف کے یہ کارہائے نمایاں حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی کرم گستری کا صدقہ ہیں۔

☆......صاجزادہ حافظ خورشید احمد درانی مرحوم ومغفور

آپ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاجزادے تھے اور حضرت موصوف کے شاگرد بھی۔قرآن مجید کی تعلیم بھی انھی سے حاصل کی۔آپ مدرسہ سراج الاسلام کے مہتمم تھے اور جامع مسجد سردارگڑھ میں بطور خطیب خدمت دین متین کرتے

رہے۔آپ فن خطابت میں یدطولیٰ رکھتے تھے،خوش آواز اور خوش اخلاق تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

☆......استاذ الحفاظ قاری حافظ نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القران محلّہ نور شاہ بخاری احمد پور شرقیہ

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید ہیں۔احمد پور میں عرصہ دراز سے قرآن پاک کی تعلیم دینی میں مصروف ہیں اور ہزاروں طلباء حفظ و ناظرہ وتجوید کی نعمت سے مستفیض ہو کر مختلف شہروں اور دیہاتوں میں تعلیم دینے میں مصروف عمل ہیں ۔اللہ تعالیٰ انھیں مزید توفیق بلیغ عطاء فرمائے آپ بزرگ صفت عبادت گزار ہیں نیک طینت و نیک خو ہیں۔

☆......استاذ الحفاظ حضرت حافظ غلام فرید صاحب مرحوم کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے آپ عرصہ دراز سے کوٹ ادو میں درس قرآن دیتے رہے سینکڑوں طلباء کو حافظ قرآن بنا چکے ہیں حافظ صاحب موصوف نہایت متواضع ،منکسر المزاج و ذی صلاحیت انسان تھے نیز زاہد و عابد معمر بزرگ تھے اپنے استاذ معظم حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اللہ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

☆......محترم حافظ عبد الکریم صاحب درانی مرحوم و مغفور

آپ حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر تلامذہ میں سے تھے موصوف نے اول تا آخر قرآن مجید حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا۔آپ نے موصوف کو نہ صرف محنت ولگن سے قرآن پاک حفظ کرایا بلکہ دینی و مذہبی امور کی طرف بھی ترغیب فرمائی۔یہ آپ کی نظر کرم اور ترغیب کا صدقہ ہے کہ حافظ صاحب موصوف نے دینی خدمات کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا مدرسہ سراج العلوم کے بے شمار امور کی نگرانی و مدرسہ میں ہونے والے چھ روزہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر

تقریبات مثلاً ختم دورۂ تفسیر القرآن کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور سالہا سال تک انتہائی خندہ پیشانی سے یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔حافظ صاحب موصوف کی خصوصیات میں ایک خاصہ یہ بھی تھا کہ ان کو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل ۲۵ سال تک شبانہ روز رفاقت حاصل رہی ہے اور یہ رفاقت حیات مستعار کے آخری لمحات تک رہی نیز موصوف کو یہ بھی شرف حاصل تھا کہ ہر سال رمضان المبارک میں تراویح سے قبل حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔آمین۔

☆......حضرت مولانا حافظ محمود احمد سعیدی (مرحوم ومغفور)

ناظم اعلیٰ سراج الاسلام خان پور

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں اور حفظ قرآن کی نعمت لازوال حضرت موصوف علیہ الرحمہ سے حاصل کی جبکہ علمی نعمت فقیر سے حاصل کی۔مولانا حافظ صاحب موصوف مدرسہ سراج الاسلام کے ناظم اعلیٰ اور جامع مسجد حسان محمد پورہ کے خطیب رہے۔کثیر تلامذہ کو نعمت حفظ قرآن سے سرفراز فرمایا۔

☆......فاضل محترم مولانا احمد یار صاحب فریدی سکنہ بستی گجرات ضلع مظفر گڑھ

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے نعمت حفظ قرآن حضرت موصوف علیہ الرحمہ سے حاصل کی جبکہ درس نظامی تکمیل تک فقیر سے پڑھے مولانا موصوف جامع مسجد فریدی بس اسٹینڈ خان پور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے آپ نہایت صالح، نیک اور باعمل بزرگ تھے مسجد کی توسیع میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔آپ خوش اطوار اور فن خطابت میں یکتا تھے۔

☆......استاذ الحفاظ قاری شفیق احمد صاحب مرحوم

آپ بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت لائق شاگردوں میں سے ایک تھے فقیر نے قرآن مجید کی تعلیم حضرت قاری صاحب موصوف کی خدمت میں حاصل کی۔آپ تقریباً عرصہ چالیس سال تک خان پور میں تعلیم قرآن پاک کا درس

دیتے رہے قاری صاحب قبلہ نہایت نیک نفس پاکیزہ اطوار اور معمر بزرگ تھے اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین

☆......استاذ الحفاظ حضرت حافظ محمد یار صاحب مرحوم

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے اولین ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے قرآن مجید حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حفظ کیا اور پھر وہیں بستی میاں محمد اسلام صاحب جیٹھہ بھٹہ میں حضرت علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں اور بعد میں بھی تقریباً بیس سال تک تدریس میں مشغول رہے بعد ازاں مدرسہ سراج العلوم میں بھی۔

☆......فاضل نوجوان حضرت مولانا احمد علی صاحب سعیدی سابقہ خطیب مسجد کوثر غریب آباد خان پور

انھوں نے بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ علم و عمل سے کافی اکتساب کیا اور فقیر کے بھی تلمیذ رشید تھے مولانا موصوف نہایت خلیق، منکسر المزاج اور فاضل ترین عالم دین تھے فن خطابت میں بے مثل تھے اپنے حسن خلق اور ملنسار طبعیت کے سبب علاقے میں بہت مقبول تھے نیز پورا علاقہ آپ کا عقیدت مند تھا۔

☆......استاذ الحفاظ حافظ عبد الغفور صاحب مرحوم

ان کا شمار بھی حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے اولین مقتدر تلامذہ میں سے ہوتا تھا۔ حافظ صاحب موصوف نے بینائی سے معذوری کے عالم میں پورا قرآن مجید حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا اور اس کے بعد عرصے تک حامد آباد (تھلی) میں درس قرآن دیتے رہے اور کافی تعداد میں حفاظ و ناظرہ خواں طلباء نے آپ سے اکتساب کیا۔ آپ بزرگان دین کے عاشق اور قدردان اور نعت گوئی شاعر بھی تھے۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آمین۔

الغرض اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ جاریہ ان مٹ اور لازوال ہے اور آپ کے تلامذہ کا ذکر بے شمار ہے یہاں تو

صرف ان تلانذہ گرامی کا ذکر کیا گیا ہے جن کی دینی و ملی خدمات گرانقدر و مسلم ہیں نیز اسی پائے کے اور بھی بے شمار تلانذہ ہیں مگر اوراق کی تنگ دامنی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ بالتفصیل سب کا تذکرہ کیا جائے القصہ جو طالب علم جہاں بھی دینی اور مذہبی خدمات سرانجام دے رہا ہے وہ دراصل حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا علمی صدقہ جاریہ ہے۔

وصال:

قبل ازیں احاطۂ تحریر میں لایا جا چکا ہے کہ علم و عرفان کا یہ آفتاب سرزمین فرید کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منور کرنیکے بعد ۱۴ جون ۱۹۷۶ء بروز پیر آغوش رحمت محمدی میں روپوش ہوگیا۔ آپ نے نماز مغرب سے کچھ دیر بعد دارِفنا سے دار بقا کی طرف انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مزار پرانوار کا انتخاب:

حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنی جائے تدفین کا انتخاب اور نشان دہی فرما دی تھی۔ آپ کی ذات گرامی کو ان کی نصیحت کے مطابق اس جگہ پر دفن کیا گیا جہاں آپ اکثر چاشت کے نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ مدرسہ سراج العلوم کے دارالحدیث کے غربی کونے میں جہاں فقیر بعد فراغت تحصیل علم 1960ء تا 1976ء علوم دینیہ کی تعلیم دیتا رہا اور آپ اکثر اسی کونے میں تشریف لا کر نماز چاشت پڑھتے اور کبھی کبھی فرماتے بیٹا جب میرا اجل آجائے تو مجھے اسی کونے میں دفن کرنا کیونکہ عرصہ دراز سے یہاں قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دی جارہی ہے ہر سال اسی مقام پر دورہ تفسیر القرآن پڑھاتے ہو اس لیے یہ جگہ نہایت ہی بابرکت ہے نیز ادھر نبی پاک صاحب لولاک کے میلاد کا جلسہ ہوگا مقتدر علماء کرام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی کریں گے تو اس وقت مجھے بے حد

سکون اور قرار آئے گا اور میری قبر پر انوار رحمت کی بارش ہوگی۔ سبحان اللہ کس قدر عاشق رسول اور کامل بزرگ تھے۔

تا قیامت ان پہ یارب بارش انوار کر
ساغرِ رحمت سے ان کی روح کو سرشار کر

اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت حضرات کو حضرت سراج اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین و اصحابہ الطاہرین۔

☆☆تمت بالخیر☆☆